کاؤنٹ ڈاؤن

علیم الحق حقی

کاؤنٹ ڈاؤن

علیم الحق حقی

جمعرات ۳ مارچ......شام پونے چھ بجے

نک اسٹیمز گھر جانے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ اسے یہ بھی یاد نہیں تھا کہ اس نے دوپہر کا کھانا کھایا ہے یا نہیں۔ اس کی بیوی نورما پھر اس بات کی شکایت کرنے لگی تھی کہ وہ ڈنر کے لیے گھر آتا ہی نہیں ہے اور آتا ہے تو اتنی تاخیر سے کہ کھانا ٹھنڈا ہو کر بدمزہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اسے گھر میں کھانا کھائے مدت ہو چکی تھی۔ صبح وہ دفتر کے لیے نکلتا تو نورما سو رہی ہوتی تھی۔ اب جبکہ بچے اسکول جا چکے تھے تو نورما کا کام بس اس کے لیے رات کا کھانا پکانے کا ہی رہ گیا تھا۔ اسے شکایت تھی کہ اس کی وہ محنت بھی ضائع ہی ہوتی ہے۔

بات سچی تھی لیکن نورما کو تو ہر حال میں شکایت کرنا تھی۔ اگر وہ ناکام انسان ہوتا تو بھی وہ شکایت کرتی لیکن وہ تو بہت کامیاب تھا۔ اب کامیابی کی بھی قیمت تو ادا کرنا ہوتی ہے۔

وہ ایف بی آئی کے ایک فیلڈ آفس سب سے کم عمر اسپیشل ایجنٹ انچارج تھا۔ صرف ۴۱ سال کی عمر میں یہ مقام یونہی نہیں مل جاتا۔ اس کے لیے گھر پر رات کا کھانا کھانے سے محرومی بہت معمولی سی بات ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اسے اپنے کام سے محبت تھی۔ کام اس کی محبوبہ تھی۔ کم از کم اس بات پر ہی نورما کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا۔

نک واشنگٹن فیلڈ آفس میں نو برس سے تھا۔ یہ امریکا کا تیسرا سب سے بڑا فیلڈ آفس تھا۔ اگرچہ اس کی حدود بڑی نہیں تھی۔ وہ واشنگٹن ڈی سی کے صرف ۶۱ مربع میل

کے علاقے کو کور کرتا تھا لیکن یہاں ۱۲۲ اسکواڈ تھے۔ ان میں دس کا تعلق سیکورٹی سے تھا، اور بارہ کا جرائم کے شعبے سے۔ آخر واشنگٹن دنیا کا دارالحکومت تھا۔

اب ایسے میں دیر تک کام کرنا کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن آج وہ نورما کو خوش کرنے کی پرخلوص کوشش کرنا چاہتا تھا۔ وہ جلدی گھر پہنچ جانا چاہتا تھا اور اس میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں تھی۔ وہ اپنی بیوی سے جتنی محبت کرتا تھا، اس نسبت سے اسے خوش نہیں رکھ پاتا تھا لیکن آج اس نے مصمم ارادہ کرلیا تھا۔

اس نے انٹرنل فون اُٹھا کر اپنے کرمنل کوآرڈی نیٹر گرانٹ کا نمبر ملایا ''یس باس'' دوسری طرف سے گرانٹ نے کہا۔

''میں گھر جارہا ہوں''

''اوہ، مجھے تو پتا ہی نہیں تھا باس کہ تمہارا گھر بھی ہے''

''میں تمہاری طرح نہیں ہوں'' نک نے کہا اور فون رکھ دیا۔

وہ بہت خوب رو تھا۔ فلموں میں دکھائے جانے والے ایجنٹوں کی طرح۔ اس کے لیپل پر جو پن لگی تھی، اس پر دو جھنڈے بنے تھے۔ ایک امریکا کا اور دوسرا یونان کا۔

چند برس پہلے اسے محکمہ جاتی ترقی کی آفر کی گئی تھی۔ وہ پیشکش قبول کر کے وہ ہیڈ کوارٹر میں بیورو کے ڈائریکٹر کا اسسٹنٹ بن سکتا تھا۔ ڈائریکٹر کے ۱۳ اسسٹنٹ تھے لیکن اس حیثیت میں وہ میز پر بیٹھ کر پیپر ورک کرتا رہتا۔ یہ اسے پسند نہیں تھا۔ اس لیے اس نے وہ پیشکش شکریے کے بغیر ہی ٹھکرادی۔ یہ ایسا ہی تھا، جیسے کوئی محل میں رہنے کے مقابلے میں کچے مکان کو ترجیح دے۔

واشنگٹن فیلڈ آفس پنسلوانیا ایونیو پر واقع پرانے پوسٹ آفس کی چوتھی اور پانچویں منزل پر واقع ہے۔ اس کے کمروں پر پرانے زمانے کی ریل کی بوگیوں کا گمان ہوتا ہے۔

سورج غروب ہونے لگا تھا۔ نک کے کمرے میں اندھیرا در آیا تھا۔ نک نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ سڑک پار ایف بی آئی ہیڈ کوارٹرز کی عمارت تھی۔ یہ عظیم الشان عمارت

۷۶ء میں مکمل ہوئی تھی۔ وہاں نصب ایک لفٹ بھی اس کے اس دفتر سے بڑی تھی لیکن اسے اس کی کوئی پروا نہیں تھی۔ اس کا گریڈ ۱۸ تھا۔ صرف ایف بی آئی کے ڈائریکٹر کی تنخواہ ہی اس سے زیادہ تھی۔ یہ کوئی چھوٹا اعزاز نہیں تھا۔

اس نے انٹرکام پر جولی سے کہا ''میں گھر جارہا ہوں''

''یس سر'' جولی کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

وہ باہر نکلا تو اس نے جولی کو مسکرا کر دیکھا ''آج میں گھر پر عیش کروں گا۔ بیوی کے ہاتھ کا کھانا کھاؤں گا۔''

وہ دروازے سے نکل ہی رہا تھا کہ اس کے ذاتی فون کی گھنٹی بجی۔ دو قدم کا فرق تھا ورنہ وہ اس وقت لفٹ میں ہوتا لیکن اب مجبوری تھی۔ اپنے اس فون کی گھنٹی کو وہ کبھی نظرانداز نہیں کرتا تھا۔ جولی اُٹھی اور اس کے دفتر کی طرف بڑھی ''کوئی بات نہیں جولی۔ یہ فون میں ریسیو کروں گا'' اس نے پکارا اور اپنے کمرے کی طرف واپس چل دیا۔

''نک اسٹیمز'' اس نے فون ریسیو کرتے ہوئے کہا۔

''شام بخیر سر! میں میٹروپولیس سے لیفٹنٹ بلیک بات کر رہا ہوں''

''کیسے ہو ڈیو! پروموشن مبارک ہو'' اس نے خوش دلی سے کہا۔ ''تم سے ملے مدت......اوہ پانچ برس ہوگئے۔ اس وقت تم سارجنٹ تھے۔''

''یاد رکھنے کا شکریہ جناب! میں ٹھیک ہوں''

''میری یاد کیسے آگئی؟''

''وہ سر! بات یہ ہے کہ ولسن میڈیکل سنٹر میں ایک شخص ایڈمٹ ہے۔ وہ ایف بی آئی کے سربراہ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ اسے کوئی بہت اہم بات بتا سکتا ہے۔''

''اپنے سربراہ سے ملنے کی تو مجھے بھی بڑی آرزو ہے۔ مگر وہ ملتا ہی نہیں۔'' نک نے مزاحیہ لہجے میں کہا۔ پھر سنجیدہ ہوگیا۔ ''ایک بات بتاؤ ڈیو! وہ ہمارے انفارمرز میں سے تو نہیں ہے۔''

''نہیں جناب! وہ کوئی مخبر نہیں ہے۔''

"اس کا نام؟"

"اینجلو کیس فکس"

"حلیہ؟"

"میں نے اسے دیکھا نہیں ہے۔ فون پر بات ہوئی تھی۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر ایف بی آئی نے اس کی بات نہیں سنی تو امریکا کو بہت بڑا نقصان ہوگا۔"

"اوہو...... ذرا رکو۔ میں نفسیاتی مریضوں کی فہرست چیک کرلوں۔" ریسیور میز پر رکھ کر نک نے ڈیوٹی آفیسر سے رابطہ کیا۔ وہاں پال فریڈرکس ڈیوٹی پر تھا۔ "پال! نفسیاتی مریضوں کی فائل نکالو۔"

یہ ان لوگوں کا ریکارڈ تھا جنہیں طرح طرح کے واہمے ستاتے تھے۔ کوئی آدمی رات کو فون کر کے بتاتا کہ اس نے مریخ کی مخلوق کو دیکھا ہے۔ کوئی کہتا کہ سی آئی اے دنیا میں اقتدار حاصل کرنے کے لیے سازشیں کر رہی ہے۔

"فائل نکال لی سر۔ آپ نام بتائیں۔"

"اینجلو کیس فکس"

"یونانی معلوم ہوتا ہے۔" پال نے کہا "ان غیر ملکیوں کے دماغ ٹھکانے پر نہیں ہوتے جناب!"

"یونانی غیر ملکی نہیں ہوتے۔" نک نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ خود یونانی نژاد تھا۔

"سوری سر! اس نام کا کوئی آدمی اس فائل میں نہیں ہے۔ اس نے ہمارے کسی ایجنٹ کا حوالہ دیا تھا سر؟"

"نہیں۔ وہ تو براہ راست ڈائریکٹر سے ملنا چاہتا ہے۔"

"یہ تو ہم سبھی چاہتے ہیں جناب"

"اب اگر تم نے اپنی حس مزاح کو مزید استعمال کیا تو میں تمہیں شکایات کی ڈیوٹی پر لگادوں گا۔"

"سوری سر" پال منمنایا۔ اس ڈیوٹی سے سب کا دم نکلتا تھا۔

نک نے دوبارہ فون اُٹھالیا۔ "وہ مستند پاگلوں میں سے تو نہیں ہے" اس نے بلیک سے کہا۔ "فون پر وہ تمہیں کیسا لگا؟ میرا مطلب ہے، اس کی آواز؟"

"ہیجانی اور ہذیانی انداز تھا اس کا" بلیک نے کہا "میں نے اپنے ایک آدمی کو اس کے پاس بھیجا تھا۔ مگر اس کی تو بس ایک ہی رٹ ہے۔ وہ ایف بی آئی سے بات کرے گا۔ میرے آدمی نے بتایا کہ وہ مرجانے کی حد تک خوفزدہ ہے۔ اس کی ٹانگ میں گولی کا زخم ہے، جو بڑی حد تک خراب ہو چکا ہے۔ شدید انفیکشن ہے اسے۔ گولی لگنے کے کئی دن بعد وہ اسپتال آیا تھا۔"

"یہ گولی کیسے لگی اُسے؟"

"معلوم نہیں۔ ہم گواہ تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ابھی تک تو کامیابی نہیں ہوئی ہے اور اینجلو خود کچھ بتانے پر آمادہ نہیں۔ وہ یہ بھی نہیں بتاتا کہ گولی اسے کب لگی۔"

"اور وہ ایف بی آئی کے سربراہ سے ملنا چاہتا ہے۔" نک نے تمسخرانہ لہجے میں کہا "شکریہ لیفٹن۔ میں ابھی اپنے ایک آدمی کو وہاں بھیج رہا ہوں۔ صبح تمہیں بریف کر دیا جائے گا۔"

فون رکھ کر اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ چھ بج چکے تھے۔ اب وہ پچھتا رہا تھا۔ اسی وقت نکل گیا ہوتا تو بہتر ہوتا۔ گرانٹ اس معاملے کو خود ہی نمٹا لیتا۔

اس نے انٹرکام پر گرانٹ سے رابطہ کیا "تم ذرا میرے آفس میں آجاؤ۔"

"میں تو سمجھا تھا، تم گھر چلے گئے۔"

"بس، پھنس گیا۔ تم چلے آؤ"

"کوئی مسئلہ باس؟" گرانٹ نے آتے ہی پوچھا۔

نک کو جو کچھ لیفٹن بلیک سے معلوم ہوا تھا وہ اس نے گرانٹ کو سنا دیا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے دو آدمیوں کو اسپتال بھیج دو۔ آج رات ڈیوٹی پر کون کون ہے؟"

"اسپرین موجود ہے۔ لیکن سر" اگر یہ کسی مخبر کا معاملہ ہے تو اسے نہیں بھیجا جاسکتا۔"

اسپرین فیلڈ آفس کے معمر ترین ایجنٹ کا نک نیم تھا۔ وہ ہر کام ضابطے کے مطابق کرنے کا عادی تھا جس کی وجہ سے بیش تر لوگوں کے لیے دردِ سر بن جاتا تھا۔ سال کے آخر میں ریٹائر ہونے والا تھا۔

''نہیں، اسے بھیجنے کی ضرورت نہیں'' نک نے کہا ''دو نئے لڑکوں کو بھیج دو۔''

''کیلورٹ اور اینڈریوز کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

''بہت مناسب ہے'' نک نے کہا ''انہیں بریف کر دو۔ میں ابھی مناسب وقت پر گھر پہنچ سکتا ہوں۔ کوئی اہم بات ہو تو مجھے گھر پر فون کر دینا۔'' گرانٹ نے سر کو تفہیمی جنبش دی اور رخصت ہو گیا۔ نک نے دوبارہ جولی کو خدا حافظ کہا۔

''کسی ایف بی آئی ایجنٹ کے ساتھ کام کرنے کی حد تک تو ٹھیک ہے سر لیکن میں کسی ایجنٹ سے شادی ہرگز نہیں کروں گی۔''

اپنے دفتر میں گرانٹ نے کیلورٹ اور اینڈریوز کو طلب کر لیا۔

بیری کیلورٹ کا قد ساڑھے چھ فٹ تھا اور اسی لحاظ سے وہ جسیم بھی تھا۔ اس کی عمر ۳۲ سال تھی۔ وہ بہت محنتی اور پرعزم جوان تھا۔ اس میں آگے بڑھنے کی لگن تھی۔ اسے اپنے کام سے عشق تھا۔ ڈیوٹی پوری کرنے کے بعد بھی وہ دیر تک دفتر میں رکا رہتا تھا۔

مارک اینڈریوز اس سے مختلف تھا۔ اس نے لا اسکول سے ڈگری لینے کے بعد ایک لا فرم میں ملازمت بھی کی تھی۔ قانون کا عملی تجربہ حاصل کرنے کے لیے وہ ایف بی آئی میں آیا تھا۔ اگرچہ یہ بات اس نے ظاہر نہیں کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ ایف بی آئی میں کام کر کے اسے مجرموں کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے اور پولیس کے ہتھکنڈوں کے بارے میں بھی۔ اس کا قد چھ فٹ تھا لیکن بیری کیلورٹ کے سامنے وہ بونا لگتا تھا۔ اس کی عمر ۲۸ سال تھی۔ بال سنہری، آنکھیں نیلی اور چہرے پر تازگی۔ وہ بہت پراعتماد تھا۔ اپنے مستقبل کے عزائم کے بارے میں اس نے بیورو میں کبھی کسی سے بات نہیں کی تھی۔

گرانٹ نے ان دونوں کو کیس کے بارے میں آگاہ کیا ''کوئی سیاہ فام ہے؟''

بیری نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

''نہیں، یونانی ہے۔''

بیری حیران نظر آیا۔ واشنگٹن میں ۸۰ فیصد لوگ سیاہ فام ہوتے ہیں اور جرائم کے سلسلے میں گرفتار ہونے والوں میں ان کی نسبت ۹۸ فیصد تک پہنچ جاتی ہے۔

''یہ بتاؤ بیری کہ تم اس معاملے کو نمٹا لو گے؟'' گرانٹ نے پوچھا۔

''کیوں نہیں۔ صبح تحریری رپورٹ تمہیں اپنی میز پر رکھی ملے گی۔''

''اس کی ضرورت نہیں۔ باس کا کہنا ہے کہ کوئی خاص بات ہو تو اس کے گھر فون کر لو۔ ورنہ رپورٹ معمول کے مطابق......'' اس وقت گرانٹ کی میز پر رکھے فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔

''باس اپنی کار سے ریڈیو لائن پر آپ سے بات کریں گے سر'' آپریٹر پولی نے کہا۔

''یہ کبھی چین سے نہیں بیٹھتے۔'' گرانٹ نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے بیری اور مارک سے کہا۔ پھر ماؤتھ پیس پر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولا ''ہائی باس''

''گرانٹ! کیا میں نے تمہیں بتایا تھا کہ اس یونانی کی ٹانگ میں گولی کا زخم ہے اور انفیکشن ہو گیا ہے؟''

''جی ہاں باس، بتایا تھا''

''تو اب ایک مہربانی کرو مجھ پر۔ میرے چرچ کے فادر گریگری کو فون کر کے ان سے استدعا کرو کہ وہ اسپتال جا کر اس سے ملیں۔ یہ ان کا مجھ پر احسان ہو گا۔''

''ٹھیک ہے سر''

''اور اس کے بعد تم بھی گھر جاؤ۔ دفتر اسپرین سنبھال لے گا۔''

''شکریہ سر! میں جانے ہی والا تھا۔''

رابطہ منقطع ہو گیا۔ ''تم دونوں بھی اب چل دو۔'' گرانٹ نے بیری اور مارک سے کہا۔

وہ دونوں باہر نکلے جہاں بیورو کی کئی گاڑیاں موجود تھیں۔ وہ ایک گاڑی میں بیٹھ گئے۔

سڑکیں پر ہجوم تھیں۔ ایک سگنل پر دیر لگی تو بیری کو کوفت ہونے لگی۔ وہ بار بار گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا۔ ''انہوں نے اس کام کے لیے اسپرین کو کیوں نہیں بھیجا؟''

''اسپتال میں کوئی اسپرین کو کیوں بھیجے گا۔ وہاں کوئی کمی ہے اسپرین کی۔'' مارک نے شوخ لہجے میں کہا۔

بیری مسکرایا۔ ان دونوں کے درمیان بڑی ہم آہنگی تھی۔ ایف بی آئی کی ٹریننگ اکیڈمی میں دونوں ایک ہی دن پہنچے تھے۔ اسی دن سے ان کی دوستی کا آغاز ہوا تھا۔

سگنل کی روشنی سبز ہوگئی لیکن ان کے آگے والی کار کو بائیں فرسٹ اسٹریٹ پر مڑنا تھا۔ وہ دونوں جھنجھلا رہے تھے۔

''اور آج کل کیا کر رہے ہو تم؟'' مارک نے وقت گزاری کے لیے بات چھیڑی۔

''تین ہفتے سے ڈاؤن ٹاؤن کے ایک بینک کے کیس پر کام کر رہا ہوں۔ ابھی تک کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ مجھے لگتا ہے کسی دن باس کی ڈانٹ سننی پڑے گی۔'' بیری نے کہا

''ایسا نہیں ہوگا'' مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اس وقت تو باس کو اپنے یونانی بھائی کی فکر ہے، جس کا ٹانگ کا زخم خراب ہو گیا ہے اور وہ اس کے پاس ایک یونانی پادری کو بھیج رہا ہے۔'' وہ دونوں ہنس دیے۔

بالآخر انہیں تیز رفتار لین میں پہنچنے کا موقع مل گیا۔ دس منٹ بعد وہ ولسن میڈیکل سنٹر پہنچ گئے۔ انہوں نے گاڑی پارک کی۔ بیری نے کار کے چاروں دروازوں کے لاک چیک کیے۔ ایف بی آئی کی کوئی کار چوری ہو جائے تو پولیس والے ان کا خوب مذاق اُڑاتے ہیں۔ یہ بات کسی ایف بی آئی والے کو گوارا نہیں۔

اسپتال کا داخلی دروازہ بہت پرانا اور بوسیدہ تھا۔ راہ داریوں کی سفیدی ملگجی ہوگئی تھی۔ استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے انہیں بتایا کہ اینجلو کیس فکس چوتھی منزل پر کمرا نمبر ۴۳۰۸ میں ہے۔

وہاں سیکورٹی نہ ہونا ان دونوں کے لیے حیران کن تھا۔ نہ کسی نے ان سے بیج طلب کیا تھا اور نہ ہی کوئی سوال کرنے کی زحمت کی تھی۔ وہ اسپتال میں یوں گھس گئے تھے جیسے وہاں کام کرتے ہوں۔ کسی نے ان پر دوسری نگاہ بھی نہیں ڈالی تھی۔

لفٹ تھکے تھکے انداز میں، ہانپتی کانپتی چوتھی منزل پر پہنچی۔ لفٹ میں ان کے ساتھیوں میں بیساکھیاں سنبھالے ہوئے ایک مرد اور ایک عورت تھی جو وہیل چیئر پر بیٹھی تھی۔ وہ دونوں بے فکری سے آپس میں ادھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے۔

لفٹ سے نکل کر بیری ڈیوٹی پر موجود نرس کی طرف بڑھا۔ ''ڈیوٹی ڈاکٹر کہاں ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''میرا خیال ہے ڈاکٹر ڈیکسٹر ڈیوٹی کر کے جا چکی ہے۔'' نرس نے کہا ''بہر حال میں دیکھتی ہوں'' اس کی مستعدی میں سنسنی کی آمیزش تھی۔ ایف بی آئی کے ایجنٹ کوئی ہر وقت تو دیکھنے کو نہیں ملتے اور چھوٹے قد اور نیلی آنکھوں والا تو اسے بہت ہی اچھا لگا تھا۔ ذرا دیر بعد وہ ڈاکٹر کے ساتھ واپس آئی۔

ڈاکٹر ڈیکسٹر کو دیکھ کر دونوں ایجنٹوں کو حیرت ہوئی تھی۔ خوشگوار حیرت! ان دونوں نے اپنا تعارف کرایا۔

''میں الزبتھ ڈیکسٹر ہوں......ایم ڈی''

مارک اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ دبلی پتلی اور اوسط قد کی تھی۔ اس کا چہرہ میک اپ سے پاک تھا۔ سچ یہ ہے کہ اسے میک اپ کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

بیری کو اس کے حسن سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس نے ڈاکٹر سے اینجلو کیس فکس کی کیس فائل طلب کی۔

مارک تعلق بنانے کی فکر میں تھا۔ ''تمہارا اسینئر ڈیکسٹر سے کوئی تعلق ہے کیا؟'' اس نے ڈاکٹر سے پوچھا۔

''ہاں! وہ میرے والد ہیں'' ڈاکٹر الزبتھ نے بے پروائی سے کہا جیسے یہ سوال سننے کی عادی رہی ہو۔

"جی؟" اینجلو نے غور سے اسے دیکھا۔ اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی۔ ایک ٹانگ پٹیوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ وہ بہت نروس دکھائی دے رہا تھا۔ کبھی وہ بیری کو دیکھتا اور کبھی مارک کو۔

"ہم ایف بی آئی سے آئے ہیں۔ میں ایجنٹ کیلورٹ ہوں اور یہ ایجنٹ اینڈریوز۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم ہم سے ملنا چاہتے ہو۔"

دونوں ایجنٹوں نے اپنے اپنے بیج اسے دکھائے۔ یہ کام انہوں نے بائیں ہاتھ سے کیا تھا۔ اس بات کی انہیں خاص طور پر تربیت دی گئی تھی۔ تاکہ ہنگامی صورتِ حال درپیش ہو تو ان کے داہنے ہاتھ ایکشن کے لیے دستیاب ہوں۔

اینجلو کے چہرے پر اُلجھن تھی۔ وہ بار بار ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔ وہ اب تک کچھ بولا نہیں تھا اور شاید اس سلسلے میں فیصلہ ہی نہیں کر پا رہا تھا۔ پھر وہ مارک کو دیکھنے لگا جو دیکھنے میں زیادہ مہربان اور نرم خو لگ رہا تھا۔

"ہم منتظر ہیں" بیری نے کہا۔

بالآخر اینجلو نے اپنی کہانی شروع کی "میں اس سے پہلے کبھی پولیس کے چکر میں نہیں پڑا" اس نے کہا "کسی بھی طرح کی پولیس کے۔"

وہ دونوں نہ تو مسکرائے، نہ ہی انہوں نے کوئی تبصرہ کیا۔

"لیکن اس وقت میں بڑی پریشانی میں ہوں اور خدا کی قسم، مجھے مدد کی سخت ضروری ہے۔"

"کیوں؟" بیری نے پوچھا۔

"میں اور میری بیوی...... ہماری یہاں، امریکہ میں موجودگی غیر قانونی ہے۔ سمجھ رہے ہو نا۔ ہم دونوں یونانی ہیں۔ ہم ایک بحری جہاز سے بالٹی مور آئے۔ دو سال سے ہم یہاں محنت مزدوری کر رہے ہیں۔ واپس جانے کی کوئی صورت نہیں بنتی۔"

"تو پھر؟"

"اگر ہمیں یہاں قیام کی اجازت دلوا دو تو میں تمہیں بہت اہم معلومات فراہم کر

سکتا ہوں۔"

"ہم ایسا کوئی وعدہ، کوئی یقین دہانی نہیں......" مارک نے صاف گوئی سے کام لیا۔

بیری نے اُس کے بازو کو چھوتے ہوئے کہا "رکو مارک" پھر وہ اینجلو کی طرف مڑا "اگر معلومات واقعی اہم ہیں اور ان کی مدد سے ہم کسی بڑے جرم کو روکنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہم امیگریشن والوں سے تمہاری سفارش ضرور کریں گے۔ اس سے زیادہ کا ہم وعدہ نہیں کر سکتے۔"

مارک نے دل میں سوچا، امریکہ میں پہلے ہی سے ساٹھ لاکھ غیر ملکی پناہ گزین مقیم ہیں۔ ان دو کے اضافے سے یہ کشتی ڈوب تو نہیں جائے گی۔

"تم سچے آدمی ہو۔ جھوٹا وعدہ نہیں کرتے۔ اچھی بات ہے۔" اینجلو نے بیری کو ستائشی نظروں سے دیکھا "لیکن دیکھو۔ مجھے جاب بھی چاہیے۔ مجھے رقم بھی چاہیے۔ میری حالت دیکھو۔"

وہ دونوں دیکھ بھی رہے تھے اور سمجھ بھی رہے تھے۔ یہ کہانی وہ ہر روز سنتے تھے۔ بس چہرے ہر بار نئے ہوتے تھے۔

"مجھے ایک ریسٹورنٹ میں ویٹر کی ملازمت ملی تو میری بیوی بہت خوش ہوئی۔ میری ملازمت کو دوسرا ہفتہ تھا کہ مجھے ایک خاص کام سونپا گیا۔ ہوٹل کے ایک کمرے میں ایک بڑے آدمی کے لیے مجھے لنچ سرو کرنا تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ وہ بڑا آدمی اپنے کمرے کے لیے ایک ایسا ویٹر طلب کر رہا تھا جسے انگریزی بالکل نہ آتی ہو۔ میری انگریزی بہت اچھی نہیں ہے۔ چنانچہ باس نے اس کام پر مجھے مامور کر دیا اور مجھے سختی سے کہہ دیا کہ میں انگریزی کا ایک لفظ بھی نہ بولوں۔ صرف یونانی زبان میں بات کروں۔ بیس ڈالر مل رہے تھے میں نے ہاں کر دی۔ ایک وین میں بٹھا کر مجھے اس ہوٹل میں لے جایا گیا۔ میرا خیال ہے وہ جارج ٹاؤن کا علاقہ تھا۔ وہاں مجھے کچن میں بھیج دیا گیا۔ میں نے وردی پہنی اور اس پرائیویٹ ڈائننگ روم میں کھانا لے کر گیا۔ وہاں پانچ چھ آدمی تھے۔ بڑے

آدمی نے میرے بارے میں بتایا کہ میں یونانی ہوں اور مجھے انگریزی بالکل نہیں آتی۔ وہ بےفکری سے بات کر سکتے ہیں۔

''چنانچہ وہ میری موجودگی میں بھی بےفکری سے باتیں کرتے رہے۔ میں نے کچھ سننے کی کوشش بھی نہیں کی۔ پھر آخر میں کافی پیتے ہوئے انہوں نے صدر فلورینا کین کے بارے میں بات شروع کی۔ تب میں سننے پر مجبور ہو گیا۔ ''ہمیں اس کو اُڑانا ہی ہوگا۔'' ان میں سے ایک نے کہا''اور اس کے لیے ۱۰ مارچ کا دن بہت مناسب رہے گا۔ منصوبہ وہی رہے گا'' اس پر دوسرے نے کہا ''میں سینیٹر صاحب کی اس بات سے متفق ہوں۔ ہمیں اس کتیا سے جان چھڑانی ہی ہوگی۔'' اس وقت کوئی مجھے گھورنے لگا۔ میں کمرے سے باہر آ گیا۔ پھر میں نیچے برتن دھو رہا تھا کہ ایک آدمی اندر آیا اور اس نے چیخ کر کہا ''اے! پکڑو اسے۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور اپنے ہاتھ اُٹھا دیے۔ بس پھر وہ مجھ پر لپکا۔ میں دروازے کی طرف بھاگا اور سڑک پر آ گیا۔ فائر کی آواز سنائی دی اور مجھے ٹانگ میں درد کا احساس ہوا لیکن میں بھاگتا رہا۔ میرے پیچھے آنے والا آدمی بوڑھا تھا۔ وہ زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتا تھا۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ میں بھاگتا رہوں تو وہ مجھے نہیں پکڑ سکے گا۔ میں بہت ڈر گیا تھا۔ جیسے تیسے میں گھر پہنچا اور بیوی کو سب کچھ بتایا۔ اسی رات ہم نے گھر چھوڑ دیا اور ایک ہم وطن کے گھر چلے گئے۔ ہمارا خیال تھا کہ اب سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن میری ٹانگ کا زخم بگڑنے لگا۔ تب آریانا...... میری بیوی مجبور کر کے مجھے اسپتال لے آئی۔ میرے ہم وطن نے بتایا کہ وہ لوگ میری تلاش میں اُس کے گھر آئے تھے۔ اس لیے مجھے تم لوگوں سے مدد لینا پڑی۔ انہیں میرا پتا چل گیا تو وہ ہرگز مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔''

یہ کہتے کہتے اس کا چہرہ پسینے میں نہا گیا تھا''اب تم لوگ میرے لیے کچھ کرو۔''

''تمہارا پورا نام؟'' بیری نے پوچھا۔

''اینجلو میکسس کیس فکس''

''کہاں رہتے ہو؟'' بیری کا انداز ایسا تھا جیسے ٹریفک کی خلاف ورزی پر اس کا

چالان کر رہا ہو۔

''بلیو رِج، نیر اپارٹمنٹ ۵۱۱۰۱، ایلکن اسٹریٹ، وھٹین۔ یہ میرے دوست کا گھر ہے۔ پلیز! اسے پریشان نہ کرنا۔''

''یہ واقعہ کب کا ہے؟''

''پچھلی جمعرات کا'' اینجلو نے بےجھجک کہا۔

بیری نے حساب لگایا ''یعنی ۲۴ فروری؟''

اینجلو نے کندھے جھٹکتے ہوئے دہرایا ''پچھلی جمعرات کی بات ہے۔ مجھے پکا یاد ہے۔''

''وہ ریسٹورنٹ کہاں ہے جس میں تم کام کر رہے تھے۔''

''گھر سے کچھ دور۔ گولڈن ڈک نام ہے اس کا''

بیری سب کچھ نوٹ کر رہا تھا ''اور وہ ہوٹل جہاں تم لے جائے گئے تھے؟''

''بس اتنا پتا ہے کہ وہ جارج ٹاؤن میں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اسپتال سے ڈسچارج ہو کر تمہیں وہاں جا کر دکھا دوں۔''

''اب مسٹر کیس فکس! بہت سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ اس لنچ کے دوران کوئی اور بھی تمہارے ساتھ کام کر رہا تھا جس نے اس کمرے میں ہونے والی گفتگو یا اس کا کچھ حصہ سنا ہو۔''

''نہیں جناب! میرے علاوہ کوئی اور اس کمرے میں نہیں گیا۔ وہاں صرف میری ڈیوٹی تھی۔''

''تم نے جو کچھ سنا وہ کسی اور کو تو نہیں بتایا؟ اپنی بیوی کو؟ اس دوست کو، جس کے گھر میں تم رہے؟ یا کوئی اور؟''

''نہیں جناب! آپ پہلے آدمی ہیں جسے میں نے یہ بات بتائی ہے۔ میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ میں بہت ڈرا ہوا تھا۔''

''ٹھیک ہے مسٹر کیس فکس۔ ذرا ایک بار اور دہرا دو سب کچھ۔''

لیکن اینجلو کی کہانی میں کہیں کوئی فرق، کوئی جھول نہیں تھا۔ بیری نے اس سے اس کمرے میں موجود لوگوں کے حلیے پوچھے۔ مارک خاموشی سے یہ سب کچھ سنتا رہا تھا۔

''اس وقت تک کے لیے اتنا کافی ہے مسٹر کیس فکس'' بالآخر بیری نے کہا ''اب ہم صبح پھر آئیں گے اور تحریری بیان پر تم سے دستخط لیں گے۔''

''لیکن وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔''

''تم پریشان نہ ہو مسٹر کیس فکس! ہم جلد از جلد یہاں تمہارے لیے محافظ تعینات کریں گے۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔''

اینجلو نے نظریں جھکالیں۔ اس کے انداز میں بے یقینی تھی۔

''اب صبح ملاقات ہوگی'' بیری نے اپنی نوٹ بک بند کرتے ہوئے کہا۔ اس نے کن انکھیوں سے سیاہ فام کو دیکھا۔ وہ بہ دستور ٹی وی پروگرام میں کھویا ہوا تھا۔ ''تم اب آرام کرو مسٹر کیس فکس! گڈ نائٹ''

وہ کمرے سے نکلنے لگے تو سیاہ فام نے بڑے تپاک اور خوش اخلاقی سے ہاتھ ہلایا اور دانت نکال دیے۔ اس کے تین دانت نظر آ رہے تھے۔ دو سیاہ تھے اور ایک سنہری۔

وہ دونوں راہ داری میں آ گئے ''مجھے تو یہ سب افسانہ لگتا ہے'' بیری نے کہا:

''اس کی انگریزی بھی اچھی نہیں ہے۔ لوگ صدر کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ ممکن ہے، اس سے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو۔''

''ممکن ہے۔ لیکن اس کی ٹانگ میں جو گولی پیوست تھی اس کے بارے میں کیا کہو گے؟ وہ تو خیالی نہیں، حقیقی ہے'' مارک نے اعتراض کیا۔

''ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہی ایک بات تو پریشان کر رہی ہے مجھے'' بیری نے کہا۔

''یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کسی بہت مختلف معاملے کے لیے بنائی گئی آڑ ہو۔ بہر حال ہماری بہتری اسی میں ہے کہ باس کو مطلع کر دیا جائے۔ یہ کام میں فوراً کرتا ہوں۔''

لفٹ کے پہلو میں پبلک فون تھا۔ بیری وہاں چلا گیا۔ اس نے جیب سے دو سکے نکال لیے۔ ایف بی آئی کے ہر ایجنٹ کی جیب سکوں سے بھری ہوتی ہے۔ کیونکہ انہیں

ٹیلیفون کی کسی طرح کی بھی سہولت میسر نہیں ہوتی۔

''کہو، کیا دھماکا کیا اُس نے؟ کوئی بنک لٹنے والا ہے کیا؟'' ڈاکٹر الزبتھ کی آواز نے مارک کو چونکا دیا۔

وہ یقیناً ڈیوٹی آف کر کے جا رہی تھی۔ کیونکہ سفید کوٹ کی جگہ اب اس نے سرخ جیکٹ پہن لی تھی۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ لیکن ہمیں صبح بھی آنا پڑے گا'' مارک نے کہا ''تحریری بیان پر اس سے دستخط کرائیں گے۔ یوں اس کے فنگر پرنٹس ہمیں مل جائیں گے۔ ان کو چیک کرنے پر ممکن ہے کوئی دھماکہ ہو جائے۔''

''ٹھیک ہے۔ صبح ڈاکٹر ڈیل گاڈو کی ڈیوٹی ہوگی۔'' وہ مسکرائی ''تمہیں وہ بھی اچھی لگے گی۔''

''کیا اس اسپتال میں صرف حسین ترین لیڈی ڈاکٹرز کو تعینات کیا جاتا ہے۔'' مارک نے کہا۔ ''اچھا، ایک بات بتاؤ۔ ایسی کوئی ترکیب ہے کہ رات بھر کے لیے اس اسپتال میں داخلہ مل جائے؟''

''اس ماہ تو فلو کا فیشن چل رہا ہے۔'' الزبتھ نے کہا۔

''صدر فلورینا فلو کا شکار ہیں اس وقت'' صدر کے تذکرے پر بیری نے چونک کر تیز نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔

الزبتھ ڈیکسٹر نے اپنی رسٹ واچ پر نگاہ ڈالی ''یہ بغیر اوور ٹائم کے میں نے دو گھنٹوں کی زائد ڈیوٹی کی ہے۔ اب آپ کو مزید کچھ نہ پوچھنا ہو تو میں گھر جانا چاہوں گی مسٹر اینڈ ریوز'' یہ کہہ کر وہ مسکرائی۔

''بس ایک سوال اور ڈاکٹر۔ آج رات میرے ساتھ ڈنر پر چل سکو گی؟'' مارک نے کہا۔ اسے احساس تھا کہ بیری بے حد ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا ہے۔

''اب میں کیا کہوں'' الزبتھ نے شرارت سے اُسے دیکھا۔ ''سوچتی ہوں۔ اچھا ایسا ہے کہ بادلِ نخواستہ تمہاری دل آزاری سے بچنے کے لیے میں تمہاری دعوت قبول کر

لیتی ہوں۔ دیکھا تو جائے کہ ایف بی آئی کے ایجنٹ کتنے سنجیدہ طبع ہوتے ہیں۔''

''ایسا نہیں ہے۔ ہم کاٹ بھی لیتے ہیں۔'' مارک نے کہا۔ پھر اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔

''سوا سات بجے ہیں۔ میں ساڑھے آٹھ بجے تمہیں پک کرلوں تو کیسا رہے گا؟''

الزبتھ نے ڈائری کے ایک صفحے پر اپنا پتا اور فون نمبر لکھ کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

''اوہ...... تو تم لیفٹ ہینڈر ہو۔ لز؟''

الزبتھ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ایک لمحے کو اس کی آنکھوں میں جگنو چمکے۔

''صرف مجھ سے محبت کرنے والے ہی مجھے لز کہہ کر پکارتے ہیں۔'' اس نے کہا اور اگلے ہی لمحے وہ ہوا کے جھونکے کی طرح چلی گئی۔

☆☆

''میں بیری کلیورٹ بات کررہا ہوں باس!'' بیری نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ''میں فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں کہ یہ معاملہ حقیقی ہے یا افسانوی۔ اس لیے سوچا آپ کے علم میں لے آؤں۔''

''ٹھیک ہے بیری۔ اب اُگل دو جلدی سے۔''

''یہ بہت سنگین بھی ہوسکتا ہے باس اور دھوکا بھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے کسی جرم پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ چکر چلا رہا ہے۔ میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن جو کچھ اس نے کہا اگر وہ سچ ہے تو آپ کو فوری طور پر اس کی خبر ہونی چاہیے۔'' یہ کہہ کر بیری نے تمام تفصیلات نک کو سنا دیں۔ لیکن فون پر سینیٹر کا حوالہ دینا مناسب نہیں تھا، اس لیے اسے حذف کرتے ہوئے اس نے یہ واضح کردیا کہ کچھ ایسا بھی ہے جو فون پر نہیں بتایا جاسکتا۔

''اے...... تم تو میرا گھر خراب کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ اب مجھے دوبارہ دفتر آنا پڑے گا۔'' نک نے اپنی بیوی کی تند نگاہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''چلو...... میں ایک ڈش تو کھا ہی چکا ہوں۔ ٹھیک ہے بیری، دفتر میں ملتے ہیں...... تیس منٹ بعد۔''

''او کے باس''

بیری نے کریڈل دبا کر رابطہ منقطع کیا۔ پھر میٹرو پولیس کا نمبر ملایا۔ دو اور سکے فون کی نذر کرنے کے بعد اب اس کے پاس ۱۶ سکے بچے تھے۔ کبھی کبھی وہ سوچتا تھا کہ ایف بی آئی کے ایجنٹ کی شناخت کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ اس کی جیب کی تلاشی لی جائے۔ بیس سکے برآمد ہوں تو وہ ایجنٹ ہے، ورنہ نہیں۔

اس نے لیفٹننٹ بلیک سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ڈیسک سارجنٹ نے کہا ''میں ابھی ملاتا ہوں جناب!''

چند لمحے بعد فون پر لیفٹننٹ بلیک کی آواز اُبھری۔ ''یس پلیز''

''اسپیشل ایجنٹ کیلورٹ فرام ایف بی آئی'' بیری نے کہا۔

''ہم نے تمہارے یونانی سے ملاقات کرلی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے کمرے کے باہر پہرے کا بندوبست کردو۔ وہ بہت ڈرا ہوا ہے اور ہم کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے۔''

''اوّل تو وہ میرا یونانی نہیں ہے'' بلیک نے سرد لہجے میں کہا ''تم خود ہی پہرے کا بندوبست کیوں نہیں کرتے۔''

''اس وقت تو ہمارے پاس آدمی ہی نہیں ہیں''

''تو میں بھی کب بھاری نفری لیے بیٹھا ہوں۔ ارے بھائی! ہم یہاں ہوٹل کھولے نہیں بیٹھے ہیں۔'' بلیک نے چڑ کر کہا ''خیر...... میں دیکھتا ہوں کہ کیا کیا جاسکتا ہے اس سلسلے میں لیکن چند گھنٹے تو لگیں گے۔ فوری طور پر کچھ نہیں ہوسکتا۔''

''بہت شکریہ لیفٹننٹ۔ میں اپنے آفس کو مطلع کردوں گا۔'' بیری نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

مارک اور بیری لفٹ کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ اس کی سست رفتاری کی وجہ سے خاصا انتظار کرنا پڑا۔ پھر وہ نیچے آئے۔ اپنی ڈارک بلیو فورڈ میں بیٹھنے کے بعد بیری نے کہا ''باس پوری کہانی سننے کے لیے دفتر آرہا ہے۔ اُمید تو نہیں کہ وہ اس معاملے کو اہمیت

دے گا۔ تو اس سے ملنے کے بعد چھٹی کا امکان ہے۔''

مارک نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ اس وقت تک پونے دو گھنٹے کا اوور ٹائم ہو چکا تھا۔ دفتری ضابطے کے تحت دو گھنٹے سے اُوپر اوور ٹائم کی ادائیگی نہیں ہوتی تھی۔ وہ خدمت سرکار یعنی بیگار کہلاتی تھی۔

''میں اس کے لیے بہت دعا کروں گا۔'' اس نے خلوصِ دل سے کہا'' مجھے ڈیٹ پر جانا ہے۔''

''کوئی ایسی ہستی، جسے میں جانتا ہوں؟'' بیری نے اسے چھیڑا۔

''کیوں نہیں۔ ابھی ہم اس سے مل کر آ رہے ہیں۔ حسین و جمیل ڈاکٹر، الزبتھ ڈیکسٹر''

''تکنیکی طور پر تو ہم اس وقت اینجلو کیس فکس سے مل کر آ رہے ہیں۔''

''وہ تمہاری ڈیٹ ہے، میری نہیں۔''

بیری اچانک سنجیدہ ہو گیا'' بات کو پتا نہ چلنے دینا۔ اگر اسے معلوم ہوا کہ ڈیوٹی کے دوران بھی تم چکر چلاتے ہو تو وہ شکایات کے کاؤنٹر پر تمہاری مستقل ڈیوٹی لگا دے گا۔''

''خدا نہ کرے۔ ایسی منحوس بات زبان پر نہ لایا کرو'' مارک نے گھبرا کر کہا۔

سات بج کر چالیس منٹ پر وہ فیلڈ آفس پہنچے پارکنگ لاٹ سنسان تھا لیکن نک کی گاڑی وہاں موجود تھی۔ وہ لفٹ میں بیٹھ کر پانچویں منزل پر پہنچے اور نک کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

نک بہت مصروف دکھائی دے رہا تھا، جیسے یہ صبح کا وقت ہو اور وہ ڈیوٹی پر تازہ دم آیا ہو۔ اس نے انہیں سامنے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا'' اب شروع ہو جاؤ۔ کوئی بات چھوٹنے نہ پائے۔''

بیری نے اس بار مکمل رپورٹ دی۔ لیفٹن بلیک سے پہرے کے بارے میں ہونے والی گفتگو بھی لفظ بہ لفظ دہرا دی۔ مارک اس کی یادداشت سے بہت متاثر ہوا۔ بیری نے نہ ایک لفظ کم کہا تھا نہ ایک لفظ زیادہ۔

نک سر جھکا کر کچھ دیر غور کرتا رہا۔ پھر اُس نے سر اُٹھا کر مارک کو دیکھا'' تم اس میں کوئی اضافہ کرنا چاہتے ہو؟''

''نہیں سر'' مارک نے دل ہی دل میں شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔ اضافہ تو وہ کر سکتا تھا لیکن اس کے نتیجے میں وہ شکایات کے کاؤنٹر کا ہو کر رہ جاتا۔

نک نے فون اُٹھا کر جولی سے کہا'' بیورو ہیڈ کوارٹرز میں نیشنل کمپیوٹر انفارمیشن سینٹر ملاؤ۔''

رابطہ ملنے پر اس نے اینجلو کیس فکس کے بارے میں بتایا'' مرد، یونانی نژاد، قد ۵ فٹ ۹ انچ، وزن تقریباً ۱۶۵ پونڈ، بال ڈارک براؤن، آنکھیں براؤن، عمر ۳۸ سال، شناختی نشان کوئی نہیں۔ ڈیٹا چیک کر کے بتاؤ میں ہولڈ کیے ہوئے ہوں۔''

''اگر وہ سچا ہے تو ڈیٹا میں اس کا وجود نہیں ہوگا۔'' مارک نے تبصرہ کیا۔

''ہاں! اگر وہ سچا ہے تو'' بیری نے زور دے کر کہا۔

چند لمحے بعد اسے جواب مل گیا'' ہمارے ڈیٹا میں کیس فکس سرنیم کا ایک آدمی بھی نہیں ہے جناب! سوری سر'' اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

''اب تو ہمیں شک کا فائدہ اسے دینا پڑے گا لڑکو'' نک نے کہا'' اب ہم فرض کرتے ہیں کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ اس صورت میں یہ بہت سنگین معاملہ ہے۔ اگر اس کے پیچھے اس اینجلو کا اپنا کوئی مفاد ہے تو وہ میری سمجھ سے باہر ہے۔ اب بیری، کل صبح تمہیں اس کے فنگر پرنٹس لینے ہیں۔ اس سے ہم یہ چیک کر سکیں گے کہ کہیں وہ نام تو غلط نہیں بتا رہا ہے۔ پھر ۲۴ فروری کا میٹرو پولیس کا ریکارڈ چیک کرو۔ ممکن ہے، فائرنگ کا کوئی واقعہ رونما ہوا ہو جس میں وہ ملوث ہو۔ یوں اس کے بیان کی تصدیق یا تکذیب ہو سکتی ہے۔ پھر جب اس کی حالت بہتر ہو تو اسے ایمبولینس میں جارج ٹاؤن لے کر جاؤ اس ہوٹل کی شناخت کراؤ۔ اسپتال والوں کو رضامند کرنے کی کوشش کرو کہ وہ اس کے لیے کل ہی اجازت دیں گے۔''

''رائٹ سر''

نک نے سر گھما کر مارک کو دیکھا ''اور تمہیں اسی وقت اسپتال واپس جانا ہے۔ جب تک میٹرو پولیس اس کی حفاظت کا بندوبست نہیں کرتی، یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ ان کی آمد کے بعد تم چھٹی کر سکتے ہو۔ صبح تمہیں گولڈن ڈک جا کر اس کے بیان کی تصدیق کرنی ہوگی۔ میں ڈائریکٹر ایف بی آئی سے ملاقات کے لیے صبح دس بجے کا وقت لے رہا ہوں۔ اس وقت تک تم لوگ چیکنگ مکمل کر سکتے ہو۔ اگر فنگر پرنٹس ریکارڈ میں نہیں ہیں، اور ہوٹل اور ریسٹورنٹ بھی موجود ہیں، اور وہاں سے اینجلو کے بیان کی تائید بھی ہوتی ہے تو سمجھ لو کہ ہم بہت بڑی مصیبت میں ہیں۔ اس لیے میں ڈائریکٹر کو مطلع کیے بغیر ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھنا چاہوں گا۔ فی الوقت مجھے تحریری طور پر کچھ نہیں چاہیے۔ البتہ صبح مفصل تحریری رپورٹ درکار ہوگی اور ہاں! یہ بات کہ اس معاملے میں کوئی سینیٹر بھی ملوث ہے، کسی سے بھی نہ کرنا، گرانٹ سے بھی نہیں۔ کل ڈائریکٹر سے ملاقات کے بعد یہ بھی ممکن ہے کہ ہم مکمل تحریری رپورٹ کے ساتھ یہ کیس سیکرٹ سروس کے سپرد کر دیں۔ یہ نہ بھولنا کہ ذمہ داریوں کی تقسیم بالکل واضح ہے۔ صدر کا تحفظ سیکرٹ سروس کی ذمہ داری ہے، جبکہ وفاقی جرائم ہمارا میدان ہے۔ اگر سینیٹر ملوث ہے تو یہ ہمارا کیس ہے لیکن معاملہ صدر کا ہے تو یہ ان کا کھیل ہے۔ حتمی فیصلہ ڈائریکٹر کو کرنا ہوگا اور یہ بھی سوچ لو کہ یہ محض سات دنوں کا کھیل ہے۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔''

''او کے سر!''

نک نے سرخ فون اُٹھایا۔ وہ ڈائریکٹر کے آفس سے اس کا براہ راست رابطہ تھا۔

''نک اسٹیمز فرام ڈبلیو ایف او۔'' اس نے فون پر کہا۔

''شام بخیر'' دوسری طرف سے دھیمی آواز میں کہا گیا۔ ڈائریکٹر ایف بی آئی کی مخلص سیکرٹری، کام سے محبت کرنے والی مسز میک گریگر، کہا جاتا ہے کہ ایڈگر ہوور بھی اس سے خوف زدہ رہتا تھا۔

''مسز میک گریگر! میں جناب ڈائریکٹر سے پندرہ منٹ کی ایک عبوری ملاقات کا خواستگار ہوں۔ میرے ساتھ ایجنٹ کیلورٹ اور ایجنٹ اینڈریوز بھی ہوں گے۔ اگر ممکن

ہو تو کل صبح ۹ بجے اور ۱۱ بجے کے درمیان کسی بھی وقت۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ کل اس وقت تک کی تحقیقات کے نتیجے میں اس ملاقات کی ضرورت نہ رہے۔ اس لیے میں نے عبوری ملاقات کی بات کی ہے۔''

مسز میک گریگر نے ڈائریکٹر کے شیڈول کا جائزہ لیا۔ ''کل صبح گیارہ بجے انہیں پولیس کے چیفس سے ملنا ہے۔ دفتر وہ ساڑھے آٹھ بجے آئیں گے اور گیارہ بجے سے پہلے ان کی کوئی مصروفیت نہیں ہے۔ آپ مجھے اس ملاقات کے بارے میں کچھ بتانا چاہیں گے۔''

''جی نہیں''

مسز میک گریگر نہ تو دباؤ ڈالتی تھی اور نہ ہی دوسرا سوال کرتی تھی۔ اگر نک اسٹیمز نے فون کیا تھا تو معاملہ یقیناً اہم تھا۔ وہ سال میں دس بارہ مرتبہ ڈائریکٹر سے تقریبات میں ملتا تھا لیکن پیشہ ورانہ معاملات میں اس کی ڈائریکٹر سے سال میں بہ مشکل تین چار ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ وہ ایسا آدمی نہیں تھا کہ ڈائریکٹر کا وقت برباد کرتا۔

''شکریہ مسٹر اسٹیمز! کل صبح ساڑھے دس بجے، بشرطیکہ تم مجھے ملاقات منسوخ کرنے کی اطلاع نہ دو۔''

نک نے فون رکھ کر ان دونوں کو دیکھا ''ڈائریکٹر سے ملاقات ساڑھے دس بجے کی طے ہوئی ہے۔ اب بیری! تم مجھے گھر تک لفٹ دے دو۔ پھر تمہاری چھٹی۔ صبح مجھے پھر پک کر لینا۔ یوں کہ تم مجھے تفصیلات سے آگاہ کر سکو گے اور مارک! تم یہاں سے سیدھے اسپتال جاؤ۔''

مارک کے تصور میں ڈاکٹر الزبتھ کا سراپا لہرا گیا۔ وہ آپ ہی آپ مسکرا دیا۔

''صدر کی جان کو خطرہ تمہارے لیے کوئی دلچسپ اور خوشگوار مرحلہ ہے مارک؟'' نک نے تیز لہجے میں کہا۔

''سوری سر! دراصل آپ نے میری سوشل لائف کو اس وقت زبردست دھچکا پہنچایا ہے۔'' مارک نے معذرت کی۔ ''اچھا سر! اگر میں اپنی ذاتی کار استعمال کروں تو اس میں

کوئی حرج تو نہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اسپتال سے سیدھا ڈنر کے لیے چلا جاؤں۔''

''ہاں! کوئی حرج نہیں۔ میں اور بیری ڈیوٹی کار استعمال کریں گے۔ اب تم روانہ ہو جاؤ اور دعا کرو کہ میٹرو پولیس والے ناشتے سے پہلے اینجلو کو سیکورٹی فراہم کر دیں ورنہ تمہارا ڈنر تو گیا۔''

مارک آفس سے نکلا تو خاصا جھنجھلایا ہوا تھا۔ اگر میٹرو پولیس والے اسپتال میں موجود ہوئے تو بھی الزبتھ کو وہ وقت پر پک نہیں کر سکے گا۔ خیر! اسپتال سے وہ الزبتھ کو فون تو کر سکتا ہے۔

نک نے دفتر سے نکلتے ہوئے بیری سے کہا ''چیک کرلو کہ اسپرین ڈیوٹی پر ہے۔ اسے بتا دو کہ اب ہم دفتر صبح ہی آئیں گے۔''

بیری نے یہ پیغام اسپرین کو پہنچا دیا۔ اسپرین واشنگٹن پوسٹ سامنے رکھے کراس ورڈ حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تین لفظ تو وہ بھر چکا تھا لیکن رات بہت باقی تھی۔

بیری باہر آیا تو نک ڈارک بلیو فورڈ میں بیٹھ رہا تھا۔ بیری نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ گاڑی شاہ راہِ دستور کی طرف بڑھی۔ وائٹ ہاؤس سے گزر کر وہ ای اسٹریٹ ایکسپریس وے پر آئے اور میموریل برج کی طرف چل دیے۔

''اگر یہ اینجلو کوئی کھیل نہیں کھیل رہا ہے تو ہمارے سامنے بہت لمبا کام ہے۔'' نک نے کہا۔ ''یہ ایک ہفتہ بہت سخت گزرے گا۔ ایک بات بتاؤ، واردات کی تاریخ کے بارے میں اسے پکا یقین ہے؟''

''جی باس! دوبارہ بھی اس نے ۱۰ مارچ ہی کہی تھی اور مقام واشنگٹن''

''سات دن، صرف سات دن۔ دیکھنا یہ ہے کہ ڈائریکٹر کا ردِعمل کیا ہوتا ہے۔''

''مجھے یقین ہے کہ وہ یہ کیس سیکرٹ سروس کو سونپ دیں گے۔''

''چلو چھوڑو اسے۔ کھانے کے بارے میں سوچو۔ بھوک لگ رہی ہوگی۔ میں نے تو تھوڑا بہت کھا لیا تھا۔ تمہارا برا حال ہوگا'' نک کے لہجے میں ہمدردی تھی۔

''کل کی کل دیکھیں گے۔''

سگنل پر گاڑی رُکی۔ وہ اس وقت وائٹ ہاؤس کے عقب میں تھے۔ وہاں ایک گندا ہپّی احتجاجی بینر اُٹھائے کھڑا تھا، جس پر لکھا تھا ''خبردار! قیامت بہت قریب ہے۔''

''یہ ایک کمی رہ گئی تھی آج کی رات'' نک بڑبڑایا۔

روشنی سبز ہوئی تو کار آگے بڑھی۔ ورجینیا ایونیو سے گزر کر وہ ایکسپریس وے پر آئے اور تیز رفتاری سے میموریل برج کی طرف بڑھے۔ ایک سیاہ ۵.۳ لنکن نے انہیں کراس کیا۔ اس کی رفتار ۷۰ میل سے اُوپر تھی۔

''میٹرو پولیس والے اسے ضرور روکیں گے۔'' نک نے کہا۔

''ممکن ہے، انہیں ایئر پورٹ جانا ہو اور فلائٹ کا وقت قریب ہو۔''

ٹریفک بہت کم تھا۔ رش کا وقت گزر چکا تھا۔ وہ جارج واشنگٹن پارک وے پر مڑے تو گاڑی ٹاپ گیئر میں تھی۔ پارک وے پوٹومیک ریور کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ ورجینیا کے ساحلی جنگلے کے متوازی۔ وہاں سڑک پُر پیچ تھی اور اندھیرا بھی تھا۔

بیری تجربہ کار ایجنٹ تھا اور جوان بھی تھا۔ ہنگامی صورتِ حال کے مطابق تیز رفتاری سے عمل کرنے کی اسے بہترین تربیت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ چھٹی حس بھی اسے میسر تھی۔ نک کی عمر زیادہ تھی لیکن تجربہ بھی زیادہ تھا۔

ان دونوں نے ایک ہی وقت میں دیکھا بھی اور سمجھ بھی لیا۔ ایک بڑی سیاہ بیوک نے بائیں جانب سے اُنہیں اوورٹیک کرنا شروع کیا۔ بیری نے کن انکھیوں سے اُس طرف دیکھا اور پھر جب اس نے دہنی جانب دیکھا تو ایک کار اُس طرف سے بھی آ رہی تھی۔ وہ سیاہ لنکن تھی۔ بلکہ وہ ہائی وے پر رانگ سائیڈ ہو کر ان کی گاڑی کے سامنے آ رہی تھی۔ اسی لمحے اسے لگا کہ اس نے رائفل کے شاٹ کی آواز سنی ہے۔ اس نے تیزی سے اسٹیرنگ کو سڑک کے وسط کی طرف گھمایا لیکن اسٹیرنگ کام نہیں کر رہا تھا۔

دونوں گاڑیوں نے بہ یک وقت اُس کی کار کو ہٹ کیا۔ اُس کے باوجود وہ ان میں سے ایک کو اپنی کار کے ساتھ چٹانی ڈھلوان تک لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ ان کی

رفتار بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ دونوں گاڑیاں دریا کی سطح سے پوری قوت سے ٹکرائیں۔
نک دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن مضروب دروازہ جام ہو گیا تھا۔ اس نے سمجھ لیا کہ اب اذیت ناک حد تک سست رفتاری کے ساتھ، غرقابی ناگزیر ہے۔

سیاہ بیوک ہائی وے پر یوں بڑھتی گئی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

بریکوں کی چڑ چڑاہٹ کے ساتھ ایک اور کار رُکی۔ اس میں ایک نوجوان جوڑا تھا۔ وہ اس واقعے کے عینی گواہ تھے اور بہت دہشت زدہ دکھائی دے رہے تھے۔ وہ اپنی کار سے اُترے اور ڈھلوانی راستے پر لپکے لیکن وہ کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ ڈارک بلیو فورڈ اور سیاہ لنکن تین چوتھائی پانی میں ڈوب چکی تھیں۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں گاڑیاں پانی میں غائب ہو گئیں۔ سطح آب پر اب کچھ بھی نہیں تھا۔

''خدا کی پناہ! تم نے دیکھا بھی کہ کیا ہوا تھا'' مرد نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے تو بس دونوں گاڑیوں کو ڈھلان پر دوڑتے دیکھا تھا۔ اب ہم کیا کریں گے جم؟''

''پولیس کو خبر کریں گے۔'' وہ دونوں تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف لپکے۔

☆☆

جمعرات ۳ مارچ......۸ بج کر ۱۵ منٹ رات

''ہیلو لز؟''

ایک لمحے کو دوسری طرف خاموشی رہی۔ پھر الزبتھ نے کہا ''تم کچھ زیادہ تیز نہیں دوڑ رہے ہو ایجنٹ مارک اینڈریوز''

''کاش اتنا تیز دوڑ پاتا، جتنا چاہتا ہوں'' مارک نے رومان لہجے میں کہا ''اچھا بری بات سنو الزبتھ۔ میں دوبارہ اسپتال جا رہا ہوں۔ پولیس گارڈز کے وہاں پہنچنے تک مجھے تمہارے اس مریض مسٹر کیس فکس پر نظر رکھنی ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ اس کی زندگی خطرے میں ہو۔ بہرحال اس کے نتیجے میں میں لیٹ ہو سکتا ہوں۔ تمہیں انتظار کرنا پڑا تو مائنڈ تو نہیں کرو گی۔''

''نہیں، اب میں اتنی بھوکی بھی نہیں ہوں۔ جمعرات کو ویسے بھی میں لنچ ڈیڈی کے ساتھ کرتی ہوں اور وہ حلق تک ٹھونسنے کے قائل ہیں۔ اپنے بھی اور دوسروں کے بھی۔''

''تمہارے لیے یہ ضروری بھی ہے۔ اتنی دبلی ہو تم اور ہاں میں فلو سے دوستی کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔''

وہ کھلکھلا کر ہنس دی ''اچھا...... پھر ملاقات ہو گی۔''

مارک نے ریسیور ہک پر لٹکایا اور لفٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے لفٹ کو نیچے بلانے والا بٹن دبایا۔ تیر کا نشان بتا رہا تھا کہ لفٹ نیچے آ رہی ہے۔ وہ سوچ رہا تھا، کاش پولیس پہلے ہی پہنچ چکی ہو۔ پھر اسے لفٹ پر غصہ آنے لگا۔ کیسی سست رفتار ہے۔ مریض تو اس کے انتظار میں جاں سے گزر جاتے ہوں گے۔

بالآخر دروازہ کھلا اور بھاری جسم کا ایک یونانی پادری باہر آیا اور اس کے پاس سے گزر کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس کے حلیے، لباس، اُونچے سیاہ ہیٹ اور گلے میں پڑی روایتی صلیب کی وجہ سے دعوے سے کہہ سکتا تھا کہ پادری یونانی ہے لیکن اس پادری میں کوئی ایسی بات تھی جو اسے بہت عجیب لگی تھی لیکن وہ شعوری طور پر اسے سمجھ نہیں پایا تھا۔ وہ ایک پل وہیں کھڑا اُلجھتا رہا۔ اس نے پلٹ کر جاتے ہوئے پادری کی پیٹھ کو دیکھا اور لفٹ میں عین اس وقت چھلانگ لگائی جب اس کے دروازے بند ہونے والے تھے۔

اس نے کئی بار چوتھی منزل کا بٹن دبایا لیکن لفٹ ساکت تھی۔ ارے چل...... چل بھی۔ وہ دانت پیستے ہوئے بڑبڑایا۔ لفٹ حرکت میں آئی لیکن اس کی رفتار کا وہی عالم تھا۔ خراماں خراماں، وہی شاہانہ چال۔ اسے اس کی اور الزبتھ ڈیکسٹر کی ملاقات کی کوئی پروا ہی نہیں تھی۔

بالآخر دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔ وہ اس سے پہلے ہی باہر آ گیا اور راہ داری میں کمرا نمبر ۴۳۰۸ کی طرف دوڑنے لگا لیکن وہاں کوئی پولیس والا موجود نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے یہاں رک کر پہرہ دینا ہو گا۔ کتنی دیر، یہ وہ نہیں جانتا تھا۔

راہ داری سنسان تھی۔ اس نے کھڑکی سے اندر جھانکا۔ وہ دونوں اپنے اپنے بیڈ پر دراز سوئے ہوئے تھے۔ کمرے میں بے آواز ٹیلی ویژن کی روشنی تھرک رہی تھی۔ وہ اسٹاف نرس کی تلاش میں نکلا۔ وہ ہیڈ نرس کے آفس میں کافی سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی۔ کیونکہ اسے پہلی ہی نظر میں وہ اچھا لگا تھا۔

''روم نمبر ۴۳۰۸ کے پہرے کے لیے میٹرو پولیس سے کوئی نہیں آیا؟'' اس نے نرس سے پوچھا۔

''نہیں، کوئی نہیں۔ وہ کمرا تو قبر کی طرح خاموش ہے۔''

''اب تو مجھے انتظار کرنا ہی پڑے گا۔ ایک کرسی لے جاؤں وہاں؟ تمہارے لیے کوئی مسئلہ تو نہیں ہوگا؟''

''بالکل نہیں۔'' نرس نے کہا ''آپ جتنی دیر چاہیں بیٹھیں۔ میں آپ کے لیے ایک آرام دہ کرسی کا بندوبست کرتی ہوں۔'' اس نے کافی کا مگ رکھا۔ پھر بولی ''کافی پئیں گے آپ؟''

''کیوں نہیں؟'' مارک نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ سوچ رہا تھا ڈاکٹر نہ سہی، نرس ہی سہی۔ شام پوری طرح تو برباد نہیں ہوگی۔ پھر اس نے سوچا، پہلے جا کر کمرے کو چیک کرے اور اینجلو کو دلاسہ دے کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ پھر وہ میٹرو پولیس کو فون کر کے ان سے کہے گا کہ جلد از جلد اپنے لوگوں کو بھجوائیں۔

وہ آہستہ آہستہ کمرے کی طرف چل دیا۔ جلد بازی کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا۔ ٹی وی کی روشنی سے قطع نظر وہاں اندھیرا تھا۔ اس کی نظروں کو اس سے ہم آہنگ ہونے میں چند لمحے لگے۔ اس نے دونوں بستروں کا جائزہ لیا۔ وہ دونوں ساکت تھے۔ ٹپ ٹپ کی آواز نہ ہوتی تو وہ انہیں یونہی چھوڑ کر خاموشی سے باہر آجاتا۔

ٹپ ٹپ ٹپ ٹپ...... جیسے کسی نل کی ٹونٹی سے پانی قطرہ قطرہ ٹپک رہا ہو لیکن اسے یاد نہیں آیا کہ پہلی بار آنے پر اس نے یہاں کوئی نل دیکھا تھا۔

وہ اینجلو کے بیڈ کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچ کر اس نے جھک کر دیکھا۔

ٹپ ٹپ......!

وہ تازہ خون تھا جو بستر پر بچھی چادر سے ٹپک رہا تھا اور چادر پر خون اینجلو کیس فکس کے کھلے منہ سے گر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں حلقوں سے تقریباً باہر نکلی ہوئی تھیں۔ سوجی ہوئی زبان کھلے ہوئے منہ سے لٹک رہی تھی۔ ایک کان سے دوسرے کان تک اس کا گلا کاٹ دیا گیا تھا۔ نیچے فرش پر خون کا چھوٹا سا تالاب بن گیا تھا اور وہ اس تالاب میں کھڑا تھا۔ اس نے بیڈ کا سرہانا نہ پکڑ لیا ہوتا تو وہ گر جاتا۔ اُس نے دوسری طرف جھک کر بھرے سیاہ فام کو دیکھا۔ اب اس کی آنکھیں کمرے کی نیم تاریکی سے پوری طرح ہم آہنگ تھیں۔ جو کچھ اس نے دیکھا، اُس کے نتیجے میں اسے اُلٹی آ گئی۔ سیاہ فام کا سر اپنے دھڑ سے محض گوشت کے چند ریشوں کی وجہ سے جھول رہا تھا۔ مارک جیسے تیسے کمرے سے باہر نکلا اور پبلک فون کی طرف بڑھا۔ اس کا دل اس کے کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ پسینے میں تر قمیص جسم سے چپکی ہوئی تھی۔ اس نے جیب سے سکے نکالے۔ سب سے پہلے اس نے ہومی سائیڈ کو مطلع کیا اور ان سے اسکواڈ بھیجنے کو کہا۔

اسی وقت نرس کافی لے کر آ گئی۔ ''آپ ٹھیک تو ہیں۔ آپ کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے'' وہ بولی۔ پھر اس کی نظر اس کے خون میں لتھڑے ہوئے جوتوں پر پڑی تو وہ بری طرح چیخنے لگی۔

''کمرا نمبر ۴۳۰۸ میں ہرگز نہ جانا اور میری اجازت کے بغیر کمرے میں کسی کو بھی جانے نہ دینا اور ہاں، ڈیوٹی ڈاکٹر کو فوراً بلاؤ۔''

نرس نے کافی کی پیالی زبردستی اسے تھمائی اور پھر راہ داری میں دوڑ گئی۔ مارک کمرا نمبر ۴۳۰۸ کی طرف چل دیا۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ انتظار کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے لائٹ آن کی اور باتھ روم میں چلا گیا۔ پہلی بار اسے احساس ہوا کہ شاید بے دھیانی میں بیڈ کو چھونے کے نتیجے میں اس کے ہاتھ بھی خون سے لتھڑ گئے ہیں۔ اس

نے رگڑ رگڑ کر ہاتھ دھونے کی کوشش کی۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ باہر لپکا۔ دروازے میں ایک اور ڈاکٹر کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ سپید ہو رہا تھا۔ اس کے سینے پر لگی نیم پلیٹ بتا رہی تھی کہ وہ ڈاکٹر ایلیسیا ڈیل گاڈو ہے۔

''کسی چیز کو چھونا نہیں'' مارک نے کہا۔

ڈاکٹر کبھی اسے دیکھ رہی تھی، کبھی لاشوں کو۔ پھر اس کے حلق سے عجیب سی کراہ نکلی۔

''ہومی سائیڈ والوں کے آنے تک کسی چیز کو نہیں چھونا۔'' مارک نے دوبارہ کہا ''وہ آنے ہی والے ہوں گے۔''

''تم......تم کون ہو؟'' ڈاکٹر نے بہ مشکل پوچھا۔

''اسپیشل ایجنٹ مارک اینڈریوز فرام ایف بی آئی'' مارک نے اپنا کارڈ اور بیج دکھایا۔

''کیا ہم یہیں کھڑے ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں گے، یا تم مجھے اس کمرے کی حالت درست کرنے کی اجازت دو گے۔'' ڈاکٹر اب بھی شاک کی حالت میں تھی۔ شاید اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

''جب تک ہومی سائیڈ والے آ کر اپنا کام نہیں کر لیتے، ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ چلو، اب باہر چلو'' مارک نے آگے بڑھتے ہوئے، کندھے سے دھکا لگا کر دروازے کو کھولا۔ وہ کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگانا چاہتا تھا۔

ڈاکٹر بھی اس کے پیچھے راہ داری میں آ گئی۔ ''تم یہیں دروازے پر کھڑی رہو۔'' مارک نے اس سے کہا ''کسی کو اندر نہیں جانے دینا۔ میں فون کر کے آتا ہوں۔''

اس بار اس نے میٹرو پولیس کو فون کیا ''مجھے لیفٹنٹ بلیک سے بات کرنی ہے۔'' اس نے کہا

''انہیں گھر گئے ایک گھنٹا ہو چکا ہے۔ میں کچھ مدد کر سکتا ہوں آپ کی؟''

''ولسن میڈیکل سینٹر کے کمرا نمبر ۴۳۰۸ کی نگرانی کے لیے آپ لوگوں کو کہا گیا تھا۔

کب وہاں اپنے آدمی بھیجیں گے آپ؟''

''آپ کون؟''

''اینڈریوز فرام ایف بی آئی فیلڈ آفس''

''ہمارا آدمی بس پہنچنے ہی والا ہے۔ آدھا گھنٹہ پہلے نکلا تھا وہ۔ میں ہومی سائیڈ کو فون کر دیتا ہوں۔''

''وہ میں کر چکا ہوں۔'' مارک نے تیز لہجے میں کہا اور فون رکھ دیا۔ پھر وہ قریب پڑی کرسی پر ڈھیر ہو گیا جو نرس اُس کے لیے لائی تھی۔ راہ داری اب سفید کوٹوں سے بھر گئی تھی۔ وہ سب انتظار کر رہے تھے۔

مارک سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے۔ اس بار اس نے نک کے گھر کا نمبر ملایا۔ گھنٹی دیر تک بجتی رہی۔ یہ ریسیو کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ اس نے پریشانی سے سوچا۔ اسی لمحے فون ریسیور کر لیا گیا۔ ''ہیلو؟'' ایک نسوانی آواز نے کہا۔

''شام بخیر مسز اسٹیمز۔ میں مارک اینڈریوز بول رہا ہوں۔ باس سے بات کرنی ہے۔''

''نک تو گھر پر نہیں ہے مارک۔ دو گھنٹے پہلے وہ دفتر گئے تھے بلکہ انہوں نے تو کہا تھا کہ تم اور بیری سے ملنے جا رہے ہیں۔''

''ہماری ملاقات ہو گئی تھی۔ مگر ۴۰ منٹ پہلے ہم دفتر سے نکل آئے تھے۔ باس کو تو اب تک گھر پہنچ جانا چاہیے تھا۔''

''ابھی تک تو نہیں آئے ہیں وہ۔ ممکن ہے، دوبارہ آفس چلے گئے ہوں۔ وہاں فون کر کے دیکھو۔''

''جی ٹھیک ہے۔ سوری کہ آپ کو زحمت دی۔''

ریسیور لٹکا کر مارک نے کمرا نمبر ۴۳۰۸ کی طرف دیکھا۔ کوئی کمرے میں نہیں گیا تھا۔

اس بار اس نے اپنے دفتر کا نمبر ملایا ''باس سے بات کراؤ میری'' اس نے جولی کی

آواز سنتے ہی کہا۔

''وہ تو پون گھنٹہ پہلے بیری کے ساتھ چلے گئے تھے۔ گھر جا رہے تھے شاید۔''

''یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا''

''میں نے خود انہیں جاتے دیکھا ہے اینڈریوز''

''پھر بھی، چیک تو کرو پلیز''

''تم کہتے ہو تو دیکھ لیتی ہوں''

مارک کے لیے وہ بہت طویل لمحے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا، میں کیا کروں۔ میں اکیلا ہوں۔ یہ دوسرے لوگ کہاں غائب ہو گئے؟ اس صورتِ حال میں اس کی تربیت بھی اس کی رہنمائی نہیں کر رہی تھی۔ ایف بی آئی کو تو واردات کے ۲۴ گھنٹہ بعد جائے واردات پر جانے کا موقع ملتا تھا۔ جائے واردات پر ابتدائی لمحوں میں کیا کیا جاتا ہے، یہ اسے معلوم ہی نہیں تھا۔

''نہیں مسٹر اینڈریوز۔ وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔'' دوسری طرف سے جولی نے کہا۔

''شکریہ جولی''

ریسیور لٹکا کر اس نے چھت کی طرف دیکھا، جیسے خدا سے رہنمائی طلب کر رہا ہو۔ اسے کہا گیا تھا کہ ان معاملات کے بارے میں اسے کسی کو بھی کچھ نہیں بتانا ہے۔ ڈائریکٹر سے ملاقات کے بعد ہی لائحہ عمل کا فیصلہ ہونا تھا۔ تو یہ ضروری ہے کہ اس کا نک سے...... یا پھر بیری سے رابطہ ہو۔

اس نے بیری کا نمبر ملایا۔ گھنٹی بجتی رہی۔ فون اٹینڈ نہیں کیا گیا۔ تنگ آ کر اس نے دوبارہ نک کے گھر کا نمبر ملایا۔

''سوری مسز اسٹیمز! میں دوبارہ آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ جیسے ہی باس واپس آئیں گے، ان سے کہیے گا کہ ولسن میڈیکل سنٹر میں مجھ سے رابطہ کر لیں۔''

''ٹھیک ہے۔ وہ کسی کام سے کہیں رک گئے ہوں گے۔''

یہ حوصلہ افزا جملہ تھا۔ مارک کی پریشانی کچھ کم ہو گئی۔ اس نے شکریہ کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

اسی لمحے میٹرو پولیس کا آدمی ٹہلتا ہوا راہ داری میں آیا۔ ہجوم دیکھ کر وہ کچھ حیران ہوا۔ مارک کا جی چاہا کہ اتنی دیر سے آنے پر اس کی اچھی طرح سے خبر لے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

وہ پولیس مین کو ایک طرف لے گیا۔ اس نے اسے دہرے قتل کے بارے میں بریف کیا ''تم اپنے چیف کو اس کی اطلاع دو اور ہاں، ہومی سائیڈ والے آتے ہی ہوں گے۔

پولیس مین فون بوتھ کی طرف چلا گیا۔ مارک اپنی اُلجھن میں تھا۔ اسے کیا کرنا چاہیے۔ نک کہاں ہے؟ بیری کہاں ہے؟ وہ اتنا اکیلا کیوں ہے؟ اسے خود پر ترس آنے لگا۔

پولیس والا فون کر چکا تھا۔ وہ پھر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ میڈیکل اسٹاف کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہومی سائیڈ والوں کے آنے تک کمرے میں کوئی نہیں جا سکتا لیکن یہ بات ان کے حلق سے نہیں اُتر رہی تھی۔ مارک نے پولیس مین کو بتایا کہ وہ فیلڈ آفس واپس جا رہا ہے۔ اس نے اسے اینجلو کی اہمیت کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ پولیس والے کا خیال تھا کہ صورتِ حال اُس کے قابو میں ہے۔ ہومی سائیڈ والے کسی بھی لمحے پہنچ جائیں گے۔ اس نے کہا کہ وہ مارک سے رات کو بات کرے گا۔ مارک باہر نکل آیا۔

وہ اپنی کار تک پہنچا۔ سائیڈ کپارٹمنٹ سے اس نے گھومنے والی سرخ فلیش لائٹ نکال کر گاڑی کی چھت پر نب کر دی اور سوئچ کو اس کے خصوصی سلاٹ میں لگا دیا۔ اسے فل اسپیڈ پر آفس پہنچنا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اُسے روکے۔

اس نے کار کا ریڈیو آن کر دیا ''ڈبلیو ایف او 180 اِن سروس۔ پلیز! مسٹر اسٹیمز اور مسٹر کیلورٹ سے رابطے کی کوشش کریں۔ یہ ارجنٹ ہے۔ میں فیلڈ آفس واپس جا رہا ہوں۔''

"یس مسٹر اینڈریوز" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"ڈبلیو ایف او آؤٹ آف سروس"

بارہ منٹ بعد اس نے اپنی کار پارک کی۔ وہ تقریباً دوڑتا ہوا لفٹ تک پہنچا۔

"اسپرین! یہاں ڈیوٹی پر کون کون ہے؟"

"میں، میں اور میں اور اسے جس عدد سے چاہو ضرب دے لو۔ میں میں ہی رہوں گا۔" اسپرین نے کہا "بات کیا ہے؟"

"نک اسٹیپز کہاں ہیں؟ اور بیری کیلورٹ؟"

"انہیں تو یہاں سے گئے ایک گھنٹہ ہو گیا۔"

مارک کی الجھن اور بڑھ گئی۔ اسپرین کو اعتماد میں لینا مناسب نہیں تھا لیکن وہاں اس کے سوا کوئی تھا ہی نہیں اور اسے مشورہ درکار تھا۔ نک نے سختی سے کہا تھا کہ گرانٹ تک کو کچھ نہ بتایا جائے۔ ڈائریکٹر سے ملاقات کے بعد صورتِ حال واضح ہو گی۔

لیکن مارک کو کسی سینئر کے مشورے کی سخت ضرورت تھی۔ اس نے سوچا، تفصیل بتائے بغیر تو مشورہ لیا جا سکتا ہے۔ آخر اسپرین پرانا ایجنٹ ہے۔

"مجھے باس کو اور بیری کو تلاش کرنا ہے۔ اس کے لیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"کار ریڈیو اسٹیشنز سے رابطہ کرو"

"میں جولی سے بات کر چکا ہوں۔ پھر کر لیتا ہوں"

مارک نے فون اُٹھایا "جولی تم نے کار ریڈیو پر باس یا بیری سے رابطہ کیا؟"

"کوشش کیے جا رہی ہوں جناب۔"

"کیا بات ہے؟ مسئلہ کیا ہے جولی؟"

"میں پوری کوشش کر رہی ہوں جناب! بس بزر کی آواز سنائی دے رہی ہے۔"

"ون، ٹو، تھری، فور...... سب ٹرائی کرو۔ ہر اسٹیشن پر ٹرائی کرو۔ یہ ایمرجنسی ہے۔"

"ٹھیک ہے سر! لیکن ایک ایک کر کے ہی کر سکتی ہوں۔"

مارک اعصاب زدہ ہو رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس وقت سکون سے بیٹھ کر

سوچنے کی ضرورت ہے۔ کوئی قیامت تو نہیں آ گئی؟ یا واقعی آنے والی ہے...... سر پر کھڑی ہے؟

"ون اور ٹو پر ناکامی ہوئی ہے سر!" فون پر جولی نے کہا "اور تھری یا فور پر وہ ہو ہی نہیں سکتے۔ وہ تو گھر جا رہے تھے۔"

"وہ کہیں بھی جا رہے تھے، تمہیں بس ان کو تلاش کرنا ہے۔ کوشش کرتی رہو۔"

چند لمحے بعد جولی نے کہا "وہ تھری اور فور پر بھی نہیں ہیں"

"فائیو اور سکس بھی ٹرائی کرو"

"خصوصی اجازت کے بغیر یہ ممکن نہیں جناب!"

یہ اجازت ڈیوٹی آفیسر دے سکتا تھا۔ مارک نے مدد طلب نظروں سے اسپرین کو دیکھا "یہ ایمرجنسی ہے اسپرین۔ میں حلفیہ کہہ رہا ہوں کہ یہ بڑی ایمرجنسی ہے۔"

اسپرین نے جولی کو فائیو اور سکس کا کوڈ بریک کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ فیڈرل مواصلاتی کمیشن اور ایف بی آئی کے درمیان خصوصی رابطہ ہے۔ اس کے لیے کے جی بی کے حروف استعمال کیے جاتے ہیں۔ ایف بی آئی والوں کو اس پر ہمیشہ حیرت ہوتی ہے۔ کیونکہ کے جی بی تو ان کی حریف ہے۔ لیکن کے جی بی ۵ اور کے جی بی ۶ پر بھی رابطہ نہیں ہو سکا۔

خدایا! اب میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟

اسپرین اسے مستفسرانہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا لیکن انداز سے ظاہر تھا کہ وہ کسی بھی معاملے میں ملوث نہیں ہونا چاہتا ہے۔ "ایک بات یاد رکھو بیٹے" اس نے ناصحانہ لہجے میں کہا "یہ تین حرف ہیں...... ا، ف، ک...... مطلب یہ کہ اپنی فکر کرو۔"

"ان حروف کی مدد سے میں باس کو تو تلاش نہیں کر سکتا نا" مارک کے لہجے میں مایوسی تھی "خیر چھوڑو، تم اپنے کراس ورڈ پر دھیان دو۔"

مارک وہاں سے نکل کر باتھ روم میں گیا اور چہرے پر پانی کے چھپکے مارے۔ خون کی بُو اب بھی ستا رہی تھی۔ وہ کرمنل روم میں آ کر بیٹھا اور آہستہ آہستہ دس تک گنتی گننے

لگا۔ اسے کچھ سوچنا تھا، فیصلہ کرنا تھا اور پھر کچھ بھی ہو اس پر عمل کرنا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اینجلو اور اس کے سیاہ فام روم میٹ کے ساتھ کیا ہوا ہے اور اسے یقین تھا کہ نک اور بیری کے ساتھ بھی کچھ ہو گیا ہے۔ اب اسے کس طرح ڈائریکٹر سے رابطے کی کوشش کرنی چاہیے۔ وہ جانتا تھا کہ یہ انتہائی اقدام ہے۔ اس کے رینک کا آدمی جسے تربیت مکمل کیے صرف دو سال ہوئے ہیں، اس کے لیے یہ ممکن نہیں کہ فون اُٹھایا اور ڈائریکٹر سے بات کر لی۔ بہرکیف یہ طے ہے کہ نک نے جو ڈائریکٹر سے ملاقات کا ساڑھے دس بجے کا وقت لیا ہے، اسے کینسل نہیں ہونا ہے لیکن وہ وقت تو ابھی بارہ گھنٹے دور تھا۔ اس دوران اُسے ایک راز کو چھپائے رکھنا ہے، کسی کو بھی نہیں بتانا ہے۔

فون کی گھنٹی بجی۔ وہ جولی تھی۔ کاش نک کے بارے میں ...... لیکن نہیں۔ ''مسٹر اینڈریوز، ہومی سائیڈ سے کوئی کیپٹن ہوگن آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔''

''ملاؤ۔''

''اینڈریوز؟''

''یس کیپٹن؟''

''تم مجھے کیا بتا سکتے ہو؟''

مارک نے اسے بتایا کہ مقتول اینجلو امریکا میں غیر قانونی طور پر رہ رہا تھا۔ اس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی۔ اینجلو کا کہنا تھا کہ اس پر گولی ایک بدمعاش نے چلائی تھی جو اس کی کمزوری کے حوالے سے اسے بلیک میل کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ مکمل تحریری رپورٹ کل وہ کیپٹن کے دفتر بھجوا دے گا۔

''تم کچھ چھپا رہے ہو بیٹے'' کیپٹن ہوگن نے سخت لہجے میں کہا ''ایف بی آئی کی وہاں موجودگی کوئی معنی رکھتی ہے۔ بہرحال اگر مجھے پتا چلا کہ تم نے مجھ سے کچھ چھپایا تھا تو تم اپنی پیدائش پر مہینوں پچھتاتے رہو گے۔''

مارک اس دوران خود کو یاد دلا رہا تھا کہ نک نے رازداری کی کتنی سخت تاکید کی تھی۔

'میں کچھ نہیں چھپا رہا ہوں'' اس نے بلند آواز میں کہا۔ اسے احساس تھا کہ اس کی آواز

لرز رہی ہے۔

کیپٹن نے مزید چند سوالات کے بعد فون رکھ دیا۔

مارک چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے تیسری بار باس کے گھر کا نمبر ملایا لیکن نک اب بھی گھر نہیں پہنچا تھا۔ اس نے جولی سے رابطہ کیا لیکن چینل ون پر بزر کی آواز کے سوا کوئی سرگرمی نہیں تھی۔ باقی تمام چینل خاموش تھے۔

مارک نے سوچا، اب ٹیلیفون کی جان چھوڑ ہی دی جائے۔ ''میں جا رہا ہوں'' اس نے اعلان کیا۔

لیکن اسپرین کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔

اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچتے ہی اُس نے فون اُٹھا لیا۔ اس نے بیورو کا نمبر ملایا۔ چند گھنٹیوں کے بعد فون اُٹھا لیا گیا ''ڈائریکٹرز آفس'' دوسری طرف سے کہا گیا ''ڈیوٹی آفیسر اسپیکنگ''

مارک نے ایک گہری سانس لی ''میں واشنگٹن فیلڈ آفس سے اسپیشل ایجنٹ اینڈریوز بات کر رہا ہوں'' اُس نے کہا ''مجھے ڈائریکٹر صاحب سے فوری طور پر اور بہت اہم بات کرنی ہے۔''

''وہ اس وقت اٹارنی جنرل کے گھر ڈنر پر مدعو ہیں۔''

''اتنی رات کو ڈائریکٹر سے بات کرنے کی اسپیشل اتھارٹی ہے آپ کے پاس؟''

''ہاں ہے۔ صبح ساڑھے دس بجے میری اُن سے ملاقات طے ہے اور کچھ پوچھنا ہے تمہیں؟''

ڈیوٹی آفیسر کو مارک کے لہجے سے صورتِ حال کی سنگینی کا کچھ احساس ہو گیا۔ اس نے کہا ''آپ اپنا نمبر مجھے دیں۔ میں ابھی کال بیک کرتا ہوں۔''

مارک جانتا تھا کہ اس کا مقصد محض اس بات کی تصدیق کرنا ہے کہ وہ ایف بی آئی کا ایجنٹ ہے بھی یا نہیں اور صبح کے اپائنٹ منٹ کی بھی تصدیق کی جائے گی۔ ایک منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی۔ مارک نے ریسیور اُٹھا لیا۔

''ڈائریکٹر صاحب اب بھی دعوت میں ہیں۔ اٹارنی جنرل کے گھر کا فون ۴۳۸۶-۶۱-۷ ہے۔''

مارک نے اٹارنی جنرل کے گھر کا نمبر ملایا۔ دوسری طرف سے بٹلر نے اعلان کیا۔

''میں مسز ایڈیلیمن کی اقامت گاہ سے بول رہا ہوں۔''

''میں اسپیشل ایجنٹ مارک اینڈریوز بات کر رہا ہوں۔'' مارک نے کہا ''مجھے ایف بی آئی کے ڈائریکٹر سے ضروری بات کرنی ہے۔'' اس نے بہت ٹھہر ٹھہر کر صاف آواز میں بات کی تھی لیکن اُس کے جسم میں لرزش تھی۔

''آپ پلیز ہولڈ کریں جناب!''

وہ انتظار کرتا رہا...... انتظار...... انتظار!

بالآخر دوسری طرف سے نئی آواز سنائی دی ''ٹائی سن ہیئر''

مارک نے گہری سانس لی اور شروع ہو گیا ''میں اسپیشل ایجنٹ مارک اینڈریوز ہوں سر۔ میری فیلڈ آفس کے سربراہ نک اسٹیز اور ساتھی ایجنٹ بیری کیلورٹ کے ہمراہ صبح ساڑھے دس بجے آپ سے ملاقات طے ہے۔ آپ کو اس کا علم نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ وقت مسز میک گریگر نے دیا تھا۔ آپ اس وقت دفتر سے نکل چکے تھے لیکن سر! اب مجھے فوری طور پر آپ سے ملنا ہے۔ آپ جب مناسب سمجھیں، کال کر کے مجھے طلب کر لیجیے گا۔ میں گھر پر موجود ہوں۔''

''ٹھیک ہے اینڈریوز۔ میں تمہیں کال کرلوں گا۔ اپنا نمبر بتاؤ مجھے۔''

مارک نے اسے اپنا گھر کا فون نمبر نوٹ کرا دیا۔

''بات سنو نوجوان! اگر یہ معاملہ اتنا اہم نہ ہوا، جتنا اسے ہونا چاہیے تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ کیا ہوگا۔''

''یہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے سر!''

اب اسے پھر انتظار کرنا تھا۔ ایک منٹ گزرا، پھر دوسرا منٹ۔ کہیں ڈائریکٹر نے اسے اعصاب زدہ بے وقوف سمجھ کر نظرانداز تو نہیں کر دیا؟ یہ ہو کیا رہا ہے آخر؟ تین

منٹ...... پھر چار منٹ...... اس بار کی چیکنگ کچھ زیادہ ہی طویل نہیں ہو گئی۔

فون کی گھنٹی بجی تو وہ اُچھل پڑا۔ اس نے ریسیور اُٹھایا۔

''ہائی مارک، میں راجر بول رہا ہوں۔ بیئر پینے کا موڈ ہو تو آ جاؤ۔''

''نہیں راجر، اس وقت بالکل نہیں'' اس نے کہا اور ریسیور پٹخ دیا۔

فوراً ہی گھنٹی دوبارہ بجی۔

''او کے اینڈریوز! تمہیں جو کچھ بتانا ہے کم سے کم لفظوں میں جلدی سے بتادو۔'' اس بار دوسری طرف ڈائریکٹر تھا۔

''یہ بات فون پر نہیں کی جا سکتی سر! مجھے آپ سے ملنا ہے۔ آپ مجھے پندرہ منٹ دے دیں بس۔ آپ ہی بتا سکتے ہیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔''

''اگر معاملہ اتنا ارجنٹ ہے تو آل رائٹ۔ تمہیں معلوم ہے کہ اٹارنی جنرل صاحبہ کہاں رہتی ہیں؟''

''جی نہیں سر''

''ٹو نائن فورٹو، ایچ وڈ اسٹریٹ، آرلنگٹن''

مارک نے فون رکھ کر پتا نوٹ کیا، پھر اسپرین کو فون کیا، جو ساتویں اشارے پر غور کر رہا تھا۔ ''میں کار ریڈیو پر ہوں گا۔ کوئی بات ہو تو تم مجھ سے رابطہ کر سکتے ہو۔ چینل ٹو پر میری لائن تمہیں کھلی ملے گی۔ چینل ون میں کوئی گڑبڑ ہے۔''

اسپرین نے حلق سے عجیب سی آواز نکالی۔ یہ نوآموز ایجنٹ ذرا سی بات پر خود کو کتنی اہمیت دینے لگتے ہیں۔ جے ایڈگر ہوور کے زمانے میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ اب تو جونیئر سینئر کی تمیز ہی نہیں رہی ہے۔ چلو، مجھے تو اس سال ریٹائر ہو ہی جانا ہے۔ اس نے سوچا اور پھر ساتویں کلیو کی طرف متوجہ ہو گیا۔ آج کا کراس ورڈ کچھ مشکل ہے۔ چلو اچھا ہے۔ صبح تک کام چل جائے گا اس سے۔

مارک اینڈریوز اپارٹمنٹ سے نکل کر لفٹ کی طرف لپکا۔ اپنی کار میں بیٹھ کر وہ پوری رفتار سے آرلنگٹن اسٹریٹ کی طرف چل دیا۔ لنکن میموریل سے گزر کر وہ میموریل

برج کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں سوالات چکرا رہے تھے۔ باس کہاں ہے؟ بیری کہاں ہے؟ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ اگر ڈائریکٹر کو یہ بات غیر اہم لگی تو اس کا کیا ہوگا؟

اس نے میموریل برج پار کیا اور جارج واشنگٹن پارک وے پر آ گیا۔ وہاں ٹریفک جام تھا۔ اس کے لیے ایک انچ بڑھنا بھی ممکن نہیں تھا۔ شاید کوئی حادثہ ہوا تھا۔ یہی ایک کمی رہ گئی تھی۔ اس نے جھنجھلا کر سوچا۔ اس نے گاڑی درمیانی لین میں نکالی اور ہارن پر دباؤ ڈالا۔ چھت پر موجود جلتی بجھتی سرخ روشنی کی وجہ سے بیشتر لوگ سمجھے کہ اس کا تعلق پولیس کی ریسکیو ٹیم سے ہے۔ وہ اسے راستہ دیتے رہے۔ بالآخر وہ پولیس کی کاروں اور ریسکیو ٹیم کی ایمبولینس تک جا پہنچا۔ ایک پولیس مین اس کی طرف بڑھا ''کیا آپ اس ٹیم میں ہیں؟''

''نہیں۔ میں ایف بی آئی میں ہوں اور مجھے آرلنگٹن اسٹریٹ جانا ہے۔ ایمرجنسی ہے'' اس نے اپنا بیج دکھایا۔

پولیس مین نے اُس کے لیے راستہ بنایا۔ بالآخر وہ جائے حادثہ سے نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ آگے ٹریفک بہت ہلکا تھا۔ پندرہ منٹ بعد وہ اٹارنی جنرل کے گھر پہنچ گیا۔ اس نے ریڈیو کار سے جولی سے رابطہ کیا لیکن باس اور بیری کا اب بھی کچھ پتا نہیں تھا۔

کار سے اُتر کر اس نے ایک قدم بڑھایا ہی تھا کہ سیکرٹ سروس کے ایک ایجنٹ نے اُسے روک دیا۔ مارک نے اپنی شناخت کرائی اور ڈائریکٹر سے اپنی طے شدہ ملاقات کے بارے میں بتایا۔

''آپ یہیں رُکیں میں ذرا بات کرلوں۔'' سیکرٹ سروس والے کے انداز میں احترام تھا۔

بالآخر مارک کو اندر جانے کی اجازت ملی۔ وہ ایک بڑے ہال سے متصل چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ہال کو اسٹڈی کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ وہ بیٹھا ہی تھا کہ ڈائریکٹر کمرے میں آ گیا۔

وہ اُٹھ کھڑا ہوا ''شام بخیر سر''

''شام بخیر اینڈریوز'' ڈائریکٹر نے کہا ''تم نے ایک بے حد اہم ڈنر پارٹی میں مداخلت کی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم نے اپنے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔'' اس کا لہجہ سرد تھا اور وہ ناخوش نظر آ رہا تھا۔

''یہ فیصلہ تو آپ ہی کریں گے جناب!'' مارک نے کہا پھر اُس نے بڑی احتیاط سے ایک ایک بات سنا دی۔ ڈائریکٹر بڑی توجہ سے، لیکن بے تاثر چہرے کے ساتھ سنتا رہا۔

مارک سب کچھ کہہ چکا، تب بھی ڈائریکٹر کا چہرہ بے تاثر تھا۔ مارک کو اس کی خاموشی سے خوف آنے لگا۔ شاید وہ غلطی کر بیٹھا تھا۔ شاید اسے نک اور ہیری سے رابطہ کی کوشش کرتے رہنا چاہیے تھا۔ ہوسکتا ہے، اب تک وہ دونوں اپنے اپنے گھر پہنچ چکے ہوں۔

اس کی پیشانی عرق آلود ہوگئی۔ شاید آج ہی اسے ایف بی آئی سے فارغ کر دیا جائے۔

ڈائریکٹر کے الفاظ نے اُسے حیران کر دیا ''تم نے بالکل درست قدم اُٹھایا اینڈریوز۔ تمہاری جگہ میں ہوتا تو میں بھی یہی فیصلہ کرتا لیکن اس کے لیے بڑے حوصلے کی ضرورت تھی، جو تم میں ہے۔ شاید کوئی اور جونیئر ایجنٹ مجھ سے رابطے کی ہمت نہ کرتا'' اس نے مارک کو بہت غور سے دیکھا۔

''اب ایک بات بتاؤ، تمہیں پورا یقین ہے کہ نک اسٹیمز، بیری کیلورٹ، تم اور میں...... ہمارے سوا کسی اور کے علم میں یہ تفصیلات نہیں ہیں۔''

''اس میں شبے کی کوئی گنجائش نہیں سر!''

''اور تم تینوں کو صبح ساڑھے دس بجے مجھ سے ملاقات کرنی تھی''

''یس سر!''

''گڈ! اب تم ذرا لکھ لو''

مارک نے کوٹ کی اندرونی جیب سے پیڈ نکال لیا۔

''اٹارنی جنرل کا نمبر تمہارے پاس ہے؟''

''یس سر''

''میرے گھر کا فون نمبر ہے ۴۰۶۹-۲۱-۷۔ یہ نمبر یاد کرلو تو کاغذ پھاڑ کر پھینک دینا۔ اب میری بات غور سے سنو۔ تم سیدھے فیلڈ آفس واپس جاؤ۔ نک اور بیری کے بارے میں چیک کرتے رہو۔ اسپتالوں سے، مردہ خانوں سے معلوم کرو۔ ہائی وے پولیس سے پوچھو۔ ممکن ہے، کوئی حادثہ ہوا ہو۔ اگر کچھ پتا نہ چلے تو ساڑھے آٹھ بجے مجھ سے میرے دفتر میں ملو۔ یہ تمہارا پہلا کام ہے۔ دوسرے اینجلو مرڈر کیس پر ہومی سائیڈ کے اور میٹرو پولیس کے جو افسر بھی کام کررہے ہیں، مجھے ان کے نام درکار ہیں اور ہاں، تم نے پولیس والوں کو یہ تو نہیں بتایا کہ اینجلو کے پاس تم کیوں آئے تھے۔''

''نہیں سر''

''گڈ''

اٹارنی جنرل نے دروازے سے جھانکا ''سب ٹھیک ہے نا ہالٹ؟''

''ہاں میرین، شکریہ۔ یہ واشنگٹن فیلڈ آفس کا اسپیشل ایجنٹ مارک اینڈریوز ہے۔''

''تم سے مل کر خوشی ہوئی اینڈریوز''

''شام بخیر مام''

''تمہیں دیر لگے گی ہالٹ؟''

''میں بس ابھی آتا ہوں'' ڈائریکٹر نے کہا۔

''کوئی خاص بات؟''

''نہیں۔ فکر کی کوئی بات نہیں'' ڈائریکٹر شاید فیصلہ کرچکا تھا کہ فی الحال اس راز میں کسی کو شریک نہیں کرنا ہے۔ اٹارنی جنرل کے جانے کے بعد وہ مارک کی طرف متوجہ ہوا ''ہاں تو میں کہاں تھا؟''

مارک نے اس کی ہدایات دہرائیں۔

''اسپتال کے تمام اسٹاف اور ملاقاتیوں کے نام معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ خاص طور پر وہ لوگ جو اس کمرے کے اریب قریب رہے ہوں۔ تمام لوگوں کے فنگر پرنٹ لو اور مقتولین کے بھی۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے مجھ سے میرے آفس میں ملو اور اس سے پہلے کوئی خاص بات ہو تو بے جھجک مجھے میرے گھر پر فون کرو۔ ساڑھے گیارہ بجے کے بعد میں گھر پر ہوں گا۔ مجھے فون کرو تو کوڈ نیم استعمال کرو......اور...... ہاں، جولیس مناسب رہے گا۔ فون پبلک بوتھ سے کرنا، میں فوراً تمہیں کال بیک کروں گا۔ سوا سات بجے سے پہلے مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔ کوئی بڑی ایمرجنسی ہو تو اور بات ہے۔ سمجھ گئے نا؟''

''جی سر!''

''اب میرا خیال ہے کہ تم جاسکتے ہو۔''

مارک اُٹھ کھڑا ہوا۔ ڈائریکٹر نے اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا ''پریشان ہو جوان۔ یہ سب کچھ تو چلتا رہتا ہے۔ اس کا نام زندگی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ پیچیدہ صورتِ حال میں تم نے درست ترین فیصلہ کیا۔ جاؤ، اب اپنا کام کرو۔''

''یس سر۔ شکریہ سر''

مارک اب خود کو ہلکا پھلکا محسوس کررہا تھا۔ جو بوجھ وہ اُٹھائے پھر رہا تھا وہ زیادہ مضبوط کندھوں پر منتقل ہوگیا تھا۔ ڈبلیو ایف اے واپس جاتے ہوئے اس نے کار کا مائیکروفون اُٹھالیا۔ ''ڈبلیو ایف او ۱۸۰ اِن سروس...... مسٹر اسٹیمز کی کوئی خبر؟''

''نہیں جناب! کوشش جاری ہے۔''

وہ آفس پہنچا تو اسپرین وہاں موجود تھا۔ ہر بات سے، مارک کی ڈائریکٹر سے ملاقات سے بےخبر۔ ''تمہاری ایمرجنسی نمٹی بیٹے؟'' اس نے پوچھا۔

''جی ہاں'' مارک نے جھوٹ بولا ''تم سناؤ، مسٹر اسٹیمز یا کیلورٹ کی طرف سے کوئی خبر؟'' اس نے لہجے کو تشویش سے پاک رکھنے کی کوشش کی۔

''نہیں۔ وہ لوگ راستے میں کہیں رُک گئے ہوں گے۔ تم فکر نہ کرو۔ بھٹکی ہوئی

بھیڑیں بہرحال اپنے گلے کو تلاش کر لیتی ہیں۔''

لیکن مارک پریشان تھا۔ وہ اپنے آفس میں گیا اور فون اُٹھا لیا۔ جولی کی طرف سے اب بھی وہ خبر تھی۔ صرف چینل ون پر بزر کی آواز آ رہی تھی۔ اُس نے نک کے گھر فون کیا۔ وہاں بھی بے خبری تھی۔

''پریشانی کی تو کوئی بات نہیں؟'' نورما اسٹیمز نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں فکرمندی تھی۔

''ارے نہیں، ایسی کوئی بات نہیں'' اُس نے ایک اور جھوٹ بولا ''وہ کسی بار میں بیٹھے ہوں گے۔''

نورما ہنس دی۔ ویسے وہ جانتی تھی کہ نک شراب خانوں میں جام لنڈھاتے پھرنے کا عادی نہیں ہے۔

مارک نے بیری کا نمبر ملایا۔ کوئی جواب نہیں۔ اب اسے یقین ہو چلا تھا کہ گڑبڑ ضرور ہے۔ کیا؟ یہ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ بہرحال خوش کن بات یہ تھی کہ ڈائریکٹر ہر بات سے آگاہ تھا۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ سوا گیارہ بجے تھے۔ ارے...... وہ کچھ بھول رہا ہے۔ کچھ کرنا تھا اسے؟ اچانک اسے یاد آیا۔ اس نے ایک حسین لڑکی کو دعوت دی تھی اور خود بھی کھانا کھانا بھول گیا تھا۔

اس نے پھر فون اُٹھایا۔

''ہیلو؟''

''ہیلو الزبتھ۔ میں مارک اینڈریوز۔ سوری کہ میں آ نہیں سکا۔ دراصل کچھ ایسا ہوا کہ معاملات قابو سے باہر ہو گئے۔''

الزبتھ نے اس کے لہجے میں کشیدگی اور تھکن محسوس کی۔ ''کوئی بات نہیں'' اس نے خوش دلی سے کہا ''کم از کم مجھے یہ تو معلوم ہو گیا کہ تم قابل اعتبار نہیں ہو۔''

''مجھے تلافی کا موقع تو ملے گا نا؟ صبح تک میں معاملات کسی حد تک ٹھیک کر لوں گا۔ پھر ملیں گے۔''

''صبح میں؟ شاید تم اسپتال کے خیال سے کہہ رہے ہو۔ اس لیے میں تمہیں بتا دوں کہ کل میرا آف ہے۔''

مارک ہچکچایا ''میں بھی تمہیں بتا دوں کہ اسپتال کی طرف سے کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ وہ اینجلو کیس فکس اور اس کا بہرا سیاہ فام روم میٹ، ان دونوں کو رات قتل کر دیا گیا۔''

''قتل؟ وہ دونوں؟ او مائی گاڈ! کوئی وجہ تو ہو گی اس قتل کی؟ نہیں...... تم جواب نہ دو۔ کیونکہ تم مجھے حقیقت تو نہیں بتا سکو گے۔'' الزبتھ کا لہجہ ہذیانی تھا۔

''میں جھوٹ بولنے میں وقت ضائع نہیں کروں گا الزبتھ۔ آج رات کے لیے معذرت۔ اس کی تلافی میں کل کروں گا۔ اجازت ہو تو کل کسی وقت میں فون کر لوں تمہیں۔''

''ضرور مارک۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم قاتل کو ضرور پکڑ لو گے۔ ہمارے پاس کیس تو بہت آتے ہیں، لیکن ہمارے اسپتال میں ایسے قتل کی وارداتیں نہیں ہوتیں۔''

''سوری الزبتھ، گڈ نائٹ''

''گڈ نائٹ مارک۔ اپنا خیال رکھنا''

مارک نے ریسیور رکھا اور ایک دم ہی جیسے دن بھر کا بوجھ اس پر پلٹ آیا۔ اب کیا ہو؟ صبح ساڑھے آٹھ بجے تک وہ کر بھی کیا سکتا ہے۔ ریڈیو فون پر رابطہ......! اس سے بہتر گھر نہیں؟ یہاں بے بسی اور پریشانی کے احساس کے ساتھ تنہا بیٹھنے کا کیا حاصل؟

وہ اسپرین کے پاس گیا۔ ''میں گھر جا رہا ہوں'' اس نے کہا ''لیکن میں ہر پندرہ منٹ بعد فون کرتا رہوں گا۔ مجھے باس سے اور بیری سے ضروری بات کرنی ہے۔''

اسپرین نے اسے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا ''مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے'' اس نے کہا۔ اس کا ذہن کراس ورڈ میں اُلجھا ہوا تھا۔

مارک باہر نکل آیا۔

گھر واپس جاتے ہوئے وہ کم رفتار سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ ذہن پریشان تھا۔ اس

کی پوری توجہ ڈرائیونگ پر نہیں تھی۔ اُس نے رات بارہ بجے کی خبروں کے لیے کار کا ریڈیو آن کر دیا۔ کچھ اس لیے بھی کہ شاید یوں ہی کچھ دھیان بٹے۔

اس رات کوئی گرم خبر تھی ہی نہیں۔ نیوز ریڈر کے لہجے سے بھی بوریت کا احساس ہو رہا تھا۔ صدر نے گن کنٹرول بل کے بارے میں پریس کانفرنس کی تھی۔ جنوبی افریقہ میں حالات اور ابتر ہو گئے تھے۔ پھر مقامی خبریں شروع ہوئیں۔ جارج واشنگٹن پارک وے پر دو کاریں حادثے کا شکار ہوئی تھیں۔ دونوں کو کرینوں کی مدد سے دریا سے نکالنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اس کے لیے فلڈ لائٹس کی مدد لی جا رہی تھی۔ ان میں سے ایک کار سیاہ رنگ کی لنکن تھی اور دوسری ڈارک بلیو فورڈ سیڈان۔ ایک شادی شدہ جوڑا اس واقعہ کا عینی شاہد تھا۔ وہ جیکسن ول میں تعطیلات گزارنے کے بعد واشنگٹن واپس آ رہے تھے۔

بلیو فورڈ سیڈان! اگرچہ وہ بے دھیانی کی کیفیت میں تھا لیکن اس کا ذہن ان تین لفظوں کی تکرار کیے جا رہا تھا۔ بلیو فورڈ سیڈان؟ او نو گاڈ...... پلیز نو!

اس نے اس بار دوسرا راستہ اختیار کیا تھا لیکن اس خیال کے شعور تک پہنچتے ہی اس نے گاڑی کو میموریل برج کی طرف موڑ لیا۔ گاڑی کی رفتار بھی اس نے بڑھا دی تھی۔ دو گھنٹے پہلے وہ وہیں سے تو گزرا تھا۔

مارک نے اپنی کار پارک کی اور اُتر کر ایک رکاوٹ کی طرف لپکا۔ اس نے اپنا بیج اور کارڈ دکھایا۔ ایک پولیس والا اسے آفیسر اِن چارج کے پاس لے گیا۔

''مجھے ڈر ہے کہ یہ بلیو سیڈان ایف بی آئی کی گاڑی ہے۔'' اس نے انچارج سے کہا ''مزید کوئی تفصیل؟''

''ابھی گاڑیاں نکالی نہیں جا سکی ہیں۔'' انسپکٹر نے کہا ''ہمارے پاس صرف دو گواہ ہیں۔ اگر یہ حادثہ تھا تو پھر ڈرائیوروں نے ضرور کوئی حماقت کی ہوگی۔ میرا خیال ہے، گاڑیاں نکالنے میں آدھا گھنٹہ اور لگے گا۔ چاہو تو انتظار کر لو۔''

مارک سائیڈ پر کھڑا ہو کر کرینوں کی کارروائی دیکھتا رہا۔ مگر وہ آدھا گھنٹہ تیس منٹ

کا نہیں تھا۔ چالیس منٹ ہوئے، پھر پینتالیس، پھر پچپن۔ بالآخر سیاہ لنکن باہر آ گئی۔ کار کے اندر ایک لاش تھی۔ وہ یقیناً محتاط آدمی رہا ہوگا۔ کیونکہ وہ سیٹ بیلٹ سے بندھا ہوا تھا۔ پولیس فوراً حرکت میں آ گئی۔

مارک آفیسر ان چارج کے پاس گیا۔ ''دوسری گاڑی میں کتنا وقت لگے گا؟''

''اب زیادہ دیر نہیں لگے گی۔''

دس منٹ...... بیس منٹ...... پھر اسے بلیو فورڈ سیڈان کا ٹاپ نظر آیا۔ پھر اس نے گاڑی کو سائیڈ سے دیکھا۔ ایک کھڑکی کا شیشہ خفیف سا کھلا ہوا تھا۔ گاڑی میں دو آدمی تھے۔

اس نے نمبر پلیٹ دیکھی اور اس کی طبیعت بگڑنے لگی۔ وہ تقریباً رو دیا۔ اس کیفیت میں وہ آفیسر ان چارج کی طرف لپکا اور اس نے انہیں مرنے والوں کے نام بتائے۔ پھر وہ پبلک بوتھ کی طرف گیا جو خاصا دور تھا۔ وہاں سے اُس نے وہ نمبر ملایا، جو اسے یاد ہو چکا تھا۔ اس دوران اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ایک بجنے والا تھا۔

کئی گھنٹیوں کے بعد دوسری طرف سے ریسیور اُٹھایا گیا۔ ''یس'' تھکی تھکی آواز نے کہا۔

''جولیس''

''اپنا نمبر بتاؤ''

اس نے نمبر بتایا اور ریسیور ہک پر لٹکا دیا۔

تیس سیکنڈ بعد فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے فوراً ہی ریسیور اُٹھا لیا۔

''اینڈریوز! جانتے ہو، صبح کا ایک بج رہا ہے۔''

''جانتا ہوں سر! خبر نک اسٹیمز اور بیری کلیورٹ کے بارے میں ہے۔ وہ دونوں مر چکے ہیں جناب!''

ایک لمحے خاموشی...... اب وہ پوری طرح جاگے ہوئے آدمی کی آواز تھی۔ ''تمہیں یقین ہے؟''

"یس سر" مارک نے کہا اور پوری تفصیل سنا دی۔ اس نے کوشش کی تھی کہ اس کا لہجہ تھکن اور جذباتی ٹوٹ پھوٹ سے پاک رہے۔

"تم فوراً اپنے آفس کال کرو اینڈریوز" ہالٹ ٹائی سن نے کہا "انہیں کار حادثے کے بارے میں بتاؤ، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ پھر پولیس سے حادثے کے متعلق جو معلومات مل سکتی ہیں، حاصل کرو اور اب مجھ سے میرے دفتر میں ساڑھے سات بجے ملو...... ساڑھے آٹھ بجے نہیں۔ عمارت کے پہلو میں جو دروازہ ہے، اس سے اندر آنا۔ وہاں ایک شخص تمہارا منتظر ہوگا۔ اب تم گھر جا کر سونے کی کوشش کرو۔ یاد رکھو، جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ بس ہم دونوں تک ہی محدود رہنا چاہیے اور ہاں، جو کام میں نے تمہارے سپرد کیے تھے، انہیں بھول جاؤ۔ ان پر میں کسی اور کو مامور کر دوں گا۔" رابطہ منقطع ہو گیا۔

مارک نے اسپرین کو فون کیا، اسے اطلاع دی اور اس کے سوالات کی یلغار سے پہلے ہی فون بند کر دیا۔ پھر وہ تھکے تھکے انداز میں اپنی کار تک پہنچا اور اپنے اپارٹمنٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ سڑکوں پر ٹریفک اب نہ ہونے کے برابر تھا۔

اپنے اپارٹمنٹ کے گیراج کے دروازے پر اسے سائمن مل گیا۔ سائمن سیاہ فام نوجوان تھا۔ وہ وہاں چوکیدار تھا۔ مارک کو وہ بہت پسند کرتا تھا، لیکن اس سے بڑھ کر اُس کی مرسڈیز اسے پسند تھی۔ مارک کو اپنی ایک خالہ سے ترکے میں کچھ رقم ملی تھی۔ اس سے مارک نے یہ مرسڈیز خریدی تھی۔ اسے اپنی یہ گاڑی بہت پسند تھی۔

سائمن جانتا تھا کہ مارک کے لیے گیراج میں کوئی جگہ مخصوص نہیں ہے۔ اس نے مارک سے کہہ دیا تھا کہ اس کی گاڑی کھڑی کرنا اور نکالنا اس کی ذمہ داری ہے۔ یوں اسے سلور کلر کی SLC580 مرسڈیز جیسی شاندار گاڑی چلانے کا موقع مل جاتا تھا۔

مارک ہر رات اس سے کچھ اِدھر اُدھر کی بات بھی کر لیتا تھا لیکن اس وقت اس نے خاموشی سے کار کی چابی سائمن کو تھمائی اور اس کی طرف دیکھے بغیر اندر چلا گیا۔ مگر پھر ایک خیال نے اسے پلٹنے پر مجبور کر دیا۔ "صبح سات بجے مجھے گاڑی چاہیے ہوگی۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"

وہ اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔ وہ تین کمروں کا اپارٹمنٹ تھا۔ اس نے دروازہ لاک کیا، پھر چٹخنی بھی چڑھا دی۔ یہ وہ کام تھا جو اس نے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔

اس نے شاور لیا، پھر اپنے بستر پر دراز ہو گیا۔ دیر تک وہ چھت کو گھورتے ہوئے اس رات کے واقعات کے بارے میں سوچتا رہا۔ نیند اُسے آ ہی نہیں رہی تھی۔ چھ بجے وہ بستر سے اُٹھا تو بہ مشکل چند منٹ کی نیند لے سکا تھا۔

............☆☆............

اس رات کوئی اور بھی ایسا تھا جو مشکل سے چند منٹ ہی سو سکا۔ وائٹ ہاؤس میں اس کی رات اپنے بستر پر کروٹیں بدلتے گزری۔ وہ امریکہ کی پہلی خاتون صدر فلورینا کین تھی۔ اس نے کانگریس کی رکنیت سے اپنے سیاسی سفر کا آغاز کیا تھا۔ سینیٹ میں پہنچنے کے بعد وہ نائب صدر کے انتخاب میں اپنی پارٹی کی اُمیدوار بنی۔ کامیابی نے اس کے قدم چومے۔ پھر قسمت نے عجیب انداز میں یاوری کی۔ صدرِ امریکہ کی ناگہانی موت کے بعد آئین کے مطابق اس نے باقی مدت کے لیے صدر کی حیثیت سے حلف اُٹھا لیا۔

فلورینا کین کو اپنے گن کنٹرول بل کی بہت فکر تھی۔ اسے یہ بل بہت عزیز تھا۔ ابراہام لنکن، جان ایف کینیڈی، مارٹن لوتھر کنگ، جان لینن، رابرٹ کینیڈی جیسے بڑے لوگ اور نہ جانے کتنے عام شہری زندگی سے محروم ہو چکے تھے لیکن امریکی ایوان اسلحہ خریدنے اور رکھنے کے بنیادی حق کو لائسنس سے مشروط کرنے پر آمادہ نہیں ہوا تھا۔ جو چاہے دکان سے گن خریدے اور جسے چاہے شوٹ کر دے۔ یہ کیسی آزادی ہے! یہ کہاں کی آزادی ہے! کب تک یونہی بڑے لوگ اور عام لوگ مرتے رہیں گے۔

کیا ایوان سے یہ بل منظور کرانے کے لیے خود اسے جان دینی ہوگی؟ فلورینا نے سوچا۔ اُس کے نزدیک یہ سودا بھی مہنگا نہیں تھا۔

............☆☆............

جمعہ، ۴ مارچ...... صبح ۶ بج کر ۲۷ منٹ

بالآخر نیند کے نام پر لیٹے رہنا ہی مارک کے لیے ناقابل برداشت ہوگیا۔ ساڑھے چھ بجے وہ اُٹھا اور نہا کر تازہ دھلا ہوا سوٹ پہن لیا۔ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے اس کے ذہن میں گزشتہ شب کے واقعات تازہ ہوگئے۔

دروازہ لاک کر کے وہ لفٹ میں بیٹھا اور نیچے آیا۔ سائمن نے کار کی چابیاں اُسے تھمائیں۔ اس نے ایک پرائیویٹ پارکنگ لاٹ میں اس کی مرسڈیز کے لیے جگہ نکال لی تھی۔

اتنی صبح سڑکوں پر لڑکوں کے سوا کوئی ٹریفک نہیں تھا۔ وہ کم رفتار سے ڈرائیو کرتا رہا۔ سب کچھ اس قدر معمول کے مطابق تھا کہ اسے شب کے خوفناک واقعات محض ایک ڈراؤنا خواب لگنے لگے۔ اسے یہ گمان ہونے لگا کہ ابھی وہ دفتر پہنچے گا تو نک اسٹینز اور بیری کیلورٹ روزانہ کی طرح موجود ہوں گے۔

لیکن اگلے ہی لمحے اس کا وہ تصور جیسے بھاپ بن کر اُڑ گیا۔ بائیں جانب اسے وائٹ ہاؤس کا گراؤنڈ اور درختوں کی اوٹ سے جھلکیاں دکھاتی سفید عمارت نظر آ رہی تھی اور دائیں جانب ایونیو کے اس سرے پر کیپٹل صبح کی نرم دھوپ میں چمک رہا تھا۔ وہ امریکن کانگریس کی عمارت تھی اور ان دونوں کے درمیان ایف بی آئی کی عمارت ایستادہ تھی۔ درمیان میں...... جیسے ڈائریکٹر اور وہ قسمت کی بازی کھیل رہے تھے۔

مارک نے اپنی کار ایف بی آئی ہیڈ کوارٹرز کے عقبی لاٹ میں پارک کی۔ وہاں گہرے نیلے رنگ کا بلیزر پہنے ایک جوان آدمی کھڑا تھا۔ بیورو کی مخصوص بلیو ٹائی بھی تھی۔

بے نام آدمی! مارک نے سوچا۔

مارک نے اپنی شناخت کرائی۔ بے نام آدمی بغیر کچھ کہے اسے لفٹ کی طرف لے گیا۔ لفٹ انہیں ساتویں منزل پر لے گئی۔ وہاں وہ مارک کو ایک چھوٹے کمرے میں لے گیا اور انتظار کرنے کا اشارہ کیا۔

وہ ڈائریکٹر کے دفتر کا استقبال کمرا تھا۔ مارک وہاں بیٹھ گیا۔ چھوٹی میز پر ٹائمز اور

نیوز ویک کے پرانے شمارے پڑے تھے۔ وہ پھر پچھلے ۱۴ گھنٹوں کے دوران پیش آنے والے واقعات کے بارے میں سوچنے لگا۔ کل تک وہ بغیر کسی ذمہ داری کے عام سی، خوشگوار زندگی گزار رہا تھا لیکن ایک یونانی اور ایک سیاہ فام نے لمحوں میں اس کی زندگی کو تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ اُٹھ کر ٹہلنے لگا۔

قسمت بھی کیا چیز ہوتی ہے۔ گزشتہ روز اس کا ڈے آف تھا لیکن اوورٹائم کے لالچ میں اُس نے چھٹی نہیں کی۔ اگر اس نے چھٹی کر لی ہوتی تو اس کی جگہ کسی دوسرے ایجنٹ کو اسپتال بھیجا جاتا اور آج وہ سکون سے، بے خبر اپنے دفتر میں بیٹھا ہوتا۔

پھر اسے ایک خیال نے چونکا دیا۔ اگر گزشتہ رات نک نے بیری کو اسپتال بھیجا ہوتا اور اسے گاڑی چلانے کو کہا ہوتا تو اس وقت وہ لاش کی صورت مردہ خانے میں ہوتا۔

اس نے تصور کیا۔ بند کار میں، دریا کی تہہ میں سست رفتاری سے، لیکن یقینی طور پر گرفت میں لیتی موت۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہونے لگی۔

واقعی، قسمت بڑی چیز ہے اور شکایت بہت بری بات ہے۔ اس سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے کہ وہ تو فائدے میں رہا۔ وہ نک یا بیری کی جگہ ہوتا تو اس وقت کہاں ہوتا۔

اس کی نظریں دیوار پر نصب معلوماتی پلیٹ پر جم گئیں۔ وہاں لکھا تھا کہ ایف بی آئی کی ساٹھ سالہ تاریخ میں صرف ۳۴ افراد ایسے ہیں جو ڈیوٹی کے دوران مارے گئے اور ایسا صرف ایک بار ہوا تھا کہ دو ایجنٹ ایک ساتھ مارے گئے۔

مارک نے سوچا، کل یہ پلیٹ آؤٹ آف ڈیٹ ہو چکی۔ پھر بھی یہاں نصب ہے۔ کتنی آسانی سے یہ تحریر منسوخ ہوگئی۔ اس میں ترمیم ضروری ہوگئی۔ اسے تقدیر کہتے ہیں اور کون جانے یہ پلیٹ بدلنے سے پہلے اور بھی بہت کچھ ہو جائے۔ کیا پتا، ڈیوٹی کے دوران مارا جانے والا ۳۷واں ایجنٹ میں قرار پاؤں۔ کون جانے......!

ہالٹ ٹائی سن! وہ ڈائریکٹر کے بارے میں سوچنے لگا۔ ہالٹ ڈائریکٹر کا نام نہیں تھا۔ اس کا نام ایچ اے ایل ٹائی سن تھا۔ بیورو کے لوگوں نے ابتدائی تین حروف میں ٹائی

سن کاٹی ملا کر اسے ہالٹ بنا دیا تھا۔ اس کی سیکرٹری کے سوا اس کا اصل نام کسی کو معلوم نہیں تھا۔ مسز میک گریگر اس کے پہلے نام سے آگاہ تھی۔

جب کوئی ایف بی آئی جوائن کرتا تو وہ مسز میک گریگر کے پاس ایک ڈالر جمع کراتا۔ پھر وہ بتاتا کہ اس کے خیال میں ڈائریکٹر کا پہلا نام کیا ہے۔ وہ ایک طرح کا پول تھا۔ ڈالر جمع ہوتے رہتے، بڑھتے رہتے۔ درست جواب دینے والے کو پوری رقم مل جاتی۔ اب تک وہ رقم ۳۵۱۶ ڈالر ہو چکی تھی۔ مارک کو یاد تھا اس نے ایچ برائے ہیکٹر جواب دیا تھا۔ اس پر مسز میک گریگر ہنسی تھی اور پول کی رقم میں ایک ڈالر کا اضافہ ہو گیا تھا۔ اس پول میں ایک سہولت بھی تھی۔ آپ ایک ڈالر مزید دے کر دوبارہ کوشش کر سکتے ہیں۔ بہت تھوڑے سے لوگوں نے دوسری کوشش کی تھی اور انعامی رقم میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

قانون نافذ کرنا ٹائی سن کے خون میں شامل تھا۔ اُس کے پردادا شیرف تھے۔ دادا بوسٹن کے شیرف اور چیف آف پولیس رہے تھے اور ریٹائر ہونے سے پہلے اُس کے والد میساچوسس کے نامور وکیل تھے۔ اس لحاظ سے ان کے سپوت کا ڈائریکٹر ایف بی آئی بن جانا کسی کے لیے بھی حیران کن نہیں تھا۔

ٹائی سن کے پاس ایک اور ریکارڈ بھی تھا۔ ۵۶ء کے ملبورن اولمپکس میں امریکی باکسرز کے دستے میں وہ واحد سفید فام تھا۔ روایت تھی کہ ٹائی سن نے صدر نکسن سے کہا تھا کہ ان کے عہد صدارت میں ایف بی آئی کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کرنے کے مقابلے میں وہ شیطان کی ماتحتی کو ترجیح دے گا۔

پانچ سال پہلے، طویل بیماری کے بعد اس کی بیوی کا انتقال ہوا تھا۔ ٹائی سن نے بیس سال تک اپنی بیوی کی ان تھک اور بے لوث خدمت کی تھی۔

ایک دیانتدار اور راست گو انسان کی حیثیت سے ٹائی سن کی ساکھ بہت مضبوط تھی۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر آپ خدا سے ڈرتے ہیں تو پھر ہر ڈر بے معنی ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ قومی سطح پر بھی وہ بہت محبوب تھا۔ مارک نے جو ایف بی

آئی کا رُخ کیا تو اس کی ایک بڑی وجہ ٹائی سن بھی تھا۔

بے نام آدمی نے اُسے چونکا دیا۔ وہ کمرے سے باہر آ گیا تھا۔ ''تم اندر جا سکتے ہو۔ آؤ میرے ساتھ۔''

مارک اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔ ڈائریکٹر نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ بے نام آدمی کے کمرے سے رُخصت ہونے کا انتظار کرتا رہا۔

مارک نے دیکھا ڈائریکٹر کی کرسی سے کچھ دور ایک شخص کھڑا تھا۔ خاموش، کلین شیو، کسرتی جسم، وہ پکا پولیس مین لگ رہا تھا۔

''اینڈریوز! یہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر میتھیو راجرز ہے۔'' ٹائی سن نے کہا ''میں نے اسے اینجلو کی موت کے بعد کے واقعات کے بارے میں بتا دیا ہے۔ تو اس تفتیش میں کئی ایجنٹ تمہارا ہاتھ بٹائیں گے۔'' اس کی نظریں مارک کو اپنے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ ''کل میں نے اپنے دو بہترین آدمی گنوائے ہیں اینڈریوز۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے ان کے قاتلوں کو پکڑنے سے نہیں روک سکتی، چاہے وہ امریکا کا صدر ہو۔''

''یس سر!'' مارک نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم ہمارا پریس ریلیز دیکھنا۔ ہم نے عوام کو یہ تاثر دیا ہے کہ یہ حادثہ تھا۔ کوئی صحافی اس واقعے کا تعلق ولسن میڈیکل سنٹر کے دہرے قتل سے نہیں جوڑ سکے گا اور قتل تو یہاں عام سی بات ہے۔ امریکہ میں ہر ۲۶ منٹ میں ایک قتل ہوتا ہے۔''

مارک نے دیکھا، میز پر 'چیف آف میٹروپولیس' کی فائل موجود تھی یعنی پولیس بھی ٹائی سن کے کنٹرول میں تھی۔

''اب ہم مسٹر اینڈریوز......''

اس جمع کے صیغے نے مارک کے وجود کو اعتماد سے بھر دیا۔ جیسے اسے کسی شاہی خاندان میں شامل کر لیا گیا ہو۔

''......اپنے حریفوں کو کسی خود فریبی میں مبتلا نہیں ہونے دیں گے۔'' ٹائی سن نے جملہ مکمل کیا ''اب میں وہ دہراتا ہوں، جو تم نے رات کو مجھے بتایا۔ کہیں کوئی گڑ بڑ ہو تو

مجھے ٹوک دینا۔‘‘

ٹوک دینا؟ ایف بی آئی کے ڈائریکٹر کو؟ اور یہ اجازت ڈائریکٹر خود دے رہا ہے! ایک اور اعزاز!

’’اینجلو کیس فکس نے درخواست کی تھی کہ وہ ایف بی آئی کے سربراہ سے ملنا چاہتا ہے۔ تم اس سے ملے تو اس نے بتایا کہ اس کے خیال میں امریکی صدر کو ۱۰ مارچ کو قتل کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ یہ بات اس نے جارج ٹاؤن کے کسی ہوٹل سے ایک پرائیویٹ لنچ کو سرو کرنے کے دوران سنی تھی۔ اس کے دعوے کے مطابق وہاں ایک امریکی سینیٹر بھی موجود تھا۔ درست ہے اینڈریوز؟‘‘

’’یس سر‘‘

’’اینجلو کے فنگر پرنٹس لیے گئے۔ نہ وہ پولیس کے ریکارڈ سے میچ کرتے ہیں، نہ ہمارے ریکارڈ سے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اینجلو یہاں غیر قانونی طور پر مقیم تھا اور رات جو چار قتل ہوئے وہ قوی امکان ظاہر کرتے ہیں کہ اینجلو نے جو کچھ کہا وہ اس کی اپنی معلومات کی حد تک سو فیصد درست تھا۔ یہ معاملہ بڑا نہ ہوتا تو ایک رات میں چار افراد قتل نہ ہوتے۔ پھر میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ بھی ان وارداتوں کے ذمہ دار ہیں، اس وقت یہ سوچ کر مطمئن ہیں کہ انہوں نے ہر اس شخص کو قتل کر دیا ہے جو ان کے منصوبے کی سن گن بھی رکھتا تھا۔ لہٰذا اب وہ محفوظ ہیں۔ تم یقیناً خوش قسمت ہو اینڈریوز۔ یہ بات بھی نہ بھولنا۔‘‘

’’یس سر‘‘

’’میرا خیال ہے، تم نے سوچا تو ہوگا کہ اس نیلی فورڈ سیڈان میں تم بھی ہو سکتے تھے۔‘‘

مارک نے اثبات میں سر ہلایا۔ کمرے کے باہر بیٹھا وہ یہی تو سوچ رہا تھا۔

’’میں چاہتا ہوں کہ سازش کرنے والے اسی گمان میں رہیں کہ وہ محفوظ ہیں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ صدر کے اس ہفتے کے شیڈول میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ کم از کم فی

الوقت تو بالکل نہیں۔‘‘

’’لیکن سر! اس طرح تو ہم انہیں خطرے کی طرف دھکیلیں گے۔‘‘ مارک نے اعتراض کیا۔

’’ذرا سوچو اینڈریوز! کہیں ایک امریکی سینیٹر بیٹھا امریکی صدر کے قتل کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ اس سازش کو خفیہ رکھنے کے لیے اس نے اینجلو کو اور اس کے ساتھ ایک معصوم شخص کو قتل کرا دیا۔ اس نے میرے دو بہترین ایجنٹوں کو قتل کرا دیا۔ وہ سینیٹر ہونے کی حیثیت سے باخبر بھی ہے اور اپنے ناپاک عزائم پورے کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ ابھی ہم پورا توپ خانہ لے کر میدان میں کود پڑیں تو وہ لوگ ڈر جائیں گے۔ وہ منصوبہ موخر کر دیں گے۔ ابھی ہمیں ان پر ایک فوقیت حاصل ہے۔ ان کے منصوبے کی تاریخ لیکن ان کی شناخت سے ہم بے خبر ہیں۔ انہیں ڈرا دیا تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ وار کب کرنے والے ہیں۔ انہیں پکڑنے کی واحد صورت یہ ہے کہ صورتِ حال کو نارمل رہنے دیا جائے۔ وہ صدر کو قتل کرنے کے انتہائی اقدام کے درپے ہیں تو اس کی کوئی بہت بڑی وجہ بھی ہوگی۔ ہمیں وہ وجہ بھی معلوم کرنی ہے اور ہمارے پاس سات دن کی مہلت ہے۔‘‘

’’تو کیا ہم محترمہ صدر کو مطلع کریں گے؟‘‘ مارک نے پوچھا۔

’’نہیں...... کم از کم فوری طور پر نہیں۔ دو سال سے وہ بے چاری اپنے گن کنٹرول بل کی منظوری کے لیے محنت کر رہی ہیں۔ ہم ان پر یہ بوجھ بھی ڈال دیں کہ ان کے سینیٹرز میں سے کوئی مارک الظونی ہے اور کوئی بروٹس بھی۔‘‘

’’تو اب ہم چھ دن تک کیا کریں گے؟‘‘

’’ہمیں غدار کو تلاش کرنا ہے اور یہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا نہیں ہوگا‘‘

’’اور اگر ہم اسے تلاش نہ کر سکے تو؟‘‘

’’پھر خدا امریکا پر رحم کرے۔‘‘

’’اور اگر ہم نے اسے تلاش کر لیا تو؟‘‘

"تو تمہیں اس کو قتل کرنا ہوگا۔"

مارک نے ایک لمحے کو سوچا۔ اس نے زندگی میں کبھی کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ وہ تو کیڑے مکوڑوں سے بھی بچ کر چلتا تھا کہ کہیں وہ دب نہ جائیں اور پہلا قتل...... وہ بھی ایک امریکی سینیٹر کا۔

"اتنے پریشان نہ ہو اینڈریوز۔ ممکن ہے، اس کی نوبت ہی نہ آئے۔" ٹائی سن نے کہا" بہرحال اب میرا پلان سنو۔ میں سیکرٹ سروس کے چیف اسٹوراٹ نائٹ کو کچھ نہ کچھ بتا دوں گا، سوائے تاریخ کے اور میں اسے یہ بھی نہیں بتاؤں گا کہ کوئی سینیٹر ملوث ہے۔ میں اسے یہ بھی نہیں بتاؤں گا کہ اس چکر میں ہمارے دو ایجنٹ بھی مارے گئے ہیں۔ یہ اس کا دردِ سر ہے بھی نہیں۔"

"تو پھر آپ انہیں بتائیں گے کیا؟"

"یہ کہ میرے دو ایجنٹ کوئی تفتیش کر رہے تھے کہ انہیں علم ہوا کہ اگلے ماہ صدر پر کوئی قاتلانہ حملہ ہونے والا ہے۔" ٹائی سن نے کہا۔"اب اینڈریوز، تم اینجلو سے حاصل ہونے والی معلومات اور پھر اس کے قتل کے بارے میں رپورٹ لکھواور گرانٹ کی طرف بڑھا دو۔ نک اور بیری کا اس میں تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ سمجھ گئے ہونا میری بات؟" پھر وہ میٹ راجرز کی طرف مڑا"اور میٹ! تم بھی"

"میں سمجھ گیا سر"

"اب اینڈریوز! سینیٹر کی تعداد ۱۰۰ ہے۔ ان میں سے ایک اس سازش میں شریک ہے۔ ہمیں اس سینیٹر کو شناخت کرنا ہے۔ دوسرے معاملات میٹ کچھ اور ایجنٹوں کے سپرد کر دے گا۔ انہیں تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔ سب سے پہلے گولڈن ڈک ریسٹورنٹ کو چیک کرو۔"

"یس سر اور جارج ٹاؤن میں اس ہوٹل کی جستجو کی جائے، جہاں ۲۴ فروری کو وہ پرائیویٹ لنچ پارٹی منعقد ہوئی تھی۔" میٹ راجرز نے کہا"اور اسپتال کو بھی چیک کرنا ہوگا۔ پارکنگ لاٹ اور راہداری میں مشتبہ لوگوں کی نقل وحرکت۔ قاتل نے وہاں ہماری

وہ گاڑی ضرور دیکھی ہوگی، جس میں بیری اور اینڈریوز اینجلو سے پوچھ گچھ کے لیے گئے تھے۔ میرا خیال ہے، فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔"

"بالکل درست میٹ" ٹائی سن نے کہا"اب میں تمہارا مزید وقت نہیں لوں گا۔ اور ہاں! ہر مرحلے پر مجھے باخبر رکھنا۔"

"یقیناً سر!" میٹ نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

مارک حیران ہو رہا تھا کہ ڈائریکٹر نے کتنی تیزی سے بساط پر مہرے جما دیے تھے۔ ہر چیز اس کے ذہن میں واضح تھی۔

ڈائریکٹر نے انٹرکام پر ایک بٹن دبایا"پلیز مسز میک گریگر! کافی دو افراد کے لیے۔"

"یس سر"

"ہاں اینڈریوز" اب تمہیں ہر روز صبح سات بجے مجھ سے ملنے آنا ہوگا۔ ایمرجنسی میں رابطے کا وہی طریقہ، وہی کوڈ نیم جولیس۔ میں بھی تمہیں اسی نام سے کال کروں گا۔ یہ لفظ سنتے ہی تمہیں سب کچھ چھوڑ کر پبلک فون کی طرف دوڑنا ہوگا۔ سمجھ گئے؟"

"یس سر"

"اب سب سے اہم نکتہ۔ اگر میں مر جاؤں یا غائب ہو جاؤں تو تمہیں اٹارنی جنرل کو بریف کرنا ہوگا۔ باقی معاملات میٹ سنبھال لے گا اور تمہیں اگر خدانخواستہ کچھ ہو جائے تو پریشان نہ ہونا۔ میں ہوں نا...... سب سنبھال لوں گا۔" ٹائی سن پہلی بار مسکرایا۔

لیکن اس بات پر مارک میں مسکرانے کی ہمت نہیں تھی۔

"میں نے تمہاری فائل چیک کی ہے اینڈریوز۔ تم اس وقت دو ہفتے کی چھٹی کے حقدار ہو۔ تو آج دوپہر سے تمہاری وہ چھٹی شروع۔ کم از کم ایک ہفتے تک میں سرکاری طور پر تمہیں 'بے وجود' دیکھنا چاہتا ہوں۔ گرانٹ سے میں نے بات کر لی ہے۔ سو نوجوان! اب تمہیں چھ دن اور چھ رات مجھے برداشت کرنا ہوگا۔ اس سے پہلے میری بیوی

ن کے سوا کسی نے یہ عذاب کبھی نہیں بھگتا۔“

”تو آپ بھی تو مجھے بھگت رہے ہوں گے سر“ مارک نے بے سوچے سمجھے کہا۔ مگر کہتے ہی اسے ڈانٹ سے خوف آنے لگا۔

لیکن ٹائی سن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھرکنے لگی۔

مسز میک گریگر کافی رکھ کر چلی گئی۔ ڈائریکٹر نے ایک ہی گھونٹ میں کافی ختم کی اور اٹھ کر کمرے میں یوں ٹہلنے لگا جیسے پنجرے میں بند کوئی شیر۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

بالآخر وہ رُکا۔ ”اینڈریوز! سب سے پہلے تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ ۲۴ فروری کو کتنے سینیٹرز واشنگٹن میں موجود تھے، اور کون کون۔ کیونکہ عام طور پر یہ شہزادے اُڑتے پھرتے ہیں۔ کبھی کہیں تقریر کرلی، کبھی بچوں کے ساتھ تعطیلات منالیں۔“

مارک مسکرایا۔ ڈائریکٹر غیبت نہیں کررہا تھا۔ وہ یہ بات میڈیا پر بھی کہہ چکا تھا۔

”یہ لسٹ بنالو گے تو پھر ہم اس پر کام کریں گے۔ ری پبلکن اور ڈیموکریٹ الگ الگ کرلینا۔ پھر ان کے مفادات کے لحاظ سے ان کے گروہ بنائیں گے۔ پھر یہ دیکھیں گے کہ ان میں سے کس کس کا صدر کے ساتھ تعلق ہے، یا کبھی رہا ہے اور تعلق کی نوعیت دوستانہ ہے یا معاندانہ۔ یہ رپورٹ تیار کرلو تو کل صبح اس پر بات کریں گے۔ ٹھیک ہے؟“

”یس سر“

”اب میں تمہیں ایک اور بات سمجھانا چاہتا ہوں۔ تم جانتے ہو گے کہ گزشتہ دس بارہ برسوں سے سیاسی طور پر ایف بی آئی کی پوزیشن خاصی حساس رہی ہے۔ کانگریس کے بہت سے اراکین ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ موقع ملے اور ہمارے اختیارات سلب کرلیں۔ اگر ہم ٹھوس ثبوت کے بغیر کانگریس کے کسی رکن پر شبہے کا اظہار بھی کردیں تو وہ ایف بی آئی کو پھانسی پر لٹکا دیں گے اور میری رائے میں وہ حق بہ جانب بھی ہوں گے۔ جمہوری معاشرے میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اپنا اعتبار قائم کرنا ہوتا ہے کہ وہ جمہوری عمل کو نقصان پہنچانے والے نہیں ہیں۔“

”یس سر“

”آج سے چھ دن اور کل سے پانچ دن کے عرصے میں تمہیں اس شخص کو پکڑنا ہے۔ صرف اسے نہیں، اس کے ساتھیوں کو بھی...... اور وہ بھی رنگے ہاتھوں اور ہمیں اس کا نہ کوئی صلہ ملے گا نہ اوور ٹائم۔ بس بیورو کو اعتبار ملے گا۔“

”ٹھیک ہے سر“

ڈائریکٹر نے انٹرکام پر مسز میک گریگر کو طلب کیا۔ وہ آئی تو اس نے کہا ”مسز میک گریگر! یہ اسپیشل ایجنٹ اینڈریوز ہے۔ آئندہ چھ روز یہ میرے ساتھ ایک نہایت حساس کیس پر کام کرے گا۔ یہ جس وقت بھی مجھ سے ملنا چاہے اسے آنے دینا۔ میرے ساتھ کوئی بھی ہو سوائے میٹ راجرز کے، مجھے اس کی آمد سے فوراً مطلع کرنا۔ نو ریڈ ٹیپ، نو انتظار۔“

”یس سر“

”اور اس بات کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مسٹر ٹائی سن“

ڈائریکٹر مارک کی طرف مڑا ”اب تم ڈبلیو ایف او جاؤ اور پروگرام کے مطابق کام شروع کردو۔ کل صبح سات بجے ملاقات ہوگی۔“

مارک اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اپنی کافی نہیں پی سکا تھا۔ ممکن ہے، چھٹے دن وہ اتنا بے تکلف ہو جائے کہ کافی پی سکے۔ اس نے ڈائریکٹر سے ہاتھ ملایا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ ڈائریکٹر نے کہا ”مجھے اُمید ہے اینڈریوز کہ تم محتاط رہو گے۔ تمہیں ہر طرف سے چوکنا رہنا ہوگا۔“

مارک کا جسم خفیف سا لرزا، پھر وہ کمرے سے نکل آیا۔ لفٹ میں بیٹھ کر وہ نیچے آیا۔ نچلی منزل کی راہداری میں کچھ سیاح کھڑے امریکہ کے دس مطلوب ترین مجرموں کی تصویریں دیکھ رہے تھے۔ اس نے سوچا ’کون جانے‘ اگلے ہفتے یہاں ایک سینیٹر کی تصویر بھی لگی ہو۔

وہ فیلڈ آفس پہنچا۔ اس بار روز کی طرح وہ اسے اپنا دوسرا گھر نہیں لگا۔ وہاں دو بہت پیارے لوگ اب موجود نہیں تھے۔ اب یہ آفس شاید کبھی پہلے جیسا نہیں ہوگا۔ اس نے سوچا۔ عمارت پر لٹکا جھنڈا سرنگوں تھا۔ ایف بی آئی اپنے دو ایجنٹوں سے محروم ہو چکی تھی۔

وہ سیدھا گرانٹ کے دفتر میں گیا۔ گرانٹ بہت تھکا ہوا، بہت بوڑھا لگ رہا تھا۔ وہ ایک ہی وقت میں دو دوستوں سے محروم ہو گیا تھا۔ ایک جو اس کا ماتحت تھا اور دوسرا جس کا وہ ماتحت تھا۔

''بیٹھ جاؤ مارک'' اس کے لہجے میں بھی تھکن تھی۔

''شکریہ سر''

''ڈائریکٹر سے صبح میری بات ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کچھ پوچھا نہیں۔ سنا ہے، تم آج دوپہر سے دو ہفتے کی چھٹی لے رہے ہو اور تم اسپتال میں پیش آنے والے واقعات کی مجھے تحریری رپورٹ دو گے۔ میں وہ آگے بڑھا دوں گا اور اس کے ساتھ ہی ڈبلیو ایف او کی حد تک یہ کیس ختم۔ آگے ہومی سائیڈ والے سنبھالیں گے۔ ویسے مجھے یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ نک اور بیری کی موت حادثاتی ہے۔''

''یس سر''

''میں نہیں جانتا'' گرانٹ نے کہا ''بہرحال تم کسی نہ کسی طور اس میں ملوث ہو۔ مجھے اُمید ہے کہ جو بھی ان دونوں کی موت کا ذمہ دار ہے، تم اسے انجام تک پہنچاؤ گے۔ اگر وہ میرے ہتھے چڑھ جائیں تو میں ذاتی طور پر......''

مارک نے ایک پل کو اسے دیکھا اور احتراماً نظریں جھکا لیں۔ تاکہ وہ خود کو سنبھال لے، جذبات سے رندھی ہوئی اپنی آواز پر قابو پالے۔

''اس آفس سے رخصت ہونے کے بعد تمہیں مجھ سے رابطے کی اجازت نہیں ہوگی'' چند لمحے بعد گرانٹ نے کہا ''لیکن کسی بھی وقت، کسی بھی طرح کی مدد درکار ہو تو ذاتی طور پر مجھے کال کر لینا...... بے جھجک۔ ڈائریکٹر کو یہ بات نہ بتانا ورنہ وہ مجھے اور

تمہیں دونوں کو بھون کر رکھ دے گا۔ اب تم جاؤ مارک''

مارک وہاں سے اپنے کمرے میں آیا۔ اس نے ڈائریکٹر کی ہدایت کے عین مطابق رپورٹ تیار کی۔ وہ رپورٹ اس نے گرانٹ کو دی، جس نے اسے بے پروائی سے آؤٹ باکس میں ڈال دیا ''تم نے بڑی صفائی سے وائٹ واش کیا ہے مارک''

مارک نے کچھ نہیں کہا۔ خاموشی سے سائن آؤٹ کر کے اس واحد مقام سے نکل آیا، جہاں وہ خود کو محفوظ سمجھتا تھا۔ اب چھ دن تک وہ بالکل اکیلا ہوگا۔ نہ کوئی ساتھی نہ کوئی دوست، نہ کوئی آفس!

............☆☆............

ڈائریکٹر نے ایک بٹن دبایا۔ ڈارک بلیو بلیزر پہنے بے نام آدمی جیسے جادو کے زور سے کمرے میں حاضر ہو گیا۔ ''یس سر؟''

دن رات اینڈریوز کی نگرانی ہونی چاہیے۔ چوبیس گھنٹے کے ہر ہر سیکنڈ۔ تین شفٹوں میں چھ آدمی کام کریں گے۔ ہر صبح مجھے رپورٹ چاہیے۔ اس کے علاوہ اس کا مکمل بیک گراؤنڈ مجھے درکار ہے۔ اس کی تعلیم، گرل فرینڈز، ساتھی، عادتیں، مشغلے، مذہب، اس کی وابستگیاں...... یہ سب کچھ کل صبح پونے سات بجے میری میز پر موجود ہو۔''

''یس سر''

............☆☆............

مارک نے اپنی ریسرچ کا آغاز لائبریری آف کانگریس سے کیا۔ وہ جانتا تھا کہ سینیٹ کے اسٹاف ممبر ایف بی آئی کے ایک ایجنٹ کی سینیٹرز کے بارے میں پوچھ گچھ کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔

مارک نے وہ دروازہ کھولا جس پر لکھا تھا...... صرف مطالعہ کرنے والوں کے لیے اور مین ریڈنگ روم میں داخل ہوا۔ وہ بہت بڑا گول ہال تھا، جس کے وسط میں ریفرنس ایریا تھا۔ مارک اس طرف بڑھا اور دھیمی آواز میں کلرک سے پوچھا ''کانگریشنل ریکارڈ کے تازہ شمارے کہاں مل سکیں گے؟''

"روم نمبر ۲۴۴، لاء لائبریری ریڈنگ روم"

"ذرا راستہ سمجھا دیں" کلرک نے اس کی رہ نمائی کر دی۔

لاء لائبریری ایک مستطیل کمرا تھا، جس کے تین اطراف کتابوں کے شیلف تھے۔ وہاں کے کلرک نے 'کانگریشنل ریکارڈ' تک اسے پہنچا دیا۔ وہاں سے اس نے ۲۴ فروری کا ریکارڈ لیا اور دور کی ایک میز پر جا بیٹھا۔

آدھے گھنٹے کی تحقیق کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ قسمت اس کے ساتھ ہے۔ کافی سینیٹرز ویک اینڈ کے لیے جا چکے تھے۔ اس دن فلور پر موجود سینیٹروں کی تعداد ۶۰ سے زیادہ نہیں تھی۔

مزید چھان بین کے نتیجے میں حتمی تعداد سامنے آ گئی۔ اس روز صرف ۶۲ سینیٹرز واشنگٹن میں موجود تھے۔ اس نے ناموجود ۳۸ سینیٹرز کو ایک ایک کر کے ڈبل چیک کیا، جو یقیناً صبر آزما اور تھکا دینے والا کام تھا۔ بہرحال اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی وجہ کے تحت واشنگٹن سے باہر تھے۔

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ سوا بارہ بجے تھے۔ وہ لنچ کے لیے وقفہ کر سکتا تھا۔

............☆☆............

جمعہ، ۴ مارچ...... دوپہر ساڑھے بارہ بجے

تین آدمی وہاں پہنچ چکے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ اس کمرے میں محض اس لیے یکجا تھے کہ ان میں سے ہر ایک کو ایک بھاری مالی انعام کی اُمید تھی۔

پہلا ٹونی تھا۔ اس کے اتنے نام تھے کہ اس کے اصل نام کے بارے میں کوئی بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا۔ شاید دنیا میں ایک اس کی ماں ہی تھی جو اس کا نام بتا سکتی تھی لیکن اُس بے چاری نے بیس سال سے اس کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ بیس سال پہلے وہ سسلی سے امریکہ اپنے باپ سے ملنے کے لیے آیا تھا۔ باپ اس سے بیس سال پہلے سے امریکہ میں موجود تھا۔

ایف بی آئی کی کرمنل فائل کے مطابق ٹونی کا قد پانچ فٹ آٹھ انچ، وزن ۱۴۶ پونڈ، جسم متوسط، بال سیاہ، ناک کھڑی اور آنکھیں براؤن تھیں۔ کوئی خاص شناختی نشان نہیں تھا۔ ایک بار بینک ڈکیتی کے الزام میں وہ گرفتار ہوا تھا۔ وہ اس کا پہلا جرم تھا۔ اس کے سلسلے میں اسے دو سال کی سزا ہوئی تھی۔ اس فائل میں یہ نہیں لکھا تھا کہ ٹونی غیر معمولی حد تک شاندار ڈرائیور تھا۔ یہ بات اس نے گزشتہ روز ثابت بھی کر دی تھی۔ اگر اس احمق جرمن نے اپنے اعصاب اور دماغ پر قابو رکھا ہوتا تو اس وقت اس کمرے میں وہ تین کے بجائے چار افراد ہوتے۔ اس نے تو پہلے ہی باس کو کہہ دیا تھا کہ اگر کسی جرمن کی خدمات حاصل کرنی ہیں تو کار بنانے کے لیے حاصل کرو، کار ڈرائیو کرنے کے لیے نہیں۔ باس نے اس کی بات نہیں مانی تھی اور نتیجے میں وہ جرمن دریا کی تہہ میں موت سے ہمکنار ہوا تھا۔ اس کی لاش نکالنے کے لیے بھاری کرینوں کو اس کی کار دریا سے نکالنی پڑی تھی۔

اب اگلی بار وہ ٹونی کے کزن ماریو کی خدمات حاصل کریں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹیم میں کم از کم ایک انسان تو شامل ہوگا۔ اس سابق پولیس مین کو جو کبھی بولتا ہی نہیں تھا، انسان تو نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ جاپانی تو وہ ہے۔

ٹونی نے ژان تھوئیک کو دیکھا۔ جب تک اس سے براہ راست کوئی سوال نہ کیا جائے، وہ بولتا ہی نہیں تھا۔ درحقیقت وہ جاپانی نہیں، بلکہ ویت نامی تھا۔ ۷۹ء میں وہ وہاں سے فرار ہو کر جاپان پہنچا تھا۔ مگر اس نے لاس اینجلز میں ہونے والے اولمپکس میں شرکت کی ہوتی تو آج پوری دنیا اس کے نام سے واقف ہوتی۔ کیونکہ رائفل شوٹنگ میں کوئی بھی اسے گولڈ میڈل حاصل کرنے سے نہیں روک سکتا تھا لیکن ژان کے ذہن میں اپنے لیے کوئی اور ہی کیریئر تھا۔ اس لیے وہ جاپانی اولمپک دستے کے ٹرائل سے دستبردار ہو گیا تھا۔ وہ ایک ماہر نشانہ باز کی حیثیت سے بالکل مشہور ہونا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے کوچ نے بہت کوشش کی کہ وہ ارادہ بدل دے لیکن کامیاب نہیں ہوا۔ ٹونی کے لیے ژان ایک منحوس جاپانی تھا لیکن اس سے وہ انکار نہیں کر سکتا تھا کہ اس نے ژان کے سوا کسی کو تین انچ کے مربع ہدف پر آٹھ سو گز کے فاصلے سے پے در پے دس کامیاب نشانے لگاتے کبھی

نہیں دیکھا۔

امریکی صدر فلوریناکین کی پیشانی بھی تین انچ کا مربع تھی۔

ژان کی شخصیت اس کے کام میں بہت معاون تھی۔ اس کا قد مشکل سے پانچ فٹ دو انچ اور وزن ۱۱۰ پونڈ ہوگا۔ اس حقیر سے وجود کو دیکھ کر کون سوچ سکتا ہے کہ وہ اس قدر ماہر نشانچی ہوگا۔ اگر کسی کو ژان کے بارے میں بتایا جائے کہ ایک سفاک قاتل ہے، تو وہ یہی سوچ سکے گا کہ ژان مارشل آرٹس کا ماہر ہوگا۔

ان تینوں میں ژان ہی تھا، جس کے ساتھ نفرت کا معاملہ بھی تھا۔ بچپن میں اُس نے ویت نام میں اپنے والدین کو امریکیوں کے ہاتھوں مرتے دیکھا تھا۔ حالانکہ وہ امریکہ کے حامی تھے اور امریکیوں کو پسند کرتے تھے۔ امریکی فوجی ژان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے یا پھر ان کے خیال میں وہ بے ضرر تھا لیکن اس بچے نے اس وقت عہد کرلیا تھا کہ وہ اس ظلم کا بدلہ ضرور لے گا۔

ویت نام میں وہ امریکیوں کے لیے کام کرتا رہا۔ امریکی فوجوں کے انخلا سے پہلے ہی وہ جاپان آ گیا۔ اس نے وہاں ایک چائنیز ریسٹورنٹ میں جاب کرلی۔ امریکیوں کو اس کی ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ وہ خاموشی سے اپنے لیے کام کرتا رہا۔ ۸۱ء میں اسے جاپان کی شہریت مل گئی۔ جاپانی پاسپورٹ ملتے ہی اس نے اپنے منتخب کیے ہوئے کیریر کا آغاز کردیا۔

ٹونی کے برعکس ژان اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو ناپسند نہیں کرتا تھا۔ سیدھی سی بات تھی۔ وہ ان کے بارے میں سوچتا ہی نہیں تھا۔ وہ تو بس یہ جانتا تھا کہ بھاری معاوضے پر ایک کام کے لیے اس کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اور یہ کہ اس کام میں اسے انتقام سے تھوڑی سی تسکین بونس کے طور پر ملے گی۔

جو کام اسے سونپا گیا تھا اس میں دوسروں کے رول بہت چھوٹے تھے اور وہ انہیں کامیابی سے نبھاتے تو وہ اپنا کام صفائی کے ساتھ بے داغ طور پر کرسکتا تھا۔ کام ختم ہونے کے بعد چند دنوں میں ہی وہ بنکاک، منیلا یا سنگاپور پہنچ جاتا۔ اس کام کے اختتام

کے بعد وہ طویل آرام کرنا چاہتا تھا اور وہ اس کا متحمل بھی ہوسکتا تھا۔

تیسرا آدمی رالف میٹ سن تھا۔ شاید وہ ان میں خطرناک ترین آدمی تھا۔ قد چھ فٹ دو انچ، قوی الجثہ، بڑی ناک اور بھاری ٹھوڑی۔ وہ اس لیے زیادہ خطرناک تھا کہ وہ نہایت ذہین تھا۔ اس نے اسپیشل ایجنٹ کی حیثیت سے ایف بی آئی میں پانچ سال کام کیا تھا۔ ایف بی آئی کے پہلے ڈائریکٹر کی موت کے ساتھ ہی وہ بڑی آسانی سے ایف بی آئی کو چھوڑ آیا۔ باس سے، بیورو سے، وطن سے وفاداری...... یہ سب اس کے لیے بے وقوف بنانے والے راگ تھے۔ اس وقت تک ایف بی آئی نے کرمنالوجی میں اسے بڑی حد تک طاق کردیا تھا۔ وہ باہر آ کر اس سے استفادہ کرسکتا تھا۔

ابتدا اُس نے بلیک میلنگ سے کی تھی۔ وہ ان لوگوں کو بلیک میل کرتا تھا، جو نہیں چاہتے تھے کہ ایف بی آئی کے پاس ان کی سرگرمیوں کا جو ریکارڈ ہے، وہ عام لوگوں تک پہنچے اور رالف ایسی معلومات کے ساتھ بیورو سے نکلا تھا۔

پھر جیسے جیسے اعتماد آیا، وہ آگے بڑھتا گیا۔ ایف بی آئی نے اسے سکھایا تھا کہ اعتبار کسی پر بھی نہ کیا جائے اور کمزور لوگوں پر تو ذرا بھی نہیں، جو ذرا سا دباؤ بھی نہ جھیل پائیں اور منٹوں میں سب کچھ اُگل دیں۔ تو وہ جن کے ساتھ کام کرتا تھا ان پر بھی اعتماد کرنے کا قائل نہیں تھا۔

وہ تینوں اپنی اپنی سوچوں میں گم، خاموش بیٹھے تھے۔

دروازہ کھلا تو تینوں نے تیزی سے سر گھما کر دروازے کی سمت دیکھا۔ تینوں اپنے اپنے انداز میں ہر ممکنہ خطرے سے نمٹنے کے لیے تیار تھے لیکن اندر آنے والے دو افراد کو دیکھ کر وہ مطمئن ہوگئے۔

آنے والوں میں نسبتاً کم عمر آدمی اسموکنگ کر رہا تھا۔ اس نے آتے ہی مرکزی نشست سنبھالی، جیسے وہ کسی کارپوریشن کا چیئرمین ہو۔ دوسرا شخص رالف کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ان دونوں نے محض سروں کو ہلکا سا خم کرکے گویا ان تینوں سے علیک سلیک کرلی تھی۔

نسبتاً کم عمر شخص کا نام ووٹرز لسٹ میں پیٹر نکلسن تھا لیکن اُس کا پیدائشی نام پیوٹر نکولائی وچ تھا۔ وہ ایک بے حد کامیاب بین الاقوامی کاسمیٹک کمپنی کا مالک تھا۔ اس کے لباس سے لے کر جوتوں تک ہر چیز بیش قیمت اور اعلیٰ درجے کی تھی۔ اس کا کرمنل ریکارڈ سرے سے موجود نہیں تھا۔ اسی لیے وہ یہاں اس کرسی پر بیٹھا تھا۔ وہ خود کو مجرم سمجھتا ہی نہیں تھا۔

وہ جنوبی ریاستوں کے کروڑ پتی لوگوں کے ایک چھوٹے سے گروہ کا رکن تھا جو اسلحے کی تجارت سے دولت کماتے تھے۔ وہ ایک بہت بڑا کاروبار تھا۔ امریکی آئین کی دوسری ترمیم کے تحت ہر امریکی شہری کو اسلحہ رکھنے، بلکہ لے کر پھرنے کی آزادی حاصل تھی اور امریکہ کا ہر چوتھا مرد اپنے اس حق کو استعمال کرتا تھا۔ پستول اور عام سے ریوالور تو ۱۰۰ ڈالر میں مل جاتے تھے۔ لیکن اچھی اور نفیس شاٹ گنیں اور رائفلیں جو امارت کا مظہر سمجھی جاتی ہیں، ان کی قیمت دس ہزار ڈالر تک بھی ہوتی ہے۔ چیئرمین پستول اور ریوالور تو سالانہ کروڑوں کی تعداد میں فروخت کرتا تھا لیکن شاٹ گنوں اور رائفلوں کی فروخت بھی لاکھوں میں ہوتی تھی۔

رونالڈ ریگن کو اس کاروبار کو ختم کرنے سے روکنا کچھ دشوار ثابت نہیں ہوا تھا لیکن یہ پہلی امریکن خاتون صدر، فلورینا کین کسی طور قائل ہی نہیں ہو رہی تھی۔ گن کنٹرول بل ایوان میں پہنچ چکا تھا۔ انتہائی قدم اُٹھانا ناگزیر ہو چکا تھا۔ ورنہ بل اب سینیٹ میں بھی پہنچ جاتا۔ اتنے بڑے کاروبار کو تباہی سے بچانے کے لیے فلورینا کا علاج کرنا ضروری تھا اور اسی سلسلے میں وہ یہاں چیئرمین کی حیثیت سے بیٹھا تھا۔

میٹنگ کا آغاز اس طرح ہوا، جیسے وہ کسی کارپوریشن کا اجلاس ہو۔ ''سب سے پہلے رپورٹس پیش کی جائیں'' چیئرمین نے اعلان کیا۔ ''رالف! پہلے تم سناؤ''

''میں نے ایف بی آئی کے چینل ون تک رسائی حاصل کر لی ہے۔'' رالف نے کہا۔ جن دنوں وہ ایف بی آئی میں کام کر رہا تھا اُس نے بیورو سے ایک پورٹیبل، ن ٹاکی چرا لیا تھا۔ وہ خاص قسم کا واکی ٹاکی تھا۔ اس نے کسی کام کے حوالے سے وہ جاری کرایا

اور بعد میں یہ اطلاع دی کہ وہ اس سے گم ہو گیا ہے۔ اس پر اسے محکمہ جاتی ڈانٹ بھی پڑی اور واکی ٹاکی کی قیمت بھی اس کی تنخواہ میں سے منہا کر لی گئی۔ مگر وہ سودا بہرحال بہت سستا تھا۔ وہ کسی بھی وقت ایف بی آئی کے مواصلاتی نظام میں گھس سکتا تھا۔

''مجھے معلوم تھا کہ یونانی ویٹر واشنگٹن میں ہی کہیں چھپا ہوا ہے۔'' اس نے اپنی بات جاری رکھی'' کیونکہ اس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی۔ اس لیے یہ طے تھا کہ وہ واشنگٹن کے پانچ اسپتالوں میں سے کسی ایک کا رُخ کرے گا۔ قلاش ہونے کی وجہ سے وہ کسی پرائیویٹ ڈاکٹر کے پاس تو جا نہیں سکتا۔ پھر میں نے چینل ون پر نک اسٹیمز کو سنا۔ وہ حرام زادہ......''

''غیر ضروری الفاظ سے اور خاص طور پر گالیوں سے پرہیز کرو۔''

رالف کو نک اسٹیمز سے نفرت تھی۔ ایف بی آئی میں اس کی ملازمت کے دوران نک نے چار مرتبہ اسے تنبیہی میمو جاری کیے تھے۔

''ولسن میڈیکل سینٹر جاتے ہوئے نک اسٹیمز نے چینل ون پر اپنے ماتحت سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ کسی فادر گریگوری سے رابطہ کرے اور کہے کہ وہ جا کر یونانی سے مل لے۔ اب یہ ایک تکا تھا، اور وہ بھی دور کا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ نک بھی نسلاً یونانی ہے۔ بہرحال مجھے فادر گریگری کو تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ فادر اسپتال جانے کے لیے نکل ہی رہا تھا کہ میں وہاں پہنچ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ زخمی یونانی کو اسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا ہے۔ اب اسے وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں نے اس کا شکریہ بھی ادا کیا......''

''لیکن کوئی اس پادری تک پہنچ گیا تو؟'' چیئرمین نے اعتراض کیا۔

''اس کا اب کوئی امکان نہیں۔ کیونکہ نک مر چکا ہے۔''

''ٹھیک ہے۔ آگے چلو''

''میں نے ایک یونانی چرچ سے کوٹ، ہیٹ، نقاب اور صلیب چرائی، یونانی پادری کا روپ دھارا اور ولسن میڈیکل سنٹر روانہ ہو گیا۔ میں وہاں پہنچا تو نک اور بیری

وہاں سے جا چکے تھے۔ اس کی تصدیق استقبالیہ کاؤنٹر پر بیٹھی لڑکی نے کی۔ اس نے بتایا کہ ایف بی آئی کے دونوں آدمی اپنے دفتر واپس چلے گئے ہیں۔ زیادہ تفصیل میں نے پوچھی نہیں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ مجھے یاد رکھے۔ میں نے یونانی کے کمرے کا نمبر معلوم کیا۔ پھر کسی کی نظروں میں آئے بغیر کمرے میں گھسا۔ وہ سو رہا تھا۔ میں نے اُس کا گلا کاٹ دیا۔''

سینیٹر نے جھرجھری سی لی۔

''برابر والے بیڈ پر ایک کالا پڑا تھا۔ احتیاطاً میں نے اسے بھی ٹھکانے لگا دیا۔ اپنے پیچھے کوئی موہوم سا سراغ بھی نہیں چھوڑنا چاہتا۔'' سینیٹر کی طبیعت بگڑنے لگی۔ وہ اس خون خرابے کے حق میں نہیں تھا۔

چیئرمین کا چہرہ بے تاثر تھا۔ وہ سینیٹر کی طرح امیچر نہیں، پروفیشنل تھا اور ایک امیچر اور پروفیشنل میں یہی فرق ہوتا ہے۔

''پھر میں نے ٹونی کو کار میں فون کیا۔ یہ واشنگٹن فیلڈ آفس پہنچا۔ وہاں اس نے نک اور بیری کو ایک ساتھ باہر آتے دیکھا۔ پھر میں نے تم سے رابطہ کیا باس اور ٹونی نے تمہارے حکم کی تعمیل کی۔''

چیئرمین نے سو ڈالر کے نوٹوں کی گڈی اس کی طرف بڑھائی۔ جرائم کی دنیا میں بھی سینئر آدمی کو زیادہ بڑا انعام ملتا ہے۔ پھر وہ ٹونی کی طرف متوجہ ہوا۔ ''اب تم سناؤ''

''رالف سے تمہارا حکم ملتے ہی ہم اولڈ پوسٹ آفس گئے۔ وہاں سے ہم نے نک اور بیری کی گاڑی کا تعاقب شروع کیا۔ میموریل برج پر جرمن نے انہیں اوورٹیک کیا اور کافی آگے نکل گیا۔ جب میں نے ایجنٹوں کو پارک وے کی ٹرننگ کے قریب دیکھا تو واکی ٹاکی پر جرمن کو اطلاع دی۔ وہ درمیانی لین میں، درختوں کی اوٹ میں کار چھپائے بیٹھا تھا۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس بجھی ہوئی تھیں۔ ادھر سے ہم نے انہیں دبایا، ادھر سے وہ رانگ سائیڈ سے گاڑی لایا۔ میں نے ۷۰ کی رفتار پر بائیں جانب سے ایجنٹوں کی گاڑی کو ٹکر ماردی لیکن بے وقوف جرمن اپنی گاڑی نہیں سنبھال سکا۔ وہ ڈھلوان تھی۔ پھر اس

کے بعد کیا ہوا باس، یہ تو تم جانتے ہی ہو'' ٹونی کے لہجے میں حقارت در آئی۔ ''اگر اس بے وقوف نے اپنے اعصاب پر قابو رکھا ہوتا تو آج وہ یہاں بیٹھا اپنی رپورٹ خود سنا رہا ہوتا۔''

''کار کا تم نے کیا کیا؟'' چیئرمین نے پوچھا۔

''میں ماریو کی ورک شاپ گیا۔ وہاں گاڑی کا انجن بلاک اور نمبر پلیٹ بدل گئی۔ گاڑی کی ڈینٹنگ پینٹنگ ہوئی، پھر ہم نے اسے چھوڑ دیا۔ اب اس کا مالک بھی اسے دیکھے تو نہیں پہچان سکتا۔''

''گاڑی کہاں چھوڑی تم نے؟''

''نیویارک، دی برونکس''

''گڈ'' چیئرمین نے ۵۰ ڈالر کے نوٹوں کی گڈی اس کی طرف بڑھائی۔ ''تم تیار رہو ٹونی۔ ہمیں کسی بھی وقت پھر تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اب تم سناؤ ڑان''

سب لوگ ڑان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ''میں تمام وقت ٹونی کے ساتھ تھا باس۔ جیسے ہی جرمن کی گاڑی سامنے آئی، میں نے تین سیکنڈ کے اندر ایجنٹوں کی فورڈ کے دونوں ٹائر اُڑا دیے۔ اس کے بعد وہ گاڑی کو کسی طرح سنبھال ہی نہیں سکتے تھے۔''

''یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ کام تم نے تین سیکنڈ کے اندر کر دیا؟''

''میں پورا دن مشق کرتا رہا تھا اور میرا اوسط دو اعشاریہ آٹھ سیکنڈ رہا تھا۔''

چیئرمین نے ۵۰ ڈالر کے نوٹوں کی گڈی اس کی طرف بڑھا دی۔ ڈھائی ہزار ڈالر فی شاٹ! ''تمہیں کچھ پوچھنا ہے سینیٹر'' وہ سینیٹر کی طرف متوجہ ہوا۔

سینیٹر نے نظر نہیں اُٹھائی۔ بس آہستہ سے نفی میں سر ہلا دیا۔

''پریس رپورٹس اور ہماری چھان بین سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دونوں واقعات کو باہم جوڑا نہیں گیا ہے۔'' چیئرمین نے کہا ''لیکن بہر حال ایف بی آئی والے بے وقوف نہیں ہیں۔ بہ ظاہر تو یہی لگتا ہے کہ اینجلو کیس فکس کی بات جس تک بھی پہنچی، ہم نے اسے ختم کر دیا۔ اوّل تو ابھی یہ بھی کنفرم نہیں کہ اینجلو کسی کو کچھ بتا بھی پایا تھا۔ بلکہ ہمیں تو

یہ بھی معلوم نہیں کہ اینجلو کو کوئی اہم بات معلوم بھی تھی یا نہیں۔ اس کے باوجود ہم نے اس سے منسلک ہر کڑی کو ختم کر دیا ہے۔''

''میں کچھ کہوں باس؟''

چیئرمین نے نظر اُٹھا کر دیکھا۔ وہاں بلاضرورت کوئی مداخلت نہیں کرتا تھا۔ ''کہو رالف''

''مجھے ایک بات پریشان کر رہی ہے باس! نک اسٹیمز کو خود اسپتال جانے کی کیا ضرورت تھی؟''

سب اسے دیکھ رہے تھے۔ کوئی اس کی بات سمجھ نہیں پایا تھا۔

''دیکھیں، یہ بات تو مصدقہ ہے کہ بیری کیلورٹ وہاں گیا تھا لیکن ہمیں یقینی طور پر یہ معلوم نہیں کہ نک اسٹیمز بھی وہاں گیا تھا۔ ہم اتنا جانتے ہیں کہ دو ایجنٹ اسپتال گئے تھے اور نک نے فادر گریگری کو اسپتال بھیجنے کی ہدایت دی تھی۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ نک، بیری کے ساتھ اپنے گھر واپس جا رہا تھا۔ اب میرا تجربہ کہتا ہے کہ نک کو خود اسپتال جانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اصولاً اسے وہاں اپنے کسی ایجنٹ کو بھیجنا چاہیے تھا۔''

''باوجود اس کے کہ یہ ایک سنگین معاملہ تھا؟'' چیئرمین نے سوال اُٹھایا۔

''اسے کہاں معلوم تھا باس کہ یہ کوئی سنگین معاملہ ہے۔'' رالف نے کہا ''وہ تو ایجنٹوں کے بتانے کے بعد اسے معلوم ہو سکتا تھا۔''

چیئرمین نے کندھے جھٹک دیے۔ ''تمام حقائق اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بیری کے ساتھ نک ہی اسپتال گیا تھا۔ پھر وہ فیلڈ آفس سے بھی بیری کے ساتھ نکلا، اور وہ بھی اسی کار میں، جس میں وہ اسپتال گئے تھے۔''

''میں جانتا ہوں باس! پھر بھی میں مطمئن نہیں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ہم نے ہر زاویے سے اس معاملے کو کور کیا ہے لیکن یہ عین ممکن ہے کہ فیلڈ آفس سے اسپتال جانے والے دو نہیں، تین ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ ایک ایجنٹ ابھی زندہ ہے، جسے سب کچھ معلوم ہے۔''

''نک کے اسپتال جانے کی وجہ بھی میری سمجھ میں آ گئی ہے۔'' چیئرمین نے ہیجانی لہجے میں کہا ''نک بھی تو نسلاً یونانی ہے۔ اس لیے وہ اینجلو سے ملنے خود اسپتال گیا ہوگا۔ ورنہ سوچو، وہ کسی کے لیے پادری کی فکر کرتا بھلا......''

''پھر بھی باس! میری چھٹی حس مجھے کسی تیسرے ایجنٹ کے بارے میں خبردار کر رہی ہے۔''

''بے کار بات ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں'' سینیٹر نے پہلی بار مداخلت کی ''میری رپورٹ سنو گے تو تمہیں اطمینان ہو جائے گا۔''

لیکن چیئرمین ہونٹ بھینچے رالف میٹ سن کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ ''تو تم مطمئن نہیں ہو رالف؟''

''نہیں باس''

''تو ٹھیک ہے۔ چیک کرو، اور کوئی اہم بات سامنے آئے تو فوراً مجھے اطلاع دو۔'' چیئرمین نے کہا۔ وہ کسی معمولی سی بات کو بھی نظرانداز کرنے کا قائل نہیں تھا۔

پھر وہ سینیٹر کی طرف مڑا ''اب تم سناؤ''

سینیٹر کو وہ سب لوگ برے لگتے تھے۔ وہ لالچی اور گھٹیا لوگ تھے۔ چھوٹے دماغ والے! وہ صرف دولت کی اہمیت سمجھتے تھے اور صدر فلورینا کین ان کو دولت سے محروم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ان کے تشدد کے میلان اور ان کی فطری بے رحمی نے اسے خوف زدہ کر دیا تھا۔ اب وہ پچھتا رہا تھا کہ وہ نکلسن کی باتوں میں کیوں آیا۔ اسے اپنی انتخابی مہم کے خفیہ فنڈ کے لیے نکلسن کے بھاری عطیات قبول ہی نہیں کرنے چاہیے تھے۔ مسئلہ یہ تھا کہ اس امداد کے بغیر اس کا منتخب ہونا ہی ناممکن تھا اور اس وقت یہ اتنا مہنگا سودا لگ بھی نہیں رہا تھا۔ نکلسن کا بس اتنا سا مطالبہ تھا کہ اسے پوری قوت کے ساتھ گن کنٹرول بل کی مخالفت کرنا ہوگی اور یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ وہ تو ذاتی طور پر بے حد سچائی کے ساتھ اس بل کا مخالف تھا لیکن اس بل کو روکنے کے لیے صدر کا قتل! او مائی گاڈ! یہ تو کھلی دیوانگی ہے لیکن وہ پوری طرح چیئرمین کے جال میں پھنس چکا تھا۔ ''مجھ سے

تعاون کرو دوست۔ ورنہ میں تمہاری پول کھول دوں گا۔'' چیئرمین نے کسی قدر محبت آمیز نرمی سے کہا تھا لیکن سینیٹر اس بات کی سنگینی کو سمجھ سکتا تھا۔ اس مقام تک پہنچنے کے لیے اس نے اپنی آدھی سے زیادہ زندگی زبردست جدوجہد کی تھی اور اس سے بڑی بات یہ کہ وہ سینیٹر کی حیثیت سے بہت کامیاب رہا تھا۔ کامیاب اور ممتاز۔ اس مرحلے پر وہ کسی پبلک اسکینڈل کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

''مجھ سے تعاون کرو دوست...... خود اپنی بہتری کی خاطر'' چیئرمین نے کہا تھا۔

''میں تم سے طلب ہی کیا کر رہا ہوں۔ کچھ اندر کی معلومات اور ۱۰ مارچ کو دی کیپٹل میں تمہاری موجودگی۔ ذرا سوچو دوست، ایک پولش نسل کی عورت کی خاطر اپنا کیریر اور اپنی زندگی کیوں برباد کرتے ہو۔''

سینیٹر نے کھنکھار کر گلا صاف کیا ''اس بات کا کوئی امکان نظر نہیں آتا کہ ایف بی آئی کو ہمارے منصوبے کی سن گن بھی ملی ہو۔'' اس نے کہا۔ ''یہ بات رالف بھی جانتا ہے کہ اگر ایف بی آئی کو صدر کو لاحق خطرے کی افواہ کا علم بھی ہو تو وہ فوری طور پر سیکرٹ سروس کو اُس کی اطلاع دیتے ہیں۔ میری سیکرٹری نے بتایا ہے کہ صدر کے اس ہفتے کے شیڈول میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ ۱۰ تاریخ کی صبح وہ پروگرام کے مطابق سینٹ سے خصوصی خطاب کے لیے دی کیپٹل جائیں گی۔''

''یہی تو نکتہ ہے'' رالف نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا ''صدر کی زندگی کو کوئی موہوم سا خطرہ بھی لاحق ہو تو سیکرٹ سروس کو اس کی اطلاع دی جاتی ہے۔ اگر سیکرٹ سروس کو اطلاع نہیں دی گئی تو اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ......''

''بہ ظاہر اس کا یہی مطلب ہے رالف کہ ایف بی آئی کو اس کا علم ہی نہیں ہے'' چیئرمین نے سرد لہجے میں کہا۔ ''میں نے کہا نا کہ تم اس معاملے کی چھان بین کرو۔ اب مجھے سینیٹر سے کام کی بات کرنے دو۔ ہاں سینیٹر! بتاؤ کہ اگر ایف بی آئی کو تفصیل معلوم ہوتی تو کیا وہ صدر کو اس سے آگاہ کرتے؟''

سینیٹر ہچکچایا ''میرا خیال ہے، نہیں۔ ہاں! اگر انہیں حتمی طور پر یہ معلوم ہو کہ کسی خاص دن، کسی خاص تاریخ کو صدر پر حملہ ہونے والا ہے تو وہ صدر کو ضرور مطلع کریں گے۔ ورنہ نہیں۔ اگر ہر دھمکی کو، ہر خطرے کو یوں اہمیت دی جانے لگے تو صدر کا وائٹ ہاؤس سے باہر آنا ہی ممکن نہ رہے۔ سیکرٹ سروس نے گزشتہ سال کانگریس کو جو اعداد و شمار فراہم کیے تھے، ان کے مطابق انہیں ایسی ۱۵۷۲ اطلاعات ملی تھیں لیکن چھان بین پر پتا چلا کہ ان میں سے کوئی بھی صدر کے لیے حقیقی خطرہ نہیں تھا۔''

''اس کا مطلب ہے کہ یا تو وہ سب کچھ جانتے ہیں یا انہیں کچھ بھی معلوم نہیں۔'' چیئرمین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

لیکن تجربہ کار رالف اب بھی مطمئن نہیں تھا۔ اس نے کہا ''میں اب بھی سابق اسپیشل ایجنٹ کی سوسائٹی کا رُکن ہوں۔ کل میں نے ان کی میٹنگ میں شرکت کی تھی۔ وہاں کسی کو کچھ بھی علم نہیں۔ بعد میں میں نے اپنے سابق باس گرانٹ کے ساتھ بیٹھ کر دو جام پیے۔ وہ واشنگٹن فیلڈ آفس میں ہی ہے۔ میں نے اسے کریدنے کی کوشش کی لیکن اس کے انداز سے لگتا تھا کہ اسے اس سے کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے۔ یہ بات مجھے عجیب لگی۔ کیونکہ گرانٹ اور نک کے درمیان بہت اچھی دوستی تھی۔ میں نے زیادہ اس لیے نہیں کریدا کہ گرانٹ جانتا ہے کہ نک سے میری کبھی نہیں بنی تھی۔ اب یہ تو عجیب بات ہے نا کہ بیورو میں کوئی نک کی موت کے بارے میں بات ہی نہیں کر رہا ہے۔''

''بہرحال جب تک ہمیں کہیں سے کوئی سن گن نہیں ملتی، ہم یہی فرض کریں گے کہ کسی کو کچھ معلوم نہیں'' چیئرمین نے کہا ''اور یہ سن گن لینا تمہاری ہی ذمہ داری ہے رالف۔ ہم تو ۱۰ مارچ کے ہدف کے لیے ہی کام کریں گے۔ تم ہمیں روک دو تو الگ بات ہے۔'' وہ رالف سے مخاطب تھا۔ ''اب پلان پر بات کریں۔ فلورینا کا اس دن کا شیڈول......'' وہاں سینیٹر کے سوا کوئی بھی فلورینا کین کو صدر کہہ کر اس کا تذکرہ نہیں کرتا تھا۔ ''......وہ ۱۰ مارچ کو صبح دس بجے وائٹ ہاؤس سے نکلے گی۔ تین منٹ بعد وہ ایف بی آئی کی بلڈنگ کے سامنے سے گزرے گی۔ پانچ منٹ بعد وہ دی کیپٹل کے شمال مغربی کارنر پر یادگارِ امن کے سامنے سے گزرے گی۔ چھ منٹ بعد وہ دی کیپٹل کے مشرقی فرنٹ پر

ہوگی۔ وہاں وہ کار سے اُترے گی۔ عام حالات میں وہ پرائیویٹ دروازے سے اندر جاتی لیکن سینیٹر کا کہنا ہے کہ وہ اپنے اس وزٹ سے بھرپور سیاسی فائدہ اُٹھانا چاہتی ہے۔ کار سے دی کیپٹل کی سیڑھیوں تک پہنچنے میں اسے ۴۵ سیکنڈ لگیں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ ژان کو اپنا کام مکمل کرنے کے لیے ۴۵ سیکنڈ کی مہلت ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ میں پنسلوانیا ایونیو کے کارنر پر کھڑا ہوں گا۔ ایف بی آئی کی بلڈنگ کے سامنے ٹونی وہاں ایک کار لیے موجود ہوگا کہ ایمرجنسی میں کام آسکے۔ سینیٹر دی کیپٹل کی سیڑھیوں پر فلورینا کین کے ساتھ ہوگا۔ اگر ہمیں مزید مہلت درکار ہوئی تو وہ سینیٹر فلورینا کو اُلجھا کر ہمارے لیے حاصل کرے گا لیکن مجھے یقین ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس مشن میں سب سے اہم کردار ژان کا ہے۔ اس کا ہم نے سیکنڈوں کے حساب سے خیال رکھا ہے۔ سو اب میری بات پورے دھیان سے سنو۔ دی کیپٹل کے فرنٹ کی آرائش نو کا جو کام ہو رہا ہے، میں نے اُس پر کام کرنے والوں میں ژان کو شامل کرانے کا بندوبست کر لیا ہے۔ یقین کرو، یونین والوں سے ایک جاپانی کو کام دلوانا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ہاں ژان! اب آگے تم بولو۔''

ژان نے آہستہ سے سر اُٹھایا۔ رپورٹ دینے کے بعد سے اب وہ پہلی بار بول رہا تھا۔ ''دی کیپٹل کے مغربی فرنٹ پر تقریباً چھ ماہ سے کام ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ پرجوش فلورینا کین ہی ہے۔'' وہ مسکرایا ''مجھے وہاں کام کرتے ہوئے چار ہفتے ہو چکے ہیں۔ جو تعمیراتی مال وہاں آتا ہے، میں اس کی چیکنگ پر مامور ہوں۔ یعنی میں سائٹ آفس میں ہوتا ہوں۔ وہاں سے میں تمام کام کرنے والوں پر نظر رکھ سکتا ہوں۔ وہاں کے پہرے داروں کا تعلق ایف بی آئی سے ہے، نہ سیکرٹ سروس سے اور نہ ہی سی آئی اے سے۔ وہ بلڈنگ سیکورٹی سروسز سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ نارمل ایجنٹوں کے مقابلے میں کافی معمر ہیں۔ کیونکہ ان میں بیشتر ایجنسیوں کے ریٹائرڈ لوگ ہیں۔ ان کی تعداد ۱۶ ہے، اور وہ چار چار کی ٹولیوں میں چار شفٹوں میں کام کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں بیٹھ کر شغل مے نوشی کرتے ہیں، سگریٹ پیتے اور تاش کھیلتے ہیں۔ انہیں

سائٹ میں کوئی دلچسپی نہیں۔ کیونکہ وہاں فی الوقت ایسا کچھ ہے ہی نہیں، جسے خطرہ لاحق ہو اور جس کی فکر کی جائے۔ ان کے نزدیک وہ روٹین کی ڈیوٹی ہے۔ وہ تو بس سائٹ پر ہونے والی معمولی چوری چکاری میں دلچسپی رکھتے ہیں۔''

کمرے میں موجود ہر شخص جیسے سانس روکے، یہ تفصیل سن رہا تھا۔

''سائٹ کے عین وسط میں دنیا کی سب سے بڑی کرین موجود ہے، جس کا نمبر ۱۰-۳-۱۱ ہے۔ اسے دی کیپٹل کے نو تعمیر شدہ حصے اُٹھا کر فٹ کرنے کے لیے خاص طور پر ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس کا پھیلاؤ ۳۲۲ فٹ ہے۔ واشنگٹن میں عمارتوں کی اُونچائی کی جو حد ہے، یہ تقریباً اس سے دُگنی ہے۔ اس کے ٹاپ پر ایک کورڈ پلیٹ فارم ہے۔ اسے پلیوں کو تیل دینے اور فعال رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے صرف اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کرین زمین کے متوازی ہو لیکن یہ پلیٹ فارم ایک چھوٹا سا باکس بن جاتا ہے۔ یہ چار فٹ لمبا، سوا دو فٹ چوڑا اور ایک فٹ پانچ انچ اُونچا ہے۔ میں گزشتہ تین راتوں سے اس میں سو رہا ہوں۔ وہاں سے میں تو سب کچھ دیکھ سکتا ہوں لیکن مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ یہاں تک کہ وائٹ ہاؤس کا ہیلی کاپٹر بھی مجھے نہیں دیکھ سکتا۔''

سب لوگ دم بخود بیٹھے تھے۔

''تم وہاں چڑھے کیسے؟'' سینیٹر نے پوچھا۔

''بلی کی طرح سینیٹر۔ چھوٹے اور ہلکے ہونے کے بڑے فائدے ہیں۔ میں رات بارہ بجے اُوپر جاتا ہوں اور صبح پانچ بجے نیچے آجاتا ہوں۔ وہاں سے میں پورے واشنگٹن کو دیکھ سکتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔''

''اتنے چھوٹے پلیٹ فارم سے تم دی کیپٹل کی سیڑھیوں کو صاف اور واضح طور پر دیکھ سکتے ہو؟'' چیئرمین نے پوچھا۔

''اتنا صاف اور واضح کہ مجھے اپنا کام کرنے میں زیادہ سے زیادہ چار سیکنڈ لگیں گے۔'' ژان نے کہا ''ارے! وہاں سے وائٹ ہاؤس مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ کسی نے کبھی

نہیں دیکھا ہوگا۔ گزشتہ ہفتے میں چاہتا تو فلورینا کین کو دوبار ہلاک کر سکتا تھا۔ ۱۰ تاریخ کو جب وہ وہاں آئے گی تو میرے لیے آسان ترین ہدف ہوگی۔ نشانہ خطا ہو ہی نہیں سکتا۔''

''اور وہاں دوسرے کام کرنے والے؟ کیا پتہ اس روز وہ کرین استعمال کرنا چاہیں۔'' سینیٹر نے کہا۔

اس بار چیئر مین مسکرایا ''اس کی فکر نہ کرو دوست۔ اس روز مزدوروں کی ہڑتال ہوگی۔ وہ اوور ٹائم میں اضافے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ فلورینا کین کی آمد پر کام نہ کر کے وہ اسے احساس دلانے کی کوشش کریں گے۔ تو یہ بات طے ہے کہ اس روز وہاں ان بڈھے پہرے داروں کے سوا کوئی بھی نہیں ہوگا اور ان میں سے کوئی بھی اس کرین پر چڑھ کر چیک نہیں کرنا چاہے گا اور ویسے بھی نیچے سے کرین کے اس پلیٹ فارم کو دیکھا جائے تو لگتا ہے کہ اس میں ایک چوہا بھی نہیں سما سکتا۔ آدمی تو بہت دور کی بات ہے۔''

چیئر مین نے چند لمحے توقف کیا، پھر سلسلہ کلام جوڑا ''کل ژان ویانا جائے گا۔ اپنے اس ٹرپ کے نتائج کے بارے میں یہ ہمیں اگلی میٹنگ میں بتائے گا، جو بدھ کے روز ہوگی۔ ارے ہاں ژان! یہ تو بتاؤ تمہیں وہ زرد پینٹ کا ڈبہ مل گیا؟''

''ہاں! وہ میں نے سائٹ سے ہی چرا لیا تھا۔''

چیئر مین نے باری باری سب کو دیکھا۔ وہ سب خاموش تھے۔ ''تو گویا سب ٹھیک ہے'' اس نے کہا ''شکریہ ژان''

''مگر میں مطمئن نہیں ہوں'' رالف نے سر اُٹھاتے ہوئے کہا ''کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہے۔ یہ سب کچھ نہایت آسان لگ رہا ہے۔ مشکل کاموں کا اتنا آسان لگنا اچھی علامت نہیں ہوتی۔''

''یہ تمہاری ایف بی آئی کی تربیت کی وجہ سے ہے۔'' چیئر مین نے کہا ''تم ہر چیز پر ضرورت سے زیادہ شبہ کرنے کے عادی ہو لیکن تم آگے جا کر دیکھ لو گے کہ ہم ان کے مقابلے میں بہت زیادہ تیار، بہت زیادہ منظم ہیں۔ تم یہ سوچو کہ تم جانتے ہو کہ ہم کیا

کرنے والے ہیں، لیکن انہیں یہ علم نہیں۔ ڈرو نہیں رالف! تم فلورینا کین کی تدفین کی تقریب میں ضرور شریک ہو گے۔''

رالف میٹ سن کا سر بار بار اُوپر نیچے حرکت کر رہا تھا۔ ''یہ تو صرف اور صرف تمہاری خواہش ہے۔'' اس نے تلخ لہجے میں کہا۔

''اور تمہیں اس کے لیے خطیر معاوضہ دیا جا رہا ہے'' چیئر مین نے کہا ''تو ٹھیک ہے۔ اب ہم پانچ دن بعد ملیں گے اور پلان کو فائنل کریں گے۔ یہ تمہیں بعد میں بتایا جائے گا کہ بدھ کی صبح ملاقات کہاں ہوگی۔ اُس وقت تک ژان ویانا سے واپس آ چکا ہوگا۔''

چیئر مین مسکرایا اور اس نے نئی سگریٹ سلگا لی۔ سینیٹر چپکے سے باہر نکل گیا۔ پانچ منٹ بعد رالف میٹ سن رُخصت ہوگیا۔ اس کے پانچ منٹ بعد ٹونی اور مزید پانچ منٹ بعد ژان بھی وہاں سے چلا گیا۔ تب چیئر مین نے اپنے لیے لنچ کا آرڈر دیا۔

............☆☆............

جمعہ ۴ مارچ...... سہ پہر چار بجے

مارک کھانے کے لیے نکلا تو اچانک اسے الزبتھ ڈیکسٹر کا خیال آ گیا۔ اس کے تصور میں اس کا سراپا لہرا گیا۔ اسے حیرت ہوئی کہ اس کی ساری تھکن دور ہوگئی۔ اسے احساس بھی نہیں تھا کہ وہ اسے کتنا مس کر رہا ہے۔

اس نے سوچا اسے فون کر کے آج کا پروگرام طے کرے گا۔

اسنیک بار میں بیٹھ کر برگر ٹونگتے ہوئے وہ الزبتھ کے کہے ہوئے ایک ایک لفظ کو یاد کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ صورتِ حال یقیناً حوصلہ افزا تھی۔ شاید وہ بھی اس کے بارے میں ایسے ہی محسوس کر رہی تھی۔

باہر آ کر اس نے ولسن میڈیکل سینٹر فون کیا ''سوری! ڈاکٹر ڈیکسٹر تو آج ڈیوٹی پر نہیں ہیں۔'' فون ریسیو کرنے والی نرس نے اسے بتایا ''ڈاکٹر ڈیل گاڈو شاید آپ کی کچھ مدد کر سکیں۔''

"نہیں! وہ نہیں کرسکیں گی۔ شکریہ"

اس نے جیب سے ڈائری نکالی اور الزبتھ ڈیکسٹر کے گھر کا نمبر ملایا۔ اُسے خوشی ہوئی کہ وہ گھر پر ہی موجود تھی۔ "ہیلو الزبتھ" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا "میں مارک اینڈریوز بول رہا ہوں۔ کل کی تلافی کا موقع مل سکتا ہے مجھے؟"

"وعدے ہی وعدے۔ کیا ان سے ہی میرا پیٹ بھرتے رہو گے یا کھانا بھی کھلاؤ گے۔" دوسری طرف سے شوخ لہجے میں کہا گیا۔

"میں مذاق نہیں کررہا ہوں"

"کیا بات ہے مارک! بہت سنجیدہ ہو رہے ہو۔ کہیں سچ مچ تو فلو کی زد میں نہیں آ گئے؟"

"نہیں، فلو تو نہیں ہے لیکن تمہارے بارے میں صرف سوچتا ہوں تو سانس لینے میں دشواری ہونے لگتی ہے۔ یہ کس مرض کی علامت ہے؟"

وہ کھلکھلا کر ہنس دی "تو ایسا کرو کہ آٹھ بجے آ جاؤ۔"

"ٹھیک ہے الزبتھ۔ آٹھ بجے ملاقات ہوگی"

"اپنا خیال رکھنا" الزبتھ نے بڑی اپنائیت سے کہا۔

اس نے ریسیور لٹکایا تو اس کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ساڑھے چار بجے تھے۔ یعنی وہ لائبریری میں مزید تین گھنٹے کام کرسکتا تھا۔

وہ واپس چل دیا۔ اسے اب ۶۲ سینیٹرز پر کام کرنا تھا۔

ایک لمحے کو اس کی ذہنی رو محترمہ صدر کی طرف مڑ گئی۔ وہ کوئی عام صدر نہیں تھی۔ وہ امریکہ کی پہلی خاتون صدر تھی۔ اس کے قتل کی سازش میں ایک سینیٹر ملوث ہے۔ دورِ صدارت میں قتل ہونے والا آخری صدر جان ایف کینیڈی تھا۔ وہ بھی سازش تھی لیکن آج تک وہ معما حل نہیں ہوسکا۔ یہ تفتیشی اداروں کی بدترین ناکامی تھی یا اس میں بھی کسی سازش کا دخل تھا۔ اس کے بارے میں وہ قیاس بھی نہیں کرسکتا تھا۔ ممکن ہے اس میں بھی کوئی امریکی سینیٹر ملوث ہو۔ ظاہری طور پر تو اس کا قاتل لی ہاروے اوسوالڈ تھا، جسے

عدالت تک پہنچنا بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ اس کا ذمہ دار جیک روبی کی جذباتیت کو ٹھہرایا گیا تھا۔ پھر اس کے بعد رابرٹ کینیڈی کے قتل کا کیس بھی لاینحل قرار پایا تھا۔ تو پھر امریکہ کی مستعد ایجنسیاں کس کام کی، جنہیں تمام سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں، جو وسائل سے مالا مال ہیں۔

کچھ لوگ اب بھی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ صدر کینیڈی کے قتل میں سی آئی اے کا ہاتھ تھا۔ کیونکہ اس نے ۱۹۶۱ء میں انہیں سیدھا کرنے کی دھمکی دی تھی۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ وہ کاسترو کا انتقام تھا۔ کیونکہ اس بات کی شہادت موجود تھی کہ صدر کینیڈی کے قتل سے دو ہفتے پہلے اوسوالڈ نے میکسیکو میں کیوبا کے سفیر سے ملاقات کی تھی لیکن پھر یہ بھی حقیقت تھی کہ سی آئی اے کو اس بات کی خبر تھی۔ تو انہوں نے اوسوالڈ پر نظر کیوں نہیں رکھی۔ بہرحال تیس سے زائد برس گزر جانے کے باوجود حقائق پر اب بھی پردہ پڑا ہوا تھا۔

لاء اسکول میں مارک کا ایک روم میٹ تھا...... جے سینڈ برگ۔ وہ بہت ذہین تھا۔ وہ کہتا تھا کہ صدر کینیڈی کے قتل کے ڈانڈے بہت اُوپر تک پہنچتے ہیں۔ ایف بی آئی کے ڈائریکٹر کو سازش کا علم تھا لیکن اس نے کسی سے نہ کچھ کہا اور نہ ہی قتل کو روکنے کے لیے کچھ کیا۔

تو اب یہ بھی تو ممکن ہے کہ ڈائریکٹر ٹائی سن اور راجرز دونوں صدر محترمہ کے قتل کی سازش میں شریک ہوں اور انہوں نے دانستہ اسے بے کار کے کاموں میں اُلجھا دیا ہو۔ کیونکہ اس نے تو گزشتہ روز کے واقعات کے بارے میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا ہے۔ حتیٰ کہ گرانٹ کو بھی نہیں۔ صرف ڈائریکٹر ٹائی سن اور راجرز ہی حقائق سے باخبر ہیں۔

اگر یہ سازش ہے تو پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ وہ کس سے رابطہ کرے؟ صرف ایک ہستی ہے جو اس کی بات سن سکتی ہے اور وہ ہے صدرِ امریکہ لیکن وہ اس سے رابطہ کر ہی نہیں سکتا۔ تو پھر وہ جے سینڈ برگ سے بات کرے۔ جے نے صدر کینیڈی کے قتل پر زبردست تحقیقی کام کیا تھا۔ وہی کچھ مدد کرسکتا ہے۔

یہ سوچ کر وہ پلٹا اور پبلک فون بوتھ کی طرف چل دیا۔

اس نے نیویارک میں جے کا نمبر ملایا۔

''ہیلو'' ایک نسوانی آواز نے کہا۔ لہجہ سرد تھا۔ لگتا تھا، وہ لفٹ میں ہے۔

''مجھے جے سینڈ برگ سے بات کرنی ہے۔''

''وہ تو گھر پر نہیں ہے۔''

''تو مجھے دفتر کا نمبر دے دیں''

کوئی ایک منٹ بعد خاتون نے اسے ایک اور نمبر نوٹ کرا دیا۔

''سلیوان اینڈ کرامویل'' دوسرے نمبر پر بھی ایک عورت کی آواز تھی۔ البتہ انداز خلیقانہ تھا اور لہجے میں گرم جوشی تھی۔

وہ نیویارک کی بہت بڑی اور معروف لاء فرم تھی۔ مارک نے سوچا، سبھی لوگ آگے نکل گئے۔ میں ہی پیچھے رہ گیا ''میں جے سینڈ برگ سے بات کرنا چاہتا ہوں'' اس نے کہا۔

''میں ابھی بات کراتی ہوں سر!''

چند لمحے بعد ریسیور پر سینڈ برگ کی آواز اُبھری ''ہیلو؟''

''ہائی جے! میں مارک اینڈ ریوز بات کر رہا ہوں۔ واشنگٹن سے۔ شکر ہے، تم مل گئے۔''

''ہیلو مارک! خوشی ہوئی تمہاری آواز سن کر۔ ایف بی آئی کیسی چل رہی ہے...... ڈز، ڈز، ڈز......'' جے نے منہ سے فائرنگ کی آواز نکالی۔

''کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے جے۔ مجھے تم سے مشورہ چاہیے جے۔ تم نے سیاسی قتل پر بہت کام کیا ہے۔ تمہیں میسا چوسس کا ۷۹ء کا واقعہ یاد ہے؟''

''ہاں! اس میں تین افراد گرفتار ہوئے تھے۔ ایک منٹ، ذرا سوچنے دو'' چھوٹا سا وقفہ، پھر جے کی آواز دوبارہ اُبھری ''تینوں کو بے ضرر قرار دے کر چھوڑ دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک ۸۰ء میں کار کے حادثے میں مارا گیا۔ دوسرا سان فرانسسکو میں چاقو زنی کی ایک واردات کا شکار ہوا۔ یہ ۸۱ء کی بات ہے اور تیسرا پراسرار طور پر غائب ہو گیا۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ سازش تھی۔''

''سازشی کون تھا؟''

''مافیا...... اور نشانہ تھا ایڈورڈ کینیڈی، جو بچ گیا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ دو بد معاشوں کے قتل کے بارے میں تحقیقات کرا رہا تھا اور مافیا یہ نہیں چاہتی تھی اور یہ بھی سن لو کہ اپنی موجودہ صدر بھی مافیا کے لیے پسندیدہ نہیں ہے۔ سبب ہے اس کا گن کنٹرول بل''

''مافیا؟ گن کنٹرول بل؟ اب ان کے بارے میں حقائق کہاں تلاش کروں میں؟''

''کارل اور گلسمی کی دی یانکی اینڈ کاؤبوائے وارز کا مطالعہ کرو''

''مدد کا شکریہ جے۔ لیکن یہ ناکافی ثابت ہوا تو میں دوبارہ فون کروں گا، تمہیں۔ اور سناؤ، نیویارک کا کیا حال ہے؟''

''پہلے جیسا۔ البتہ میں آئین کی تشریح کے ذریعے خاصا مال کما رہا ہوں۔ کبھی ملو نا مارک''

''نیویارک آیا تو تم سے ضرور ملوں گا۔''

مارک نے فون رکھا اور دوبارہ لائبریری کی طرف چل دیا۔ وہ سوچ رہا تھا...... یہ سی آئی اے بھی ہو سکتی ہے، مافیا بھی، کوئی فاتر العقل انسان بھی...... اور...... اور ڈائریکٹر ٹائی سن بھی۔

کتاب کے بارے میں اس نے نوٹ کر لیا تھا لیکن وہ بعد کی بات تھی۔ ابھی تو اسے سینیٹرز پر کام کرنا تھا۔

وہ دو گھنٹے محنت کرتا رہا۔ اس کا مقصد ۶۲ کی تعداد کو کم کرنا تھا۔ اسے یہ بھی دیکھنا تھا کہ کس سینیٹر کے پاس صدر کین کو راستے سے ہٹانے کا جواز موجود ہے لیکن کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔

''اب لائبریری بند ہونے کا وقت ہو گیا ہے جناب! آئی ایم سوری'' لائبریرین نے اسے چونکا دیا۔

"دو منٹ اور دے دیں۔ میرا کام نمٹ ہی رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے سر" وہ بکھری ہوئی کتابیں سمیٹنے لگا۔

مارک نے اپنے نوٹس پر نظر ڈالی۔ ان ۶۲ 'مشتبہ' سینیٹرز میں کچھ بڑے نام بھی تھے، جیسے کیلی فورنیا کا ایلن کرانسٹن، میسا چوسس کا مالف بروکس، جسے فلوریناکین نے ڈیموکریٹک کنونشن میں شکست دی تھی۔ سینیٹ میں اکثریتی پارٹی کا لیڈر مغربی ورجینیا کا رابرٹ بائرڈ، کینکٹی کٹ کا ہنری ڈیکسٹر...... اپنی الزبتھ کا ڈیڈی! جارجیا کا محترم سینیٹر سام نن، جنوبی کیرولنیا کا رابرٹ ہیری سن، مارون تھورن ٹن، مارک ہیٹ فیلڈ، ہیڈن وڈسن اور ولیم کین۔ اس خیال سے مارک کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی کہ الزبتھ کے باپ کا نام بھی اس میں شامل ہے۔

۶۲ مشتبہ افراد...... معزز ترین افراد! اور اسے ۶ دن میں ان میں سے کسی ایک کی نشاندہی کرنی ہے اور وہ بھی ٹھوس، ناقابل تردید ثبوت اور شواہد کے ساتھ۔ بہرحال اب آج وہ مزید کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے سوچا، ادھر ڈائریکٹر نے بھی تو کچھ کیا ہوگا۔ بہرحال ۶ دن اور ۶۲ نام...... کام آسان نہیں۔ اُس نے پارکنگ لاٹ سے کار نکالی اور گھر کے لیے روانہ ہوگیا۔

وہاں پہنچ کر اس نے سائمن کو کار کی چابی دیتے ہوئے کہا "میں صرف کپڑے تبدیل کرنے کے لیے گھر آیا ہوں۔ فوراً ہی واپس جانا ہے مجھے۔"

"او کے سر!"

وہ آٹھویں منزل پر اپنے اپارٹمنٹ میں گیا۔ اس شام وہ اپنا سب سے اچھا سوٹ پہننا چاہتا تھا۔

وہ نیچے آیا تو سائمن اُس کی گاڑی کا رُخ گیٹ کی طرف کر چکا تھا۔ اس نے چابی لی، گاڑی اسٹارٹ کی اور باہر لے آیا۔ اُس کا رُخ جارج ٹاؤن کی طرف تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے کار کو دہنی جانب ۳۰ ویں اسٹریٹ پر لیا اور اسے الزبتھ ڈیکسٹر کے گھر کے سامنے روک دیا۔

وہ سرخ اینٹوں کا بنا ہوا بہت خوبصورت ٹاؤن ہاؤس تھا۔ مارک نے اندازہ لگایا کہ الزبتھ خود اس مکان کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ یقیناً اس کے سینیٹر باپ نے اس کے لیے خریدا ہوگا۔ اس پر اسے یہ خیال آیا کہ اس کے باپ کا نام مشتبہ افراد کی فہرست میں شامل ہے۔

وہ دروازے پر آئی تو اس کے تصور سے بھی زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ وہ اُونچے کالر والا سرخ لمبا ڈریس پہنے ہوئے تھی۔ اس کی وجہ سے اس کے براؤن بال اور شربتی آنکھیں اور نمایاں ہوگئی تھیں۔

"اندر بھی آؤ گے یا قاصد کی طرح دروازے پر ہی کھڑے رہو گے؟" اس نے مارک کو چھیڑا۔

"تم لگ ہی ایسی رہی ہو کہ بس جی چاہتا ہے، یہیں کھڑا ہو کر تمہیں دیکھتا رہوں" مارک نے کہا "سنو ڈاکٹر! میں ہمیشہ سے خوبصورت اور ذہین عورتوں کا شیدائی رہا ہوں لیکن مسحور میں کبھی نہیں ہوتا تھا۔"

وہ ہنسی اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے اندر لے گئی۔ "آؤ، یہاں بیٹھو۔ مجھے لگتا ہے کہ تمہیں ڈرنک کی ضرورت ہے۔" اس نے اس کے لیے ایک جام میں بیئر انڈیلی۔ جام اسے تھما کر وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ اب اس کی نگاہوں میں گہری سنجیدگی تھی۔ "میں نہیں سمجھتی کہ تم اس خوفناک واقعے کے بارے میں بات کرنا چاہو گے، جو میرے مریضوں کے ساتھ پیش آیا۔"

"بالکل نہیں اور اس کی کئی وجوہات ہیں"

الزبتھ کے چہرے پر تفہیم تھی "لیکن مجھے اُمید ہے کہ تم ان کے قاتل کو پکڑو گے ضرور" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔ پھر اس نے اچانک کہا "کل رات جب تمہیں دیر ہوگئی تو میں نے تمہارے آفس فون کیا تھا"

مارک کے لیے وہ بہت خوشگوار حیرت تھی۔ خوش گوار اور حوصلہ افزا۔

"تمہارے محکمے کی ایک لڑکی سے بات ہوئی۔ تم اس وقت وہاں موجود نہیں تھے۔

اوراس نے کہا کہ تم بہت زیادہ مصروف ہو اس لیے میں نے کوئی پیغام نہیں چھوڑا۔‘‘

’’وہ جولی ہوگی...... ہماری ٹیلیفون آپریٹر‘‘

’’خوبصورت بھی ہوگی؟‘‘

’’دور سے تو بہرحال خوبصورت لگتی ہے۔ خیر اسے چھوڑو۔ اب ہم چلیں۔ میں وعدے کے مطابق تمہیں اسٹیک کھلاؤں گا۔ میں نے ٹائیو پیپ میں میز مخصوص کرالی ہے...... نو بجے کے لیے۔‘‘

’’گڈ! اب کار تو تم نے پارک کر ہی دی ہے۔ تو کیوں نہ ہم پیدل چلیں‘‘

’’ضرور۔ کیوں نہیں‘‘

وہ ایک خنک شام تھی۔ تازہ ہوا مارک کو بہت خوشگوار لگی لیکن ڈائریکٹر کی ہدایت کے پیش نظر اپنا چوکنا پن اسے ناخوشگوار لگ رہا تھا۔ وہ بار بار کندھوں سے پیچھے دیکھ رہا تھا۔

’’کسی اور کے چکر میں لگ گئے ہو کیا؟‘‘ الزبتھ نے اسے چھیڑا۔

’’نہیں۔ اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ کوئی تمہیں اُڑا نہ لے جائے۔‘‘ مارک نے بات بنائی۔ پھر جلدی سے گفتگو کا رُخ بدلا ’’تم یہ بتاؤ کہ اپنا کام تمہیں اچھا لگتا ہے؟‘‘

’’تمہارا مطلب ہے کہ زندگی مجھے اچھی لگی ہے۔ کیونکہ میرا کام ہی میری زندگی ہے۔ کم از کم فی الوقت تو ایسا ہی ہے۔‘‘ مارک کے چہرے پر گھمبیرتا تھی۔

’’لیکن اسپتال سے مجھے نفرت ہے‘‘ وہ بولی ’’وہ بہت بڑی بیوروکریسی ہے۔ وہ پرانا بھی ہے اور گندا بھی اور اس کی انتظامیہ میں بہت لوگ ایسے ہیں جن کے نزدیک وہ بس ان کا روزگار ہے۔ انہیں بیماروں کی بہتری سے کوئی غرض نہیں۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ ایک بوڑھے مریض کو وہاں رو کے رکھنے کے لیے مجھے استعفٰی کی دھمکی دینی پڑی۔ وہ بے چارہ بے گھر بھی ہے۔‘‘

وہ چلتے رہے۔ الزبتھ اسے اسپتال کے بارے میں بتاتی رہی۔ اس کا جذبہ انسانیت مارک کے دل کو چھو رہا تھا۔ وہ بڑی توجہ سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اسے

حیرت بھی تھی اور خوشی بھی کہ وہ حسین ہونے کے ساتھ حساس اور دردمند بھی ہے۔

ریسٹورنٹ میں انہیں اُوپری منزل پر ہال کے وسط میں میز ملی۔ وہاں فلور شو بھی ہونا تھا لیکن مارک نے اس میز کے بدلے دور افتادہ گوشے میں اپنے لیے میز طلب کی۔ پھر وہاں بیٹھتے ہوئے بھی اس نے الزبتھ سے نہیں پوچھا کہ وہ کون سی کرسی پسند کرے گی۔ بلکہ اُس نے اپنے لیے دیوار کے ساتھ والی کرسی منتخب کرلی۔ عذر اس نے یہ پیش کیا کہ وہ شور سے دور، سکون کی جگہ چاہتا ہے اور دیوار کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر اس نے سکون کی سانس لی۔ کیونکہ وہاں سے وہ ہر طرف نظر رکھ سکتا تھا۔

لیکن اُسے احساس تھا کہ الزبتھ سے وہ اپنی اعصاب زدگی اور چوکنا پن چھپا نہیں سکا ہے۔ کھانے کے دوران وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ کیا پسند ہے، کیا ناپسند ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اور مارک کو احساس ہوا کہ وہ الزبتھ کی شخصیت سے مسحور ہوتا جا رہا ہے۔

پھر مارک نے الزبتھ سے پوچھا کہ اس کے والد نے سینیٹر کیوں بننا چاہا۔ اُس نے اس سے سینیٹر کے کیریر کے اور کنیکٹی کٹ میں الزبتھ کے بچپن کے بارے میں سوالات کیے۔ اس پر وہ کچھ جز بز ہوئی۔ مارک اپنے ذہن سے یہ نکال نہیں پا رہا تھا کہ سینیٹر ڈیکسٹر ابھی اس کی مشتبہ سینیٹرز کی فہرست میں شامل ہے۔

اس نے موضوع بدلا اور گفتگو کا رُخ الزبتھ کی ماں کی طرف کرنے کی کوشش کی۔ اس پر الزبتھ نہ جانے کیوں اس سے نظریں چرانے لگی۔ بلکہ مارک کو اس کا چہرہ پیلا پڑتا محسوس ہوا۔ پہلی بار مارک کے ذہن میں الزبتھ کے بارے میں شبہات سر اُٹھانے لگے۔ وہ کچھ فکرمند ہوگیا۔ پہلی بار کوئی لڑکی اسے اتنی اچھی لگی تھی کہ وہ اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔ اس لیے وہ اس کے بارے میں بے اعتباری کا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا۔ لیکن یہ اس کے اختیار میں نہیں تھا۔

کیا الزبتھ کسی طور اس معاملے میں ملوث ہوسکتی ہے؟ نہیں...... یہ ممکن نہیں۔ اس نے سوچا اور ان خیالات کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی۔

کھانے کے بعد انہوں نے کافی پی۔ وہ ریسٹورنٹ سے نکلے تو خنکی خاصی بڑھ چکی تھی۔ باہر نکلتے ہی وہ پھر اعصاب زدہ ہو گیا۔ اس نے کوشش کی تھی کہ الزبتھ کو اس کے چوکنے پن کا احساس نہ ہو۔ اس نے الزبتھ کا ہاتھ تھام لیا۔

وہ باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ دونوں ہی ایک دوسرے کے سحر میں گرفتار ہو چکے تھے، اور دونوں ہی کو اس بات کا احساس بھی تھا۔ عقب سے ایک کار کی آواز سنائی دی اور مارک کا جسم تن سا گیا۔ کار کی رفتار بہ تدریج کم ہونے لگی۔ پھر وہ ان سے بہ مشکل دو گز پیچھے رہ گئی۔ مارک کا ہاتھ اپنے ہولسٹر کی طرف رینگ گیا۔ اسے خود سے زیادہ الزبتھ کی فکر تھی۔

کار کے دروازے کھلے۔ اس میں سے دو کم عمر لڑکیاں اور دو لڑکے اُترے۔ کار کے دروازے بند ہوئے، اور وہ چاروں کلب کی طرف چلے گئے۔ اتنی دیر میں مارک کا جسم پسینے میں نہا گیا تھا۔ اس نے الزبتھ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

''کوئی بہت سنگین بات ہے؟'' الزبتھ سے رہا نہیں گیا۔

''ہاں! لیکن مجھ سے اس کے بارے میں پوچھنا مت'' اس نے جواب دیا۔

اس بار الزبتھ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چلتا رہا۔

گھر کے دروازے پر پہنچ کر وہ رُکے۔ ''کافی کا موڈ ہو تو اندر چلو'' الزبتھ نے کہا۔

''پیشکش کا شکریہ لیکن اس بار معذرت۔ دراصل میری ذہنی کیفیت ایسی ہے کہ میں اس وقت اچھا ساتھی ثابت نہیں ہو سکتا۔'' اس نے بے حد سچائی سے کہا۔ پھر مصروفیات بھی تھیں۔ ۳۶ گھنٹے سے تو وہ ڈھنگ کی نیند بھی نہیں لے سکا تھا اور صبح ۷ بجے ڈائریکٹر کے پاس پہنچنا تھا۔ ''میں کل تمہیں فون کروں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟''

''مجھے تو اچھا لگے گا۔ بلکہ میں چاہتی ہوں کہ صورتِ حال کیسی ہی ہو، تم مجھ سے رابطے میں رہو۔''

وہ الفاظ اور وہ لہجہ جیسے اسے تازہ دم کر گیا۔ اس نے الزبتھ کے رُخسار کو چوما اور واپسی کے لیے پلٹا۔

''مجھے امید ہے کہ تم میرے سیاہ فام اور اپنے یونانی کے قاتل کو ضرور پکڑ لو گے۔'' الزبتھ نے سرگوشی میں کہا۔

اپنی کار کی طرف جاتے ہوئے یہ دو لفظ اس کی سماعت میں بار بار گونجتے رہے۔ اپنے یونانی...... اپنے یونانی...... پھر اسے یونانی پادری کا خیال آیا۔ فادر گریگری۔ او گاڈ! یہ خیال اسے پہلے کیوں نہیں آیا۔

کار ڈرائیو کرتے ہوئے بھی وہ اسی بارے میں سوچتا رہا۔ گھر پہنچتے ہی اسے فادر گریگری کا فون نمبر معلوم کرنا ہے۔ پھر وہ اس یونانی پادری کے بارے میں سوچتا رہا، جسے اس نے وقوعے کی رات اسپتال میں، نیچے آنے والی لفٹ سے باہر آتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد ہی وہ اس لفٹ میں بیٹھ کر اُوپر گیا تھا اور چند منٹ بعد وہ دونوں لاشیں دریافت کی تھیں۔

وہ پادری کیسا تھا؟ کیا حلیہ تھا اُس کا؟

اسے یاد آنے لگا۔ اس پادری میں اسے کوئی غیر معمولی بات محسوس ہوئی تھی۔ وہ کیا بات تھی؟ اس کا لباس؟ نہیں...... نہیں...... ہرگز نہیں! ہاں، اس کے چہرے میں کوئی بات تھی۔ کوئی گڑبڑ؟ ہاں...... ہاں ارے ہاں اور وہ جھنجلا گیا۔ یہ بات پہلے اُس کی سمجھ میں کیوں نہیں آئی۔ گھر پہنچتے ہی اس نے ڈبلیو ایف او کا نمبر ملایا۔

''تم تو چھٹی پر ہو'' دوسری طرف سے جولی نے کہا ''یا میں نے غلط سنا ہے؟''

''ہاں...... ہوں تو۔ تمہارے پاس فادر گریگری کا نمبر ہے؟''

''یہ فادر گریگری کون ہے؟''

''یونانی پادری، مسٹر اسٹیمز اکثر ان سے رابطہ کرتے تھے۔''

''ہاں! ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یاد آ گیا۔''

رات کے بارہ بج رہے تھے۔ اچھا تو نہیں لگتا تھا لیکن فادر گریگری کو فون کرنا ضروری تھا۔ وہ اپنی حماقت پر خود کو کوسنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ سامنے کی بات تھی مگر اس وقت سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

اس نے نمبر ملایا۔ چھٹی یا ساتویں گھنٹی پر فون ریسیو ہوا ''فادر گریگری؟'' اس نے پوچھا۔

''بول رہا ہوں''

''ایک بات بتائیے؟ کیا یونانی پادریوں کے چہرے پر داڑھی ہونا لازمی ہے؟''

''بالکل۔ داڑھی کے بغیر کوئی یونانی پادری نہیں ہوتا'' دوسری طرف سے جواب ملا ''اور اب پوچھنے کی باری میری ہے۔ آدھی رات کو ایسے احمقانہ سوال پوچھنے والا کون ہے؟''

''سوری فادر'' مارک نے معذرت کی ''میں اسپیشل ایجنٹ مارک اینڈریوز ہوں۔ نک اسٹیمز کی ماتحتی میں کام کرتا تھا۔''

اس حوالے پر فادر کا لہجہ ایک دم بدل گیا ''کوئی بات نہیں نوجوان۔ کہو، میں تمہارے کسی کام آسکتا ہوں؟''

''فادر گریگری، گزشتہ رات مسٹر اسٹیمز کی سیکرٹری نے آپ کو فون کر کے آپ سے ولسن میڈیکل سینٹر جانے کی التجا کی تھی، ایک یونانی زخمی کے پاس، جس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی۔''

''ہاں مسٹر اینڈریوز، مجھے یاد ہے لیکن آدھے گھنٹے کے بعد جب میں نکلنے ہی والا تھا تو کسی نے مجھے فون کر کے کہا کہ اب مجھے زحمت کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ مسٹر کیس فکس کو اسپتال سے ڈس چارج کر دیا گیا ہے۔''

''کیا...... کیا کہہ رہے ہیں آپ؟'' وہ مارک کے لیے بہت بڑا شاک تھا۔ ''وہ کال کرنے والا کون تھا؟''

''یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ اس نے مزید کچھ بتایا ہی نہیں۔ میں سمجھا کہ وہ یقیناً تمہارے آفس کا ہی کوئی شخص ہوگا۔''

''فادر! میں کل صبح آٹھ بجے آپ سے ملنا چاہتا ہوں''

''ضرور میرے بیٹے''

''اور خیال رکھئے گا، اس کال کے بارے میں آپ کو کسی سے بھی بات نہیں کرنی، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔''

''ٹھیک ہے میرے بچے''

''شکریہ فادر''

مارک نے ریسیور رکھا اور اپنے ذہن کو مرکوز کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ اسپتال والا پادری...... وہ قد میں اس سے اُونچا تھا...... یعنی اس کا قد کم از کم سوا چھ فٹ ہوگا۔ اس کے بال سیاہ تھے، اور ناک بہت بڑی تھی...... ہاں، بہت بڑی ناک اور آنکھیں...... آنکھیں مجھے بالکل یاد نہیں۔ وہ ڈائری میں نوٹ کر رہا تھا۔ بہت بڑی ناک، بہت بھاری ٹھوڑی۔

پھر نجانے کب وہ بستر پر گرا، اور گرتے ہی سو گیا۔

......☆☆......

ہفتہ ۵ مارچ...... صبح ۶ بج کر ۳۲ منٹ

مارک جاگ گیا لیکن پوری طرح نہیں جاگا تھا۔ اس کے دماغ میں خیالات چکرا رہے تھے۔ پہلا خیال الزبتھ کا تھا۔ وہ مسکرایا۔ دوسرا خیال نک اسٹیمز کا تھا۔ وہ اُداس ہو گیا۔ تیسرا خیال ڈائریکٹر کا تھا اور اس کا خیال آتے ہی وہ جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔

وہ باتھ روم کی طرف لپکا۔ اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ شاور کے بعد اُس نے شیو کیا۔ جلدی میں تین خراشیں لگیں۔ آفٹر شیو لوشن نے آگ سی لگا دی۔ کپڑے بدل کر اس نے میز پر پڑے کاغذات اُٹھا کر بریف کیس میں ٹھونسے، جیب میں ڈائری رکھی، اور اپنے اپارٹمنٹ سے نکل کر لفٹ کی طرف لپکا۔ وہ نیچے پہنچا تو پونے سات بج رہے تھے۔

سائمن اپنی کرسی پر بیٹھا تقریباً سو رہا تھا۔ اس نے جھنجھوڑ کر اسے اُٹھایا ''کیا آٹھ بج گئے؟'' سائمن نے گھبرا کر پوچھا۔

''نہیں، پونے سات بجے ہیں۔ اب میں روز اسی وقت نکلا کروں گا۔''

سائمن نے گاڑی کی چابی اسے تھمادی اور دوبارہ سو گیا۔

یہ اس کا بہت بڑا کارنامہ تھا کہ ۶:۵۵ پر وہ ایف بی آئی کی عمارت میں داخل ہو چکا تھا۔ گارڈ کو بیج دکھا کر اُس نے لفٹ کی طرف دوڑ لگائی۔ بیرونی کمرے میں گھس کر اس نے حسب ہدایت مسز میک گریگر سے اجازت کے بغیر ہی ڈائریکٹر کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ ڈائریکٹر موجود نہیں تھا اور وقت تھا ۶:۵۹۔ یعنی ڈائریکٹر لیٹ......

گھنٹے کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈائریکٹر اندر آیا۔ ''گڈ مارننگ اینڈریوز''

وہ دونوں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ ''پہلی خبر میں سناؤں گا اینڈریوز۔ دریا میں ٹک اور بیری کی کار کے ساتھ گرنے والی لنکن کی شناخت ہوگئی ہے۔'' ڈائریکٹر نے کہا۔ پھر اس نے ایک لفافہ کھولا، جس پر......صرف ڈائریکٹر کے لیے......لکھا تھا۔ ''کوئی ٹھوس بات سامنے نہیں آئی۔ ڈرائیور کا نام ہینز ڈیئر گرباخ تھا۔ نسلاً جرمن، بون پولیس کے مطابق وہ چھوٹے موٹے جرائم کرتا تھا۔ مگر پچھلے پانچ سال سے غائب تھا۔ اس بات کا ثبوت ملا ہے کہ وہ کچھ عرصہ رہوڈیشیا میں رہا۔ کچھ عرصہ وہ سی آئی اے سے بھی منسلک رہا لیکن جمعرات سے پہلے اس سلسلے میں سی آئی اے سے مدد ملنے کی اُمید نہیں۔ بہرحال ۸۰ء میں گرباخ نیویارک آیا۔ مگر اس کے بارے میں افواہوں اور ادھر ادھر کی باتوں کے علاوہ کچھ پتا نہیں چل سکا ہے۔''

مارک کے تصور میں اینجلو اور بہرے سیاہ فام کے کٹے ہوئے گلے لہرا گئے۔

''کار کے حادثے کے بارے میں ایک دلچسپ بات سامنے آئی ہے۔'' ڈائریکٹر نے بات جاری رکھی۔ ایف بی آئی کی کار، جس میں ٹک اور بیری سفر کر رہے تھے، اس کے دونوں پچھلے ٹائروں میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں جو حادثے کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے لیبارٹری والوں کا کہنا ہے کہ وہ گولیوں کے سوراخ ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو یہ کارنامہ کسی عام آدمی کا نہیں ہوسکتا۔ وہ یقیناً کوئی بے مثل نشانچی رہا ہوگا۔'' ڈائریکٹر کہتے کہتے رُکا۔ پھر اس نے انٹرکام پر مسز میک گریگر سے کہا ''راجرز کو بلالو'' پھر وہ دوبارہ

مارک کی طرف متوجہ ہوا ''راجرز کے آدمیوں نے اس ریسٹورنٹ کا سراغ لگا لیا ہے، جہاں اینجلو کام کر رہا تھا۔''

اس لمحے میٹ راجرز کمرے میں آیا۔ ڈائریکٹر نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ''اب تم تفصیل سے بتاؤ''

''ابتدا میں تو گولڈن ڈک کا مالک تعاون نہیں کر رہا تھا۔ میری دھمکیوں کے نتیجے میں بالآخر اس نے اعتراف کر لیا کہ ۲۴ فروری کو اس نے اینجلو کے حلیے کے ایک آدمی کو وسکنسن ایونیو پر جارج ٹاؤن ان کے ایک کمرے میں ہونے والی پرائیویٹ لنچ پارٹی میں سرو کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ اس لنچ کا اہتمام لورینز وروسی نامی ایک شخص نے کیا تھا۔ اس نے ایک ایسے ویٹر کی فرمائش کی تھی جو انگلش بالکل نہ جانتا ہو۔ ادائیگی نقد کی گئی تھی۔ ہم نے اپنا کمپیوٹر کھنگال ڈالا لیکن روسی نام کے کسی آدمی کا پتہ نہیں چلا۔ یعنی نام فرضی تھا۔ جارج ٹاؤن اِن میں تفتیش پر بھی یہی کہانی سامنے آئی۔ وہاں بھی سب کچھ اُسی روسی نے کیا تھا۔ ادائیگی وہاں بھی نقد کی گئی تھی۔ روسی کا حلیہ بھی عام سا ہے قد ۵ فٹ ۸ انچ، سیاہ بال، جھلسی ہوئی رنگت، آنکھوں پر سیاہ چشمہ۔ ہوٹل کے مالک کا خیال ہے کہ وہ اطالوی تھا۔ اس تاثر کی وجہ شاید اس کا نام ہے، جو کہ فرضی ہے۔ یعنی وہ کوئی بھی ہوسکتا ہے۔ ہوٹل میں کسی کو یہ یاد نہیں کہ اس کمرے میں کتنے مہمان تھے۔ کسی نے ان میں سے کسی کو دیکھا بھی نہیں۔ دیکھا تو بے دھیانی میں دیکھا۔ کوئی ان کے بارے میں کچھ نہیں بتا پایا۔''

''یعنی نتیجہ صفر'' ڈائریکٹر ٹائی سن نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا ''اچھا میٹ، ہاسپٹل سے کچھ معلومات حاصل ہوئیں؟''

''بہت مشکل ہے سر! وہاں تو لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اسٹاف شفٹوں میں کام کرتا ہے۔ انہیں اپنے ساتھی اسٹاف کی بھی خبر نہیں۔ باہر کے کسی آدمی کے بارے میں وہ کیا بتائیں گے۔ وہاں کوئی دن بھر گھومتا پھرے تو کوئی پوچھنے والا بھی نہیں کہ بھئی تم کون ہو۔''

''چلو ٹھیک ہے'' ڈائریکٹر ٹائی سن نے کہا۔ پھر وہ مارک کی طرف مڑا ''اب تم اپنا احوال سناؤ''

''۴۲ فروری کو ۳۸ سینیٹرز ایسے تھے جو یقینی طور پر واشنگٹن سے باہر تھے۔'' مارک نے کہا اور ایک فہرست ڈائریکٹر کی طرف بڑھائی ''باقی ۶۲ سینیٹرز کے نام اس فہرست میں موجود ہیں۔''

''ٹھیک ہے اور کچھ؟''

مارک نے ڈرتے ڈرتے اسے یونانی پادری کے بارے میں بتایا۔ اسے خدشہ تھا کہ اس حماقت پر اسے خوب جھاڑا جائے گا۔ لیکن جو کچھ ہوا وہ اس کی توقع سے بہت کم تھا۔ ''اب صبح ۸ بجے میں فادر گریگری سے ملنے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد میں اینجلو کی بیوہ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔ ان دونوں سے مجھے زیادہ اُمید تو نہیں لیکن فی الوقت ہمارے سامنے یہی دو سراغ ہیں۔'' اس نے کہا ''اور اس کے بعد میں ۶۲ سینیٹرز کی فہرست کو کچھ سمیٹ کر کم کرنے کی کوشش کروں گا۔''

''ایک کام کرو۔ ان سینیٹرز کو مختلف درجہ بندی میں رکھنے پر کام کرو'' ڈائریکٹر نے کہا ''پہلے سیاسی پارٹی کی بنیاد پر، پھر کمیٹیوں کے لحاظ سے، پھر ان کے مفادات کے اعتبار سے اور صدر صاحبہ کے بارے میں ان کی معلومات کے اعتبار سے ان کی درجہ بندی کرو۔ یاد رکھو اینڈریوز! ہمیں ایک اہم بات معلوم ہے۔ وہ یہ کہ ہمارے مطلوبہ سینیٹر نے ۲۴ فروری کو جارج ٹاؤن ان میں لنچ کیا تھا۔ اس حوالے سے مشتبہ سینیٹرز کی فہرست تیزی سے سکڑ سکتی ہے۔''

''لیکن سر! لنچ تو اُس روز سبھی نے کیا ہوگا۔''

''بے شک لیکن خفیہ لنچ...... پرائیویٹ لنچ تو سب نے نہیں کیا ہوگا۔ کچھ کا لنچ سرکاری ہوگا۔ کچھ نے پبلک مقامات پر لنچ کیا ہوگا۔ یہ تمہیں چیک کرنا ہے، لیکن محتاط رہ کر۔ کسی سینیٹر کو اس کی بھنک بھی نہ پڑے کہ تم ایسا کچھ کر رہے ہو۔''

''تو سر! اس کے لیے کیا ترکیب کی جائے؟''

''ایسا کرو کہ ہر مشتبہ سینیٹر کی سیکرٹری کو فون کر کے کہو کہ......'' ڈائریکٹر رُکا، اس نے چند لمحے سوچا، پھر بولا ''کیا سینیٹر صاحب ۵ مئی کو ہمارے ادارے کے لنچ میں شریک ہو سکیں گے۔ کہنا کہ دعوت نامہ بعد میں بھیج دیا جائے گا۔ پھر ان سے پوچھنا کہ ۱۷ اور ۲۴ جنوری کو ہمارے لنچ میں کچھ سینیٹر مدعو ہونے کے باوجود شرکت نہیں کر سکتے تھے، جبکہ کچھ بغیر مدعو کیے بھی آ گئے تھے۔ ریکارڈ درست رکھنے کے لیے پوچھ رہے ہو کہ ان کے باس نے ان میں سے کسی لنچ میں شرکت کی تھی۔ امکان ہے کہ کچھ سیکریٹریز خود ہی بتا دیں گی کہ ۲۴ تاریخ کو ان کے سینیٹرز نے کہاں لنچ کیا تھا۔''

''ٹھیک ہے سر! لیکن ۵ مئی......''

''دعوت نامہ نہیں ملے گا تو کسی کو وہ تاریخ یاد بھی نہیں رہے گی۔'' ڈائریکٹر مسکرایا ''اور یاد رہی بھی تو ہمیں کیا فرق پڑے گا''

مارک نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

''خیال رہے کہ ہمارے پاس صرف ۵ دن ہیں۔'' ڈائریکٹر نے کہا ''اور ہاں! میں تمہیں یہ بتانا تو بھول ہی گیا کہ ہومی سائیڈ والے تمہارے سوچنے سے پہلے ہی مسز اینجلو کیس فکس سے مل چکے ہیں۔ بہرحال تم بھی کوشش کر لو۔ ممکن ہے، کوئی نئی بات سامنے آ جائے۔ اب تم جا سکتے ہو اینڈریوز''

مارک ڈائریکٹر کے کمرے سے نکلا اور بیورو کے کیفے ٹیریا کی طرف چل دیا۔ ناشتہ کرنا بہت ضروری تھا۔

............☆☆............

ڈائریکٹر ٹائی سن نے کافی کا مگ خالی کر کے رکھا اور مسز گریگر سے کہا کہ اس کے پرسنل اسسٹنٹ کو بھیج دے۔

گمنام آدمی کمرے میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں گرے کلر کا ایک فولڈر تھا۔ اس نے بغیر کچھ کہے وہ فولڈر ڈائریکٹر کے سامنے رکھ دیا۔ پھر وہ بغیر کچھ کہے ہی کمرے سے چلا گیا۔

ڈائریکٹر نے فولڈر کھولا اور بیس منٹ تک اس کا جائزہ لیتا رہا۔ کبھی کبھی وہ میٹ راجرز کو اس میں سے کچھ سناتا۔ اس فولڈر میں مارک اینڈریوز کے بارے میں اتنی معلومات تھیں کہ ان میں سے بعض سے خود مارک بھی بے خبر ہوگا۔

مطالعہ کرنے کے بعد ڈائریکٹر نے فولڈر کو اپنی دراز میں رکھ کر دراز کو لاک کر دیا۔ وہ دراز بڑے اہم رازوں کی امین تھی۔

☆☆

ناشتے کے بعد مارک اپنی کار میں نکلا۔ سڑک کے پار کھڑے شخص کو تو وہ نہیں دیکھ سکا، جو اس کی نگرانی پر مامور تھا لیکن اپنے عقب نما میں مستقل طور پر نظر آنے والی بلیو فورڈ کو وہ نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔ کیا وہ اس کا پیچھا کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر کون ان کا منظورِ نظر ہے، یا وہ کسی کو تحفظ فراہم کر رہے ہیں؟ لیکن کیسے؟

وہ ٹھیک آٹھ بجے فادر گریگری کے گھر پہنچ گیا۔ فادر متواضع ثابت ہوا۔ اس نے اسے کافی پیش کی لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکا۔ جو وہ رات کو فون پر اسے بتا چکا تھا۔

''یہ بتاؤ، اسپتال میں ہونے والی واردات اور نک کے حادثے کے درمیان کوئی تعلق ہے؟'' فادر گریگری نے اچانک پوچھا۔

مارک کو حیرت ہوئی۔ اس کی توقع کے برعکس پادری بہت ذہین تھا۔ اب وہ پادری سے سچ تو نہیں بول سکتا تھا ''نہیں فادر! ہرگز نہیں''

اُس نے کہا ''نک کی موت تو محض ایک المناک حادثے کا نتیجہ ہے۔''

''واقعی؟ اگر ایسا ہے تو یہ عجیب اتفاق ہے'' پادری کے لہجے میں گرانٹ کی سی بے یقینی تھی ''ایک بات میں تمہیں بتانا چاہوں گا۔ جس شخص نے مجھے فون کر کے اسپتال جانے سے روکا، وہ نہ صرف تعلیم یافتہ تھا، بلکہ پروفیشنل بھی تھا۔ اب میں اس کی وضاحت تو نہیں کر سکتا۔ بس مجھے یہ عجیب سا احساس ہوا تھا کہ وہ شخص ایسی کالز پہلے بھی کر چکا ہے۔ اس کا انداز اور لہجہ پروفیشنل لوگوں جیسا تھا۔''

مارک، اینجلو کی بیوہ کے گھر جاتے ہوئے فادر گریگری کی اس بات پر غور کرتا رہا۔

اینجلو کی بیوہ اینجلو کے اس دوست کے گھر میں مقیم تھی جس نے ان دونوں کو پناہ دی تھی۔

اینڈریانا کیس فکس مارک کا بیج دیکھتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ دبلی پتلی کمزور سی عورت تھی۔ لباس میلا، بال اُلجھے ہوئے اور آنکھیں سوجھی ہوئی۔ آنسوؤں کی لکیریں گواہی دے رہی تھیں کہ دو دن سے وہ بس روئے جا رہی ہے۔ ''میرا کوئی ملک نہیں؟ کوئی گھر نہیں۔ میں پہلے بے وطن اور بے گھر تھی۔ اب میں شوہر سے بھی محروم ہو گئی۔'' اس نے فریاد کناں انداز میں کہا۔

مارک کو اس پر ترس آنے لگا۔

''مجھے تو کچھ بھی نہیں معلوم'' اینڈریانا کہہ رہی تھی ''پہلے میٹرو پولیس کا ایک آدمی آیا۔ اُس نے مجھے اینجلو کے بارے میں بتایا۔ پھر ہومی سائیڈ کا ایک کیپٹن آیا۔ وہ بہت سخت تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے میں مجرم ہوں۔ وہ مجھ سے سوال پوچھتا رہا۔ مگر میرے پاس بتانے کو کچھ تھا ہی نہیں۔ اور اب ایف بی آئی! میرا شوہر بھی کوئی مجرم نہیں تھا۔ سیدھا سادا آدمی تھا وہ۔ نرم اور مہربان''

''میرا مقصد تمہیں ستانا نہیں ہے'' مارک نے اُسے تسلی دی ''بلکہ میں تمہارے بارے میں امیگریشن والوں سے بھی بات کروں گا اور ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے بھی۔ میں کوشش کروں گا کہ تمہارے لیے مستقل امداد جاری ہو جائے۔''

پہلی بار اینڈریانا کچھ پرسکون نظر آئی۔ ''میں تمہاری شکرگزار ہوں گی''

''اب مجھے بہت سوچ کر، یاد کر کے بتاؤ، تمہارا شوہر ۲۴ فروری کو کہاں کام کر رہا تھا؟''

''مجھے نہیں معلوم۔ اینجلو مجھے کبھی کچھ بتاتا ہی نہیں تھا'' اینڈریانا نے کہا ''اچھا، یہ بتاؤ، میں امریکہ میں رہ سکوں گی۔''

''میں تمہاری مدد کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا مسز کیس فکس۔ یہ میرا وعدہ ہے اور ویلفیئر والوں سے تمہارے لیے امداد کی بات ہونے تک میں ایک یونانی پادری سے

سفارش کروں گا کہ وہ اس وقت تک تمہیں گزارے کے لیے کچھ دیتا رہے۔''

مارک دونوں جگہوں سے ناکامی پر مایوس، اس گھر کے دروازے سے نکل رہا تھا کہ اس کے قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے۔ عقب سے ایڈریانا نے جو کچھ کہا، یہ اس کا ردعمل تھا۔ اس کے جسم میں سنسنی سی دوڑنے لگی۔

''یونانی پادری؟ وہ تو مجھے پہلے ہی کچھ رقم دے چکا ہے۔'' ایڈریانا نے کہا تھا۔

مارک آہستہ آہستہ پلٹا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ اُس کے انداز سے زیادہ دلچسپی ظاہر نہ ہو۔ ''تم کس پادری کی بات کر رہی ہو؟'' اُس نے پوچھا۔

''وہ بہت اچھا تھا، بڑا مہربان۔ میری مدد کے لیے آیا تھا وہ۔ اس نے مجھے ۵۰ ڈالر دیے۔''

مارک کا جسم سرد پڑنے لگا۔ جعلی پادری یہاں بھی اُس پر سبقت لے گیا تھا۔ فادر گریگری نے ٹھیک کہا تھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا، یقیناً پروفیشنل تھا۔ ''دیکھنے میں وہ کیسا تھا؟'' اس نے سرسری انداز میں پوچھا۔

''وہ لمبا تھا...... تم سے بھی لمبا۔ سیاہ بال تھے اُس کے رنگت جھلسی ہوئی......''

مارک سوچ رہا تھا، یہ تو وہی شخص ہے جسے اس نے اسپتال میں لفٹ سے نکلتے دیکھا تھا۔ وہی جس نے فادر گریگری کو فون کر کے اسپتال جانے سے منع کیا تھا۔ خوش قسمتی سے ایڈریانا کیس فکس کو کوئی خطرناک بات معلوم نہیں تھی۔ ورنہ وہ اسے بھی اس کے شوہر کے پاس بھیج چکا ہوتا۔

''مسز کیس فکس! اس کے داڑھی بھی تھی؟''

''ہاں، کیوں نہیں'' ایڈریانا نے کہا لیکن فوراً ہی ہچکچانے لگی ''ارے نہیں، داڑھی تو نہیں تھی اُس کی۔''

''اب میری بات غور سے سنو مسز کیس فکس'' مارک نے کہا ''کیسی ہی صورتِ حال ہو، تم اس گھر سے کہیں نہیں جانا، چاہے کوئی بھی کہے۔''

''کیوں؟ ایسی کیا بات ہے؟''

مارک نے اس کی گھبراہٹ اور خوف کو محسوس کر کے بات بنائی ''دراصل مجھے تمہارے سلسلے میں ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اور امیگریشن، دونوں سے رابطہ کرنا ہے۔''

اس نے کہا ''اس لیے تمہارا اس پتے پر موجود ہونا ضروری ہے۔'' اسے احساس ہوا کہ نقلی پادری اسے مہارت سے جھوٹ بولنا سکھا رہا ہے۔

وہ باہر نکلا، گاڑی میں بیٹھا۔ چند سو گز آگے ایک پبلک فون نظر آیا تو اس نے وہاں گاڑی روک دی۔ بوتھ میں جا کر اس نے ڈائریکٹر کا پرائیویٹ نمبر ملایا۔

ڈائریکٹر کے فون اُٹھانے پر اس نے کہا ''جولیس''

''اپنا نمبر لکھواؤ'' ڈائریکٹر نے کہا۔

مارک نے نمبر لکھوا دیا۔

تیس سیکنڈ بعد فون کی گھنٹی بجی۔ مارک نے ڈائریکٹر کو پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا۔

''میں ابھی تمہارے پاس ایک آئیڈنٹی کٹ مین کو بھیج رہا ہوں۔ تم جا کر اُس عورت کو سنبھالو اور خدا کے لیے اینڈریوز، ٹانگوں سے زیادہ دماغ استعمال کرنے کی کوشش کرو۔ وہ ۵۰ ڈالر اُس عورت سے لو، جو اسے نقلی پادری نے دیے۔ وہ ایک نوٹ تھا یا کئی تھے، یہ بھی معلوم کرو۔ ان پر فنگر پرنٹس ملنے کے امکان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔'' اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

مارک کا منہ بن گیا۔ اس کی ناتجربہ کاری قدم قدم پر اس کے لیے شرمندگی کا سبب بن رہی تھی۔ ادھر نقلی پادری ہر معاملے میں اُس سے دو قدم آگے نظر آتا تھا اور ادھر ڈائریکٹر۔ اور ڈائریکٹر یہ بھی نہیں سوچتا تھا کہ اس پر قسمت نے اس کی بساط سے زیادہ بوجھ ڈال دیا ہے۔ مگر اسے دل میں یہ اعتراف کرنا پڑا کہ نوٹ کے بارے میں اسے خود ہی سوچنا چاہیے تھا۔

وہ مسز کیس فکس کے پاس واپس گیا اور اسے خوشخبری سنائی کہ اس نے اس کا معاملہ بہت اُوپر کی سطح پر پہنچا دیا ہے۔ اس نے خود کو یاد دلایا کہ اگلی صبح وہ ڈائریکٹر سے اس سلسلے

میں واقعی بات کرے گا۔ بہر حال ایڈریانا کیس فکس یہ خبر سن کر خوش ہو گئی۔

''تمہیں یقین ہے مسز کیس فکس کہ پادری نے تمہیں پچاس ڈالر کا نوٹ دیا تھا؟'' اس نے بے حد سرسری انداز میں پوچھا۔

''یہ میں کیسے بھول سکتی ہوں۔ دیکھو نا، مجھے تو پچاس ڈالر کا نوٹ دیکھنا بھی کم ہی نصیب ہوتا ہے۔ یہ تو اُس کی بہت بڑی مہربانی تھی مجھ پر۔''

''پھر تم نے اس نوٹ کا کیا کیا؟''

''میں وہ نوٹ لے کر سپر مارکیٹ کی طرف دوڑی کہ کہیں وہ بند ہی نہ ہو جائے۔ مجھے کھانے کا بندوبست کرنا تھا۔''

''تم کون سی سپر مارکیٹ گئیں مسز کیس فکس؟''

''وہیٹن سپر مارکیٹ...... اسی سڑک پر کچھ آگے جا کر ہے۔''

''یہ کب کی بات ہے؟''

''کل شام کی۔ تقریباً چھ بجے ہوں گے اُس وقت''

مارک کو احساس ہوا کہ اب ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اب تک تو یوں بھی کافی وقت گزر چکا ہے اس بات کو۔ 'مسز کیس فکس' ابھی کچھ دیر میں میرا ایک ساتھی یہاں آئے گا۔ تمہیں اس کو اس مہربان پادری کا حلیہ یاد کر کے بتانا ہو گا، جس نے تمہیں پچاس ڈالر دیے تھے۔ تمہیں جو کچھ بھی اس کے بارے میں یاد ہو، ہمیں بتانا۔ اس سے ہمیں بہت مدد ملے گی۔ اور ہاں، اب پریشان نہ ہونا، کیونکہ ہم تمہاری ہر ممکن مدد کریں گے۔''

پھر مارک نے ہچکچاتے ہوئے اپنے بٹوے سے پچاس ڈالر کا ایک نوٹ نکالا اور اُس کی طرف بڑھا دیا۔

مسز کیس فکس پہلی بار مسکرائی۔

''اب ایک مہربانی اور کرو مسز کیس فکس۔ وہ پادری دوبارہ تمہارے پاس آئے تو اسے میری اس گفتگو کے بارے میں ہرگز نہ بتانا اور مجھے اس نمبر پر فون کر دینا۔'' اس نے اپنا کارڈ اس کی طرف بڑھایا۔

ایڈریانا کیس فکس نے کارڈ تو لے لیا مگر وہ اپنی کار کی طرف جاتے ہوئے مارک کو عجیب سی نظروں سے دیکھتی رہی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ پادری اور ایف بی آئی کے ایجنٹ میں سے کس پر بھروسہ کرے۔ دونوں ہی نے اسے پچاس پچاس ڈالر دیے تھے۔

چند منٹ بعد مارک نے اپنی گاڑی وہیٹن سپر مارکیٹ کے سامنے پارک کی۔ وہ اسٹور میں داخل ہوا۔ اسے بس تکلفاً ہی سپر مارکیٹ کہا جا سکتا تھا۔ گوشت کا کاؤنٹر دور تک پھیلا ہوا تھا اور وہاں قصاب کے سوا کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ مارک اس کی طرف بڑھا

''مجھے منیجر سے ملنا ہے۔'' اُس نے کہا۔

قصاب نے شک آمیز نظروں سے اُسے دیکھا ''کس سلسلے میں؟''

مارک نے اپنی شناخت کرائی۔

قصاب نے کندھے جھٹکے اور پلٹتے ہوئے آواز لگائی۔ ''ہے فلیویو، ایک ایف بی آئی والا تم سے ملنے آیا ہے۔''

چند ہی لمحوں میں ایک بھاری بھرکم اطالوی کاؤنٹر کے عقب میں نمودار ہوا ''کہو بھئی! میں کیا مدد کر سکتا ہوں تمہاری مسٹر......؟''

''اینڈریو فرام ایف بی آئی'' مارک نے پھر اپنا بیج دکھایا۔

''ٹھیک ہے مسٹر اینڈریو لیکن میں نے کبھی کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا......''

''ایسی کوئی بات نہیں مسٹر فلیویو'' مارک نے کہا ''مجھے تو تمہارا تعاون درکار ہے۔ دراصل میں چوری کے ایک کیس پر کام کر رہا ہوں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس رقم میں سے پچاس کا ایک نوٹ یہاں پہنچا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ نوٹ کسی طرح ہمیں مل سکتا ہے۔''

''ہم رات تک اپنی رقم یہاں سیف میں رکھتے ہیں اور صبح ہوتے ہی بینک میں جمع کرا دیتے ہیں۔'' فلیویو نے کہا ''میرا خیال ہے کہ ایک گھنٹا پہلے رقم بینک جا چکی ہو گی......''

"لیکن آج تو سنیچر ہے۔"

"میرا بینک ہفتے کے دن بھی دیر تک کھلا رہتا ہے۔ یہاں سے تھوڑی ہی دور ہے۔"

"آپ میرے ساتھ چلیں گے مسٹر فلیویو"

فلیویو نے پہلے گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر مارک کے چہرے کو "ٹھیک ہے۔ میں ایک منٹ میں آیا" یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ ایک منٹ بعد وہ آیا اور مارک کے ساتھ چل دیا۔ اس کا انداز ہیجانی تھا جیسے اسے کوئی بہت بڑا اعزاز ملنے والا ہو۔

بینک میں داخل ہوتے ہی مارک سیدھا چیف کیشیر کے پاس گیا۔ وہاں سے پتا چلا کہ رقم آدھا گھنٹہ پہلے مسز ٹاؤن سینڈ کو دی گئی ہے۔ مارک اس طرف لپکا۔ رقم الگ الگ نوٹوں کی شکل میں مسز ٹاؤن سینڈ کے سامنے رکھی تھی۔

"میں ابھی رقم گن نہیں پائی ہوں" مسز ٹاؤن سینڈ نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

مارک نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا اور بولا "کوئی بات نہیں مسز ٹاؤن سینڈ! یہ تو اور اچھا ہے۔ ذرا پچاس ڈالر کے نوٹ میری طرف بڑھائیے۔" اس نے کوٹ کی جیب سے دستانے نکال کر پہنتے ہوئے کہا۔

مسز ٹاؤن سینڈ بھی دستانے پہنے ہوئے تھی۔ اس نے نوٹ گن کر مارک کی طرف بڑھائے "یہ ۲۸ نوٹ ہیں۔"

او مائی گاڈ! ۲۸ میں سے ایک نوٹ تلاش کرنا اور پھر اس پر فنگر پرنٹس کی تلاش۔ بہر حال اس نے نوٹ گنے۔ وہ ۲۸ ہی تھے۔ چیف کیشیر کو اس نے رسید دی۔ "تفتیش مکمل ہوتے ہی یہ نوٹ آپ کو واپس مل جائیں گے۔" اس نے کہا۔

اس وقت منیجر وہاں آ گیا۔ اسے صورتِ حال بتائی گئی تو اس نے اعتراض کیا "ایف بی آئی کے ایجنٹ تو جوڑی میں آتے ہیں"

مارک کا چہرہ تمتما گیا "آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جناب! لیکن یہ بہت خاص اسائن منٹ ہے۔"

"لیکن میں چیک کرنا چاہوں گا۔ یہ ۱۴۰۰ ڈالر کا معاملہ ہے۔" منیجر نے کہا۔

"بے شک آپ چیک کر لیں۔" مارک نے کہا۔ وہ تیزی سے سوچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اب وہ منیجر کی ایف بی آئی کے ڈائریکٹر سے تو بات کرا نہیں سکتا تھا اور فیلڈ آفس سے وہ چھٹی پر تھا۔ مگر اس کے سوا کوئی چارہ تھا ہی نہیں۔ اُس نے منیجر کو فیلڈ آفس کا نمبر دیا اور وہاں کے انچارج گرانٹ سے بات کرنے کو کہا۔

لیکن منیجر نے اس کے دیے ہوئے نمبر کو پہلے چیک کیا۔ پھر اس نے گرانٹ سے بات کی جو خوش قسمتی سے وہاں موجود تھا۔ وہ گرانٹ کے لیے بھی آزمائش تھی۔ مارک اینڈ ریوز، چوری کا کیس، ۱۴۰۰ ڈالر۔ وہ بھی تیزی سے سوچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بالآخر اس نے تصدیق کر دی کہ مارک اسی کے حکم پر بینک پہنچا ہے۔

منیجر نے ریسیور رکھا۔ پھر ۲۸ نوٹوں کو ایک براؤن لفافے میں رکھ کر مارک کے حوالے کر دیا "سوری سر" اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا "یہ چیک کرنا میرے لیے ضروری تھا"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مجھے آپ کی فرض شناسی نے بہت متاثر کیا ہے۔" مارک نے کہا اور لفافہ لے کر باہر نکل آیا۔

☆☆

مارک ایف بی آئی کوارٹرز میں داخل ہوا اور سیدھا ڈائریکٹر کے دفتر میں گیا۔ اسے دیکھ کر مسز میک گریگر نے سر کو خیر مقدمی جنبش دی۔ اُس نے آگے بڑھ کر دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ اندر میٹ راجرز بھی موجود تھا۔

"اس مداخلت پر معذرت خواہ ہوں جناب!" اس نے کہا۔

"ارے نہیں! ایسی کوئی بات نہیں۔ تم بیٹھو۔ ہمارا کام نمٹ چکا ہے۔" ڈائریکٹر نے کہا۔

میٹ راجرز اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مارک کو مسکرا کر دیکھا، پھر وہ ڈائریکٹر کی طرف مڑا "میں کوشش کروں گا کہ مطلوبہ معلومات لنچ تک حاصل کر لوں۔" اُس نے کہا اور

کمرے سے رُخصت ہو گیا۔

''ہاں نوجوان! تم بتاؤ۔ مطلوبہ سینیٹر کو پکڑ لائے؟''

''نہیں سر! البتہ یہ نوٹ حاضر ہیں'' مارک نے براؤن لفافہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ ''ان میں سے کسی ایک نوٹ پر قاتل کی اُنگلیوں کے نشانات ہو سکتے ہیں۔''

''فنگر پرنٹس والوں کے لیے تو یہ بہت بڑا دردِ سر ہوگا۔'' ڈائریکٹر نے کہا ''۲۸ نوٹ، ۵۶ سائیڈیں اور ان پر اُنگلیوں کے سینکڑوں، بلکہ ہزاروں نشانات۔ بہت وقت لگے گا اس میں۔ بہر حال یہاں کوئی بڑی پیش رفت بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو میں ابھی سمرٹن کے سپرد کر دوں گا۔ ادھر ایک آدمی مسز کیس فکس کے گھر کی نگرانی کرتا رہے گا کہ ممکن ہے، نقلی پادری دوبارہ وہاں جائے۔''

''سر! اجازت ہو تو میں کچھ کہوں؟''

''تم جو چاہو کہہ سکتے ہو اینڈریوز''

''یہ مسز کیس فکس بہت مظلوم عورت ہے سر۔ مفلس اور بے گھر ہے اور بیوہ بھی ہو گئی۔ اس نے ہم سے تعاون بھی کیا ہے۔ بلکہ اس کے ذریعے شاید ہمیں اب تک اس کیس کا سب سے اہم سراغ ملا ہے۔ ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے۔''

ڈائریکٹر نے ایک بٹن دبایا ''فنگر پرنٹس سے سمرٹن کو فوراً بلاؤ اور ہاں، ایلیٹ کو اندر بھیج دو۔''

اوہو...... تو گمنام آدمی کا کوئی نام بھی ہے۔ مارک نے سوچا۔

''میں جو کچھ کر سکتا ہوں مسز کیس فکس کے لیے، وہ ضرور کروں گا۔ اب اینڈریوز! تم سے پیر کی صبح سات بجے ملاقات ہوگی۔ میری ضرورت پڑے تو میں تمام وقت گھر پر موجود رہوں گا۔ تم اپنا کام کرتے رہنا۔''

''اوکے سر'' مارک نے کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

۶۲ سینیٹرز کی سیکریٹریز کو فون کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اس میں وقت تو بہت لگا لیکن آخر میں اسے ڈائریکٹر کی ذہانت کا قائل ہونا پڑا۔ ریسیور کے مستقل لمس سے اس

کے کان گرم ہو گئے۔ مگر نتیجہ بہت حوصلہ افزا تھا۔ کاغذ پر موجود اعداد و شمار منہ سے بول رہے تھے۔ ۳۰ سینیٹرز ایسے تھے جنہوں نے ۲۴ فروری کو لنچ یا تو اپنے آفس میں کیا تھا یا اپنے حلقہ انتخاب میں اپنے ووٹرز کے ساتھ، ۱۷ سینیٹرز نے ایک فلاحی ادارے کی طرف سے دیے جانے والے لنچ میں شرکت کی تھی۔ یعنی ڈائریکٹر کی مہربانی سے مشتبہ سینیٹرز کی فہرست سمٹ کر پندرہ کی تعداد تک محدود ہو گئی تھی۔

مارک پھر لائبریری میں چلا گیا۔ ایک بار پھر کانگریشنل ریکارڈ اس کا ہدف تھا۔ ۲۴ فروری کو سینیٹ کی ایک ہی کمیٹی کا اجلاس ہوا تھا۔ اس کمیٹی کے تینوں اراکین اس کی بنی ہوئی فہرست کے پندرہ اراکین میں سے تھے اور ریکارڈ کے مطابق تینوں نے ہی بین الاقوامی تعلقات کی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی تھی۔ پھر اُس روز سینیٹ میں دو بلوں پر بحث کی گئی تھی۔ ایک تو گن کنٹرول بل تھا اور دوسرا شمسی توانائی پر ریسرچ کا بل۔ باقی بارہ سینیٹرز میں سے کئی ایک نے اس بحث میں حصہ لیا تھا۔

شام تک وہ ان پندرہ سینیٹرز میں سے کسی کو بھی اس فہرست سے باہر نہیں لا سکا۔ بہر حال اس نے پندرہ سینیٹرز کے نام الگ الگ پندرہ اوراق پر لکھ کر ان کی مصروفیات، سینیٹ میں ان کی حاضری اور غیر حاضری کی تفصیل ۲۴ فروری سے ۳ مارچ تک کے عرصے میں نوٹ کر لی لیکن اس کی تفصیل میں ابھی بہت بڑے بڑے خلا تھے۔ ایک بات البتہ ثابت ہو گئی تھی۔ سینیٹرز اپنا تمام وقت سینیٹ میں ہر گز نہیں گزارتے تھے۔

لائبریرین پھر سر پر آ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ لائبریری سے نکلا اور الزبتھ کو فون کیا ''میں نے ناشتے کے بعد سے اب تک کچھ نہیں کھایا ہے۔'' اس نے کہا ''میں بہت بھوکا ہوں''

''تو کھانا کھاؤ''

''اکیلے نہیں کھا سکتا۔ میں آدھے گھنٹے میں تمہیں لینے آ رہا ہوں''

وہ ڈنر کے لیے جارج ٹاؤن کے ایک چھوٹے ریسٹورنٹ میں گئے۔ ''واہ کالج کے زمانے کی یاد آ گئی۔ وہی ماحول ہے اس ریسٹورنٹ کا۔''

''شکر ہے، تمہیں برا نہیں لگا'' مارک نے کہا۔

''ارے! ذرا ادھر تو دیکھو۔ وہ سینیٹر تھورن ٹن اور دیکھو تو وہ کس کے ساتھ ہے۔ اپنی بیٹی کی عمر کی ایک لڑکی کے ساتھ۔''

''کیا پتا وہ اس کی بیٹی ہی ہو۔''

''کوئی مہذب آدمی اپنی بیٹی کو یہاں نہیں لا سکتا۔''

''یہ تو تمہارے والد کا دوست ہے'' مارک نے کہا۔

''ہاں! لیکن تمہیں کیسے معلوم؟''

مارک اب پچھتا رہا تھا ''سبھی جانتے ہیں'' اس نے مدافعانہ لہجے میں کہا۔

''ویسے دوست سے زیادہ کاروباری رفیق کہا جا سکتا ہے انہیں'' الزبتھ نے پرخیال لہجے میں کہا ''اس کا اسلحہ سازی کا کاروبار ہے۔ کچھ اچھا تو نہیں کہا جا سکتا اسے۔''

''لیکن ایک گن کمپنی میں تو تمہارے والد بھی حصہ دار ہیں''

''ہاں! اور میں اسے بھی اچھا نہیں سمجھتی۔ لیکن ڈیڈی الزام دادا پر رکھ دیتے ہیں، جنہوں نے وہ کمپنی قائم کی تھی۔ میں جب اسکول میں تھی تو اس سلسلے میں ڈیڈی سے بہت بحث کرتی تھی۔ میں ان سے کہتی تھی کہ اس کمپنی کے شیئر بیچ کر انہیں وہ رقم کسی اچھے کاروبار میں لگانی چاہیے، جو معاشرے کے لیے کارآمد ہو۔''

ایک ویٹر ان کی طرف چلا آیا ''کچھ چاہیے تو نہیں؟''

''شکریہ'' الزبتھ نے کہا۔ پھر وہ دوبارہ مارک کی طرف متوجہ ہوئی ''ایک بار تو میں نے اپنے ڈیڈی کو جنگ کا شوقین قرار دے دیا تھا۔''

''حالانکہ وہ تو جنگ کے خلاف ہیں''

اس بار الزبتھ نے اسے شک آمیز نظروں سے دیکھا ''لگتا ہے تم میرے ڈیڈی کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو۔''

مارک نے دل میں کہا، جانتا تو ہوں۔ مگر ضرورت اس سے زیادہ جاننے کی ہے۔ تم ہی کوئی کام کی بات بتا دو۔

الزبتھ اپنی کہتی رہی ''ڈیڈی نے ایم ایکس میزائل کی منظوری کے حق میں ووٹ دیا تو میں نے ایک مہینے تک ان کے ساتھ کھانا نہیں کھایا۔ لیکن لگتا تھا کہ انہیں اس کی پروا بھی نہیں۔''

''اور تمہاری والدہ؟''

''ان کا انتقال ہوا تو میں ۱۴ سال کی تھی۔ اسی لیے تو میں ڈیڈی سے اتنی قریب ہوں۔'' الزبتھ نے کہا۔ پھر اپنی گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو گھورتی رہی۔ انداز سے لگتا تھا کہ وہ اس موضوع پر بات کرنا نہیں چاہتی۔

کھانے کے بعد مارک اسے گھر چھوڑنے گیا۔ وہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چہل قدمی کے انداز میں چل رہے تھے۔ وہ دونوں ہی بہت خوش تھے اور اس سے بے خبر کہ تین بے حد غیر رومانوی افراد ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اس بار مارک الزبتھ کے گھر میں چلا گیا۔ تعاقب کرنے والے تینوں افراد باہر اس کے منتظر تھے۔

............☆☆............

صدر صاحبہ وائٹ ہاؤس کے اوول آفس میں گن کنٹرول بل کی مختلف شقوں پر غور کر رہی تھیں۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ کہیں کوئی کمزوری رہ جائے، جس کو بل کے مخالفین نشانہ بنا سکیں۔ کل ہی تو اس بل پر ووٹنگ ہونا تھی۔

آہٹ سن کر وہ چونکیں، انہوں نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ ہاتھ میں بھاپ اُڑاتی چاکلیٹ کا مگ لیے ان کے شوہر کھڑے تھے۔

''جلدی سو جانے سے تمہارے اس بل کی منظوری میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔'' انہوں نے کہا۔

صدر صاحبہ مسکرائیں ''تمہارا ساتھ نہ ہوتا ایڈورڈ تو شاید میں کچھ بھی نہ کر پاتی۔''

............☆☆............

اتوار، ۶ مارچ......نو بجے صبح

مارک ڈائریکٹر کو پیش کی جانے والی رپورٹ پر کام کر رہا تھا۔ اس سے پہلے اسے

میز کی صفائی کرنی پڑی تھی۔ ذرا بھی بے ترتیبی ہوتی تو وہ کام نہیں کر پاتا تھا۔

اس نے اپنے تمام نوٹس جمع کیے، پھر انہیں ترتیب سے رکھا۔ دو بجے تک وہ کام مکمل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس دوران اسے بھوک کا بھی احساس نہیں ہوا تھا۔

اس نے پندرہ مشتبہ سینیٹرز کے نام لکھے۔ ان میں چھ کا نام بین الاقوامی تعلقات کمیٹی کے اور نو کا نام گن کنٹرول بل کے نیچے لکھا تھا۔ چند لمحے وہ اس فہرست کو گھورتا رہا۔ ان میں سے ایک قاتل تھا اور اب اس کے پاس اسے تلاش کرنے کے لیے صرف چار دن کی مہلت تھی۔ اُس نے تمام کاغذات جمع کر کے بریف کیس میں رکھ دیے۔

کچن میں جا کر اس نے اپنے لیے ایک سینڈوچ بنایا۔ گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے وہ سوچنے لگا کہ اب کیا کیا جائے۔ الزبتھ اس وقت ہسپتال میں ڈیوٹی دے رہی تھی۔ اس نے فون پر الزبتھ سے مختصر سی بات کی۔ الزبتھ کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ تین بجے اسے ایک آپریشن کرنا تھا۔

وہ کمرے میں ٹہلتا اور پندرہ سینیٹرز کے بارے میں سوچتا رہا لیکن درمیان میں الزبتھ کا تصور بار بار دخل اندازی کرتا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جیسے وہ اس ایک سینیٹر کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہے، وہ سینیٹر بھی اس کی کھوج میں ہو۔

اچانک اسے بیری کیلورٹ کا خیال آ گیا۔ اتوار کے دن وہ اور بیری عام طور پر اسکواش کھیلتے تھے۔ پھر اسے نک اسٹیمز کی یاد آئی۔ نک اسٹیمز جو اس کے دھوکے میں مارا گیا تھا۔

اس نے سوچا، اگر نک اسٹیمز میری جگہ ہوتا تو کیا کرتا۔ اس پر اسے گزشتہ کرسمس کی آفس پارٹی میں کہی گئی نک کی ایک بات یاد آ گئی۔ نک نے کہا تھا اگر کبھی میں دستیاب نہ ہوں تو یاد رکھنا، اس ملک میں جرائم کے معاملے میں دوسرا اہل ترین شخص جارج اسٹامپوز ہے۔

جارج اسٹامپوز نیویارک ٹائمز کا کرائم رپورٹر تھا۔ وہ بھی یونانی نژاد تھا۔ کہا جاتا تھا کہ مافیا اور سی آئی اے کے بارے میں جتنا کچھ وہ جانتا ہے، شاید ہی کوئی اور جانتا ہو۔

مارک نے انفارمیشن سے جارج کا نمبر لیا اور نیویارک فون کیا۔ ''مجھے جارج اسٹامپوز سے بات کرنی ہے۔'' اُس نے کہا۔

چند لمحے بعد دوسری طرف سے آواز اُبھری ''اسٹامپوز ہیئر''

''شام بخیر! میرا نام مارک اینڈریوز ہے۔ میں واشنگٹن سے بات کر رہا ہوں۔ میں نک اسٹیمز کا دوست ہوں۔ درحقیقت وہ میرے افسر تھے۔''

''ہاں، مجھے اس حادثے کا سن کر بہت رنج ہوا۔'' دوسری طرف سے جارج نے کہا اب اس کے لہجے میں گرم جوشی تھی۔ ''خیر، یہ بتاؤ میں تمہارے کسی کام آ سکتا ہوں؟''

''مجھے کچھ اندر کی معلومات درکار ہیں۔ میں فوری طور پر تم سے ملنا چاہتا ہوں۔'' مارک نے کہا۔

''اس کا تعلق نک سے ہے؟''

''جی ہاں''

''تو آ جاؤ۔ میں تمہیں ۲۱ ویں اسٹریٹ اور پارک وے کے شمال مشرقی کارنر پر ملوں گا آٹھ بجے۔''

''ٹھیک ہے۔ میں پہنچ جاؤں گا۔''

''میں تمہارا منتظر ہوں''

............☆☆............

جہاز نے سات بج کر کچھ منٹ پر لینڈ کیا۔ مارک ہجوم میں راستہ بناتا ہوا باہر نکلا اور ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھا۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے لین ہٹن چلنے کو کہا۔

ادھیڑ عمر اور توندیل ٹیکسی ڈرائیور بلا کا باتونی تھا۔ اسے چپ کرانا ناممکن تھا اور وہ اکیلا ہی بولنے کا قائل تھا۔ دوسری طرف سے صرف ہوں ہاں بھی اس کے لیے بہت کافی تھی۔ باتوں کے دوران اس کے ہونٹوں میں دبا ہوا سگار تیزی سے اِدھر اُدھر حرکت کرتا تھا۔

''یہ ملک پتا نہیں کہاں جا رہا ہے۔'' ڈرائیور نے کہا۔

''واقعی......؟''

''اور یہ شہر تو ایسے ہے، جیسے بغیر ڈھکن کا کوڑے دان''

''اوہ......''

''اور اس کی ذمہ دار ہماری منحوس صدر ہے۔ کس نے کہا تھا کہ کسی عورت کو صدر بنا دو۔''

مارک کا جسم ٹھٹھر سا گیا۔ ہر بڑے شہر میں ہر روز ہزاروں بار یہ بات کہی جاتی ہوگی۔ کچھ لوگ دل کی بھڑاس نکالنے کو کہتے ہوں گے۔ مگر کوئی کوئی ایسا بھی ہوتا ہوگا کہ اس کا بس چلے تو صدر کو اُڑا ہی دے۔

ٹیکسی رُک گئی ''۱۸ ڈالر جناب'' ڈرائیور نے کہا۔

مارک نے اسے بیس ڈالر دیے اور ٹیکسی سے اُتر گیا۔ بھاری جسم کا، پچاس پچپن کی عمر کا ایک شخص اس کی طرف بڑھا ''اینڈریوز؟'' اس نے پوچھا۔

مارک نے سر کو اعترافی جنبش دی۔

''اطالوی کھانے اچھے لگتے ہیں تمہیں؟'' جارج نے پوچھا۔ پھر اسے جواب دینے کا موقع دیے بغیر کہا۔ ''میں تمہیں نک کے ایک پسندیدہ ریسٹورنٹ میں لے جاؤں گا۔ آؤ میرے ساتھ۔'' یہ کہہ کر وہ چل بھی دیا۔

مارک نے قدم تیز کیے اور اس کے ساتھ چلنے لگا ریسٹورنٹ خاصا دور تھا۔ راستے میں کئی ریسورنٹ نظر آئے لیکن جارج نے انھیں نظر انداز کر دیا۔ دونوں خامشی سے چل رہے تھے۔

ریسٹورنٹ کافی اچھا تھا۔ اطالوی ویٹر نے کارنر کی ایک میز تک ان کی رہنمائی کی۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ جارج اس ریسٹورنٹ کا مستقل اور معزز کسٹمر ہے۔

جارج نے مینو کی طرف دیکھا بھی نہیں اور آرڈر نوٹ کرا دیا۔

کھانے کے دوران اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ نک کی طرح جارج بھی کھانے کے دوران کام کی بات کرنے کا قایل نہیں تھا۔ پھر مارک کو یہ احساس بھی تھا کہ

جارج نظروں ہی نظروں میں اسے تول رہا ہے۔

کافی آئی تو جارج نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا اور بدلے ہوئے لہجے میں بولا ''تم ایک عظیم شخص کے ساتھ کام کرتے رہے ہو۔ وہ قانون کا بہت اچھا محافظ تھا۔ اگر ایف بی آئی میں دس فیصد لوگ بھی اُس جیسے ہوتے تو یہ بہت نیک نام ادارہ ہوتا۔''

مارک نے اسے دیکھا اور کچھ کہنے کی کوشش کی۔

لیکن جارج نے اسے روک دیا ''نک کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی وجہ سے ہی تم یہاں بیٹھے ہو اور بیورو کی صفائی میں کچھ کہنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ تم میری رائے تبدیل نہیں کر سکو گے۔ مجھے کرائم رپورٹر کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے تیس سال ہو گئے۔ اس عرصے میں ایف بی آئی اور مافیا میں میں نے ایک ہی تبدیلی دیکھی۔ دونوں وقت کے ساتھ ساتھ پھیلتے گئے اور زیادہ طاقت ور ہوتے گئے۔''

اس نے کافی کا گھونٹ لیا، پھر بولا ''تم بس یہ بتاؤ کہ تمہیں کس طرح کی مدد درکار ہے؟''

''پہلی بات تو یہ کہ ہر بات آف دی ریکارڈ ہوگی۔'' مارک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس میں دونوں ہی کی بہتری ہے۔''

''مجھے دو طرح کی معلومات درکار ہیں۔ ایک تو ان سینیٹرز کے بارے میں، جو کسی بھی طور منظم جرائم میں ملوث ہیں...... اسے مافیا کہہ لو۔ دوسرے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ گن کنٹرول بل کے بارے میں مافیا کا کیا طرزِ عمل ہے؟''

''بس، اتنی سی بات'' جارج کے لہجے میں طنز تھا ''اب میں پریشان ہوں کہ بات کہاں سے شروع کروں۔ خیر، تمہارے پہلے سوال کا براہ راست جواب دینا آسان ہے۔ کیونکہ کم از کم ۵۰ فیصد سینیٹرز کے مافیا والوں کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ ڈھیلے ڈھالے تعلقات ہیں۔ ان میں کچھ تو ایسے ہیں جنہیں شعوری طور پر اس کا احساس بھی نہیں ہے۔ ویسے اگر انتخابی مہم کے عطیات کے حوالے سے دیکھا جائے تو اس ملک کے ہر صدر کا شمار مجرموں میں کیا جا سکتا ہے لیکن بہر حال مافیا کو اگر کسی معاملے میں کسی سینیٹر کی خدمات درکار ہوں تو وہ اس سے تھرڈ پارٹی کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں اور ایسا بھی کم ہی

ہوتا ہے۔"

"کیوں؟"

"مافیا کو اسٹیٹ کی سطح پر مدد درکار ہوتی ہے۔ عدالتوں میں، مقامی قوانین کے معاملے میں۔ سمجھ رہے ہو نا، انہیں بین الاقوامی معاہدوں سے غرض ہے نہ سپریم کورٹ ان کا مسئلہ ہے۔ ہاں کچھ سینیٹرز ایسے ہیں جن کی کامیابی ہی مافیا کی رہین منت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جنھوں نے سول کورٹ کے جج یا اسٹیٹ اسمبلی سے کیریر کا آغاز کیا تھا اور ان کی مالی پشت پناہی براہ راست مافیا نے کی تھی۔ اس بات کا امکان بھی ہے کہ ان میں سے کچھ کو اس کا احساس بھی نہ ہو۔ کچھ لوگ منتخب ہونے کی خواہش میں اندھے ہو کر چیک کیے بغیر ہر مدد قبول کر لیتے ہیں۔ اب ایری زونا اور نیواڈا میں تو مافیا کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔"

"زبردست تفصیل اور کم سے کم لفظوں میں" مارک نے اسے داد دی۔

"اتنا ہی سا تو حاصل ہے تیس برسوں کا"

"اچھا، اگر میں تمہارے سامنے پندرہ سینیٹرز کا ایک ایک کر کے نام لوں، تو تم بتا سکو گے کہ کون کس کیٹگری سے تعلق رکھتا ہے؟"

"ممکن ہے۔ میں کوشش کروں گا۔ جہاں تک ممکن ہوا، بتا دوں گا۔ بس مجھ پر دباؤ نہ ڈالنا۔"

"بریڈلے؟" مارک نے پہلا نام لیا۔

"بالکل صاف" جارج نے جواب دیا۔

"تھورن ٹن؟"

جارج نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس کا چہرہ بھی بے تاثر تھا۔

"بے ہن؟"

"اس کے بارے میں آج تک میں نے کچھ ایسا سنا نہیں"

"ہیری سن؟"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا" جارج نے کہا "اس کے علاقے کی سیاست کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔"

"سام نن؟"

"مذاق کر رہے ہو۔ وہ تو بہت عزت دار آدمی ہے۔"

"بروکس؟"

"وہ صدر سے نفرت کرتا ہے۔ مگر اتنی دور جانے والا نہیں۔"

مارک نام گنا تا رہا، اسٹیونسن، بیڈن، مونی ہن، وڈسن، کلارک، میتھیاز...... اور جارج نفی میں سر ہلاتا رہا۔

"ڈیکسٹر؟"

جارج ہچکچایا۔ مارک کا جسم تن سا گیا۔ الزبتھ کا باپ!

"کچھ گڑ بڑ ضرور ہے" بالآخر جارج نے کہا "لیکن مافیا نہیں"

مارک گڑ بڑ کی نوعیت جاننا چاہتا تھا۔ لیکن جارج وضاحت کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"بائرڈ؟"

"اکثریتی لیڈر۔ نہیں، یہ اس کا اسٹائل نہیں"

"پیٹرسن"

"تم یقیناً مذاق کر رہے ہو۔"

"تعاون کا شکریہ۔ اب میرا دوسرا سوال...... گن کنٹرول بل کے سلسلے میں مافیا کا رویہ؟"

"فی الوقت یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" جارج نے پرخیال انداز میں کہا "ایک تو یہ کہ یہ معاملہ ان کے قد سے بڑا ہے۔ اس سلسلے میں مافیا کے اندر بھی اختلافات ہیں۔ پرانے لوگ تو اس بل کے سخت دشمن ہیں کہ اس کی وجہ سے ان کے لیے ناجائز اسلحے کا حصول دشوار ہو جائے گا۔ وہ خوف زدہ بھی ہیں کہ ان کا کوئی بھی آدمی بغیر لائسنس

کی گن کے ساتھ پکڑا گیا تو معاملہ عدالت میں جائے گا اور ایسے معاملات ہوتے ہی رہیں گے لیکن ان کے جوان لوگوں کے نزدیک یہ ایڈونچر ہے۔ اس کے علاوہ وہ سمجھتے ہیں کہ ناجائز اسلحہ زیادہ مہنگے داموں فروخت کیا جا سکے گا اور وہ نہیں سمجھتے کہ پولیس آسانی کے ساتھ اس قانون پر عمل درآمد کرا سکے گی اور اپنے اپنے علاقے کو غیر قانونی اسلحے سے پاک کرا سکے گی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کام میں انہیں کم از کم دس برس ضرور لگیں گے۔'' وہ کہتے کہتے رُکا ''کیا تم اس جواب سے مطمئن ہو؟''

''ہاں'' مارک نے کہا۔

''اب میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں؟''

''آف دی ریکارڈ؟''

''بالکل۔ یہ بتاؤ کہ ان سوالات کا تعلق کیا براہِ راست نک کی موت سے ہے؟''

''جی ہاں''

''اب میں کچھ نہیں پوچھوں گا۔ کیونکہ تم جواب میں جھوٹ بولنے پر مجبور ہو گے لیکن میں تم سے ایک ڈیل کرنا چاہوں گا۔ اگر کوئی بڑی خبر نکلی تو تم ہر اخبار سے پہلے مجھے وہ خبر فراہم کرو گے۔

''مجھے منظور ہے''

جارج مسکرایا۔ اس نے کھانے کا بل ادا کیا، وہ اخبار کی طرف سے تھا۔ ہونے والی ڈیل کی پہلی قسط!

مارک نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ابھی وقت تھا۔ اسے فوری طور پر بھی فلائٹ مل سکتی تھی۔

وہ باہر نکلے۔ مارک نے اپنے لیے ٹیکسی روکی۔ جارج نے کہا ''اب ڈیل کے دوسرے حصے کی بات بھی ہو جائے۔ مجھے اس سلسلے میں کوئی اہم بات معلوم ہوئی تو میں فوراً تمہیں مطلع کروں گا۔''

''شکریہ'' مارک نے کہا اور دروازہ کھول کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

''اور میرا یہ تعاون نک کے نام ہے۔'' جارج نے کہا اور پلٹ کر چل دیا۔

''ایئرپورٹ چلو'' مارک نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

............☆☆............

پیر، ۷ مارچ...... صبح ۷ بجے

ڈائریکٹر نے اس کی روداد بڑی توجہ سے سنی۔ پھر اپنی طرف سے اسے ایک غیر متوقع اطلاع دی ''اینڈریوز! ہم تمہاری پندرہ افراد کی فہرست میں سے کچھ کمی کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔'' اُس نے کہا ''گزشتہ جمعرات کی صبح ہمارے چند ایجنٹوں نے اپنے کے جی بی چینل پر باہر کی کچھ نشریات پکڑیں۔ اس کا مطلب ہے کہ باہر کا کوئی شخص ہماری اس فریکونسی سے واقف ہے۔ جو کچھ سنا گیا، وہ یہ تھا...... 'کم اِن ٹونی! میں ابھی سینیٹر کو اس کی کمیٹی میٹنگ میں چھوڑ کر آ رہا ہوں اور میں......'' اس کے بعد رابطہ اچانک منقطع ہو گیا اور ہم دوبارہ اس ٹرانسمشن کو کیچ نہیں کر سکے۔''

''اب اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اسی سازشی ٹولے کے افراد تھے، جس کی ہمیں تلاش ہے اور یہ امکان بھی ہے کہ وہ اس فریکونسی پر ہماری گفتگو بھی سنتے رہے ہوں گے۔ جن ایجنٹوں نے یہ اطلاع دی، وہ اس کی اہمیت سے واقف بھی نہیں تھے۔''

مارک نے کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگا لی۔

''میں جانتا ہوں اینڈریوز کہ تم اس وقت کس اُلجھن میں ہو'' ڈائریکٹر نے کہا ''میں تمہیں بتاتا ہوں، یہ گفتگو صبح ساڑھے دس بجے سنی گئی تھی۔''

''۳ مارچ، ساڑھے دس بجے...... ایک منٹ سر! میں ذرا چیک کر لوں کہ اس وقت کون سی کمیٹیوں کے اجلاس چل رہے تھے۔'' اُس نے اپنی فائل کھولی اور ورق گردانی کرنے لگا ''تین امکانات ہیں سر! اُس وقت بین الاقوامی تعلقات کی کمیٹی اور گورنمنٹ آپریشنز کمیٹی کے اجلاس ہو رہے تھے اور سینیٹ میں گن کنٹرول بل پر بحث ہو رہی تھی۔''

''بات بنتی نظر آ رہی ہے۔'' ڈائریکٹر نے کہا ''تم اپنے ریکارڈ سے یہ چیک کر

سکتے ہو کہ تین مارچ کو تمہارے پندرہ سینیٹرز میں سے کتنے دی کیپٹل میں موجود تھے اور موجود تھے تو وہاں کر کیا رہے تھے؟''

مارک نے ۱۵ سینیٹرز کے ۱۵ اوراق نکالے، پھر ان کو دو جگہ رکھا ''ان آٹھ سینیٹرز کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا اور یہ سات سینیٹرز بہرحال وہاں موجود تھے۔ گورنمنٹ آپریشنز کمیٹی میں ان میں سے کوئی نہیں ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کی کمیٹی میں پیٹرسن اور سام سن موجود ہیں۔ دوسرے پانچ ہیں بروکس، بائرڈ، ڈیکسٹر، ہیری سن اور تھورن ٹن۔ وہ سب کے سب سینیٹ کے فلور پر موجود تھے۔''

''اس سے تو کچھ نہیں ہوتا اینڈریوز'' ڈائریکٹر کا لہجہ بجھا بجھا تھا۔ ''تو تم ان سات پر توجہ دو۔ اب ہمارے پاس صرف چار دن ہیں لیکن ان آٹھ سینیٹرز کے بارے میں بھی چھان بین کرو، جو وہاں موجود نہیں تھے۔ اب میں ان سات سینیٹرز کی نگرانی کرانے کا خطرہ تو مول نہیں لے سکتا۔ یہ لوگ تو ویسے بھی ایف بی آئی سے چڑتے ہیں۔ تو ہم کوئی کھلا قدم نہیں اُٹھا سکتے۔ محرک کو بھول جاؤ۔ ۲۴ فروری سے لنچ کے حوالے سے اس سینیٹر کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ اس فہرست میں تخفیف کرنے کی کوشش کرتے رہو۔ اور ہاں، سینیٹ کے اسٹاف ڈائریکٹرز سے بات کرو۔ انہیں سینیٹرز کے بارے میں سب کچھ معلوم ہوتا ہے لیکن احتیاط کے ساتھ۔''

''یس سر''

''اور ایک بات۔ آج مجھے صدر صاحبہ نے ڈنر پر بلایا ہے۔ میں ان سے بھی کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ ممکن ہے، اس سے مشتبہ سینیٹرز کی تعداد میں کمی کی کوئی صورت نکلے۔''

''تو آپ صدر صاحبہ کو بتا دیں گے جناب؟''

ڈائریکٹر نے چند لمحے توقف کیا۔ بولا ''نہیں، اس کی ضرورت نہیں۔ میرے خیال میں صورتِ حال قابو میں ہے۔ ایسے میں میں بلاوجہ کیوں ان پر پریشانی لادوں۔ یہ کام تو میں اس وقت کروں گا، جب اپنی ناکامی کا پکا یقین ہو جائے گا۔''

چند منٹ خاموشی رہی۔ پھر ڈائریکٹر نے نقلی پادری کی آئیڈنٹی کٹ تصویر مارک کی طرف بڑھائی ''مسز کیس فکس کے بیان کردہ حلیے کے مطابق یہ تصویر بنی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے اس کے بارے میں؟''

''ذرا سا اِدھر اُدھر فرق ہے۔ ورنہ یہ وہی ہے، جسے میں نے ہسپتال میں لفٹ سے باہر آتے دیکھا تھا۔''

''مجھے ایک اور بات پریشان کر رہی ہے۔'' ڈائریکٹر نے کہا ''مجھے رہ رہ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ میں نے اسے کہیں دیکھا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میری نظروں سے اتنے مجرموں کے چہرے گزرے ہیں کہ مجھے انہیں یاد کرنا ناممکن ہے۔ لیکن ممکن ہے، کچھ یاد آ ہی جائے۔''

''کاش جمعرات سے پہلے ہی یاد آ جائے۔''

''یہی دعا تو میں کر رہا ہوں۔ مسز کیس فکس کے گھر کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ وہ اُدھر کا رُخ کرے گا۔ وہ پروفیشنل ہے یقیناً''

''جی سر! اس کے بارے میں یہی بات فادر گریگری نے بھی کہی تھی۔''

اسی وقت ڈائریکٹر کی میز پر رکھے انٹرنل ٹیلیفون پر سرخ روشنی چمکی۔ ڈائریکٹر نے کہا ''یس مسز میک گریگر''

''آپ کو سینیٹر ہارٹ سے ملنا ہے۔ آپ لیٹ نہ ہو جائیں سر!'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

''شکریہ مسز میک گریگر!'' ڈائریکٹر نے کہا ''پھر وہ مارک کی طرف مڑا ''کل صبح سات بجے ملیں گے مارک۔'' وہ پہلا موقع تھا کہ اس نے مارک کو اس کے پہلے نام سے پکارا تھا۔ ''اب صرف چار دن رہ گئے ہیں۔ گڈ لک!''

مارک نیچے آیا۔ اسے بالکل اندازہ نہیں ہوا کہ سڑک کی دوسری جانب رہتے ہوئے کوئی اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ وہ سینیٹ آفس کی عمارت کی طرف گیا۔ وہاں اس نے بین الاقوامی تعلقات کی کمیٹی اور مقننہ کمیٹی کے اسٹاف ڈائریکٹرز سے ملاقات کا وقت

لیا۔ بڑی مشکل سے اسے اگلی صبح کا وقت ملا۔ وہاں سے وہ کانگریس کی لائبریری میں گیا۔ اس بار وہ اپنی فہرست میں موجود سات سینیٹرز کی نجی زندگی کے بارے میں تحقیق کر رہا تھا۔

وہ ساتوں تقریباً ہر اعتبار سے ایک دوسرے سے یکسر مختلف تھے۔ ان میں کسی بھی دو کے درمیان کوئی قدرِ مشترک موجود نہیں تھی اور ان میں سے کوئی ایک صدر کے قتل کی سازش میں شریک تھا۔ سام نن ایسا نہیں لگتا تھا۔ تھورن ٹن کے بارے میں جارج اسٹامپوز نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ بائرڈ اکثریتی لیڈر تھا۔ ہیری سن کے بارے میں جارج نے کہا تھا کہ وہ گن کنٹرول بل کا مخالف ہے لیکن اس کے مخالف تو سینیٹ کے ۱۵۰ ارکان ہوں گے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ڈیکسٹر؟ اس کے بارے میں جارج اسٹامپوز نے وضاحت نہیں کی تھی کہ اس کے ساتھ کیا گڑبڑ ہے۔ ممکن ہے، الزبتھ سے کچھ معلوم ہو سکے۔ بروکس صدر فلورینا کین سے نفرت کرتا تھا۔ پیٹرسن؟ وہ اگر ولن ثابت ہو جائے تو بھی مشکل سے ہی یقین کریں گے۔ وہ ۳۴ سال سے سینیٹ میں تھا اور نجی زندگی میں بھی اس کا ریکارڈ بے داغ تھا۔ وہ ایماندار آدمی تھا۔

مارک سرد آہ بھر کر رہ گیا۔ اسے ایسا لگا کہ وہ ایک بند گلی میں کھڑا ہے۔ اسے راستہ تلاش کرنا ہے۔ جبکہ وہاں اسے ایک معمولی سا روزن بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ پونے گیارہ بجے تھے۔ وقت پر پہنچنے کے لیے فوراً نکلنا ضروری تھا۔ اس نے ریکارڈ لائبریرین کے حوالے کیا اور باہر آ گیا۔

اپنی کار میں میموریل برج پر سے گزرتے ہوئے اس نے سوچا کہ اس ہفتے میں کتنی بار وہ یہاں سے گزرا ہے۔ عقب نما پر نظر ڈالی تو پیچھے آنے والی وہ کار اسے جانی پہچانی لگی۔ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے یا یہ گزشتہ جمعرات کی کسی یاد کا کوئی بھوت ہے۔

مارک نے اپنی کار سڑک کے کنارے پارک کی۔ سیکرٹ سروس کے دو ایجنٹوں نے اسے روکا۔ اس نے اپنی شناخت کرائی۔ پھر وہ اندر دونوں قبروں کی طرف بڑھ گیا، جن کے گرد ڈیڑھ سو سوگوار کھڑے تھے۔ نائب صدر بریڈلے وہاں صدر صاحبہ کی نمائندگی کر

رہا تھا۔ وہ نورما اسٹیمز کے ساتھ کھڑا تھا، جسے اس کے دونوں بیٹوں نے سہارا دیا ہوا تھا۔ نک کے بڑے بیٹے کے برابر بیری کیلورٹ کا باپ کھڑا تھا اور اس کے برابر ایف بی آئی کا ڈائریکٹر ہالٹ ٹائی سن۔ اس نے مارک پر چھچھلتی ہوئی نظر ڈالی لیکن اس کا چہرہ بے تاثر رہا۔ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی جھلک بھی نہیں تھی۔

فادر گریگری نے دعا کرائی، آخری دیدار ہوا اور پھر تابوت بند کر دیے گئے۔ مارک اُداسی سے دونوں تابوتوں کو قبروں میں اترتا دیکھتا رہا۔ یہ خیال اسے بار بار ستا رہا تھا کہ یہاں نک اسٹیمز کے بجائے وہ بھی قبر میں اُتر سکتا تھا۔

پھر سوگوار منتشر ہونے لگے۔ وہاں گرانٹ، اسپرین، جولی اور گمنام ایجنٹ بھی موجود تھے لیکن مارک کو احساس ہو رہا تھا کہ ان میں سے کسی سے بات کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ وہ چپکے سے نکل آیا۔ کچھ لوگ سوگ مناتے ہیں اور کچھ لوگوں کی ذمہ داری بدلہ لینا ہوتا ہے۔ وہ دوسرے قبیل کے لوگوں میں سے ہے اور اسے اپنا کام کرنا چاہیے۔

وہ سینیٹ واپس گیا۔ سازش کو بے نقاب کرنے کا اس کا عزم اور پختہ ہو گیا تھا۔ اگر وہ قبرستان میں کچھ دیر اور رک جاتا تو وہ میٹ سن کو دیکھ لیتا جو سرسری انداز میں گرانٹ سے نک اسٹیمز کے بارے میں باتیں کر رہا تھا۔

جعلی یونانی پادری!

سہ پہر میں وہ بین الاقوامی تعلقات کی کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی دیکھتا رہا۔ وہاں سام نن اور پیٹرسن موجود تھے۔ وہ دونوں نہایت پرسکون دکھائی دے رہے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی اس سازش میں ملوث تھا تو وہ یقیناً آہنی اعصاب کا مالک تھا۔

مارک کا جی چاہا کہ مشتبہ سینیٹرز کی فہرست سے ان کے نام خارج کر دے لیکن حقائق کی چھان بین کے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ اب اسے تھکن کا احساس ہو رہا تھا، جبکہ ابھی مسلسل بھاگ دوڑ کے تین مزید دن سامنے تھے۔ ایسے میں رات کی پرسکون نیند اور آرام کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

وہ کمیٹی روم سے نکلا اور الزبتھ کو فون کر کے ڈنر کا وقت طے کیا۔ پھر اس نے

ڈائریکٹر کے آفس میں مسز میک گریگر کو فون کر کے وہ ممکنہ ٹیلیفون نمبر لکھوائے، جن پر اس سے رابطہ کیا جا سکتا تھا۔ ان میں ریسٹورنٹ کا نمبر، اس کے اپنے گھر کا نمبر اور الزبتھ کے گھر کا نمبر تھا۔

واپسی کے سفر میں دو کاریں اس کا پیچھا کر رہی تھیں۔ ان میں ایک بلیو فورڈ تھی اور دوسری ایک سیاہ بیوک۔ وہ گھر پہنچا، گاڑی کی چابیاں سائمن کی طرف اُچھال کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اب اسے الزبتھ سے ملنے کے لیے تیار ہونا تھا۔

............☆☆............

پیر، ۷ مارچ......شام ساڑھے سات بجے

اس روز مارک نے لباس کے معاملے میں بہت اہتمام کیا۔ یہ بات طے تھی کہ وہ الزبتھ کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہے۔ وہ تھی ہی ایسی۔ اور یہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھی۔ کاش......کاش اُس کا باپ مشتبہ سینیٹرز کی فہرست میں شامل نہ ہوتا۔

عین اس وقت ڈائریکٹر ٹائی سن بھی ڈنر کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ اسے بھی ایک خاتون کے ساتھ ڈنر کرنا تھا لیکن وہ کوئی رومانوی معاملہ نہیں تھا۔ اسے امریکا کی خاتون صدر کے ساتھ ڈنر کرنا تھا۔

مارک کو اس روز کوئی جلدی نہیں تھی۔ وہ وقت سے پہلے پہنچنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ پہنچے تو الزبتھ باتھ روم میں ہو۔ اسے جلدی نہیں تھی تو آج سڑکوں پر زیادہ رش بھی نہیں تھا۔ اس کی پرسکون ڈرائیونگ پر اس کے پیچھے آنے والے چڑ رہے تھے۔ مگر اسے ان کی کوئی پروا نہیں تھی۔

ادھر ڈائریکٹر ٹائی سن بھی اپنی گاڑی میں تھا، جسے ایف بی آئی کا واحد شوفر چلا رہا تھا۔ مارک کے برعکس وہ جلدی میں تھا اور اسے وہی ٹریفک بہت زیادہ لگ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا جب آدمی کو کہیں پہنچنے کی جلدی ہو تو سڑک پر اتنی گاڑیاں کہاں سے آ جاتی ہیں۔ اُس کا جی چاہا کہ ڈرائیور کو تیز چلانے کو کہے لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کا ایک اشارہ پا کر شوفر سام رفتار کی حدود بھی پھلانگ سکتا ہے۔ ایسے میں تیز رفتاری پر چالان ہو جائے تو

بیورو کی کتنی بدنامی ہو گی۔ ایف بی آئی کے ڈائریکٹر کا چالان! اخبارات کے تو مزے آ جائیں گے۔

بالآخر وائٹ ہاؤس نگاہوں کے سامنے آ گیا۔ ۸ بج کر ۶ منٹ پر وہ صدر کے روبرو تھا۔ ''شام بخیر مادام صدر''

............☆☆............

''ہیلو حسینہ'' مارک نے الزبتھ کو ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ بلیو ڈریس میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

''ہیلو مارک''

''یہ ڈریس اتنا اچھا نہیں ہے لیکن تم پر بہت اچھا لگ رہا ہے۔''

''مجھے ڈر تھا کہ تم یہ بات اُلٹ کر کہو گے۔''

''کیا مطلب؟''

''یہ کہ میں اتنی خوبصورت نہیں ہوں لیکن اس ڈریس میں خوبصورت لگ رہی ہوں۔'' وہ دونوں ہنسنے لگے۔

الزبتھ نے اپنا کوٹ لیا اور وہ باہر نکل آئے۔ مارک نے اس کے لیے دروازہ کھولا۔ ''تمہارا دن کیسا گزرا مارک؟'' الزبتھ نے ڈرائیو کے دوران پوچھا۔

''اتنا مصروف کہ تمہارے بارے میں سوچنے کے لیے چند لمحے بھی مشکل سے نکال پایا اور تمہارا؟''

''میں بھی بہت زیادہ مصروف رہی''

اُس نے پارکنگ کے لیے بڑی مشکل سے ایک جگہ تلاش کی، لیکن ایک لمحے کے فرق سے اسے ایک فاکسی نے ہتھیا لیا ''شٹ؟''

''کوئی بات نہیں۔ دوسری جگہ مل جائے گی'' الزبتھ نے اسے تسلی دی۔

''ضرور مل جائے گی لیکن ریسٹورنٹ سے ۵۰۰ گز دور۔''

''تو کیا ہوا؟ چہل قدمی تو صحت کے لیے مفید ہے۔''

ویٹر نے انہیں ان کی میز تک پہنچایا۔ ریسٹورنٹ میں کافی رش تھا۔ اس نے اسے پانچ ڈالر دیے۔ وہ بہت فیاض ہو رہا تھا۔ مینو سامنے آیا۔ الزبتھ کا ذوق اعلیٰ بھی تھا اور مہنگا بھی۔ مگر وہ افورڈ کر سکتا تھا۔ الزبتھ کے لیے تو وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

☆☆

''شام بخیر ہالٹ! بیورو کا کیا حال ہے؟'' فلورینا کین نے ڈائریکٹر سے پوچھا۔

''بس گزارا ہو رہا ہے مادام''

ہالٹ ٹائی سن نے گرد و پیش کا جائزہ لیا۔ وہاں سیکرٹ سروس کا سربراہ اسٹوارٹ نائٹ بھی موجود تھا۔ دوسری طرف ایک صوفے پر اٹارنی جنرل ماریان ایلڈر مین بیٹھی تھی۔ وہ سینیٹر بے ہن سے باتیں کر رہی تھی، جو مقننہ کمیٹی کا چیئر مین تھا۔ وہیں ٹیکساس کا سینیٹر تھورن ٹن بھی موجود تھا۔

''میں نے تھورن ٹن کو بھی مدعو کر لیا'' فلورینا کین نے کہا۔

''جی ہاں مادام! میں دیکھ رہا ہوں۔''

''میں چاہتی ہوں کہ اسے گن کنٹرول بل کی حمایت کے لیے قائل کیا جائے۔''

ڈائریکٹر ٹائی سن نے نوٹ کیا کہ صدر صاحبہ کے شوہر اس دعوت میں شریک نہیں ہیں۔

''تم کیا پیو گے ہالٹ؟''

''اسکاچ مناسب رہے گی''

صدر صاحبہ نے ویٹر کو اپنے لیے اورنج جوس اور ٹائی سن کے لیے اسکاچ لانے کی ہدایت کی۔

''گن کنٹرول بل پر آپ کی کیا پوزیشن ہے؟'' ڈائریکٹر نے صدر صاحبہ سے پوچھا۔

''فی الوقت ۴۸ بل کے حق میں اور ۴۷ اُس کی مخالفت میں ہیں۔ بہر حال ۱۰ تاریخ تک صورتِ حال واضح نہ ہوئی تو مجھے اس معاملے کو سینیٹ کے اگلے سیشن تک موخر کرنا پڑے گا۔ اس وقت تو مجھے سب سے زیادہ اسی کی فکر ہے۔''

''میری دعا ہے کہ دس تاریخ کو یہ کام ہو ہی جائے۔ اس سے میرا کام آسان ہو جائے گا۔''

''اور ماریان کا بھی۔ اور ڈرنک لو گے ہالٹ؟''

''نہیں مادام! شکریہ''

''تو پھر ڈنر ہو جائے۔''

صدر صاحبہ اپنے پانچوں مہمانوں کو ڈرائنگ روم میں لے گئیں۔

''آج وائٹ ہاؤس میں ۵ ہزار افراد آئے تھے۔'' سیکرٹ سروس کا چیف اسٹوارٹ نائٹ کہہ رہا تھا ''ہمارے سیکورٹی کے مسائل کو کوئی بھی نہیں سمجھتا۔ یہ عمارت صدارتی رہائش گاہ ہے لیکن یہ لوگوں کی ملکیت بھی ہے۔ یہ ہمارے لیے جمہوری نوعیت کا دردِ سر ہے۔''

ٹائی سن نے دل میں سوچا۔ تمہیں معلوم ہی کیا ہے بھائی! ہم سے پوچھو، ہم کس عذاب سے گزر رہے ہیں۔ سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

''مجھے اپنے لاء آفیسرز کو یکجا دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے۔'' صدر صاحبہ نے کہا ''میں اس موقع پر گن کنٹرول بل کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں دس تاریخ کو اس بل کی منظوری کی خواہاں ہوں۔ اس لیے میں نے سینیٹر بے ہن اور تھورن ٹن کو بھی مدعو کیا ہے۔ کیونکہ یہ اگر بل کے حق میں ووٹ دیں گے تو ہم آسانی سے کامیاب ہو سکیں گے۔''

پھر وہی دس مارچ! ڈائریکٹر ٹائی سن نے سوچا۔ جولیس کی کامیابی ضروری ہے۔ وہ جانتا تھا کہ تھورن ٹن اس بل کا کٹر مخالف ہے اور وہ اینڈریوز کی سات کی فہرست میں بھی موجود ہے۔

''دور افتادہ دیہی ریاستیں مسئلہ بنیں گی مادام صدر'' ماریان نے کہا ''وہ اپنے اسلحے سے دست بردار ہونا پسند نہیں کرتے۔''

''بل پاس ہونے کے بعد اسلحے سمیٹنے میں کم از کم چھ ماہ تو لگیں گے۔'' ہالٹ ٹائی سن نے کہا۔

ماریان ایلڈرمین نے سرد آہ بھری ''نیشنل رائفل ایسوسی ایشن کے اراکین کی تعداد ۷۰ لاکھ ہے اور امریکہ میں ۵ کروڑ سے زائد گنیں موجود ہیں......''

''ہاں، یہ تو ہے'' صدر صاحبہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

............☆☆............

''کافی یا برانڈی سر؟'' ویٹر نے مارک سے پوچھا۔

''چھوڑو مارک! کافی ہم گھر پر پی لیں گے۔'' الزبتھ نے مارک کے ہاتھ کو چھوتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے'' مارک مسکرایا۔ اُس کی آنکھوں میں سپنے لہرانے لگے تھے۔ ''تم بس بل لے آؤ'' اس نے ویٹر سے کہا۔

مارک کا ہاتھ اب بھی الزبتھ کے ہاتھ میں تھا'' کھانا بہت اچھا تھا۔ شکریہ مارک''

''ہاں! یہاں آئندہ بھی کبھی آئیں گے۔''

لیکن بل ہوش ربا تھا۔ ۹۰ ڈالر سے متجاوز۔ ٹپ ملا کر ۱۰۰ ڈالر ہی سمجھ لو۔ یہ عیاشی تو مہینے میں بس ایک بار کی جا سکتی ہے۔

''گڈ نائٹ مسٹر اینڈریوز'' ویٹر ٹپ کے بوجھ سے دہرا ہو گیا تھا۔ ''اُمید ہے آپ اور ماموزیل پھر یہاں تشریف لائیں گے۔''

''ہاں! کیوں نہیں؟'' مارک نے کہا اور دل میں سوچا، اس وقت تک تم مجھے بھول بھی چکے ہو گے۔

وہ باہر نکلے۔ مارک نے الزبتھ کے لیے کار کا دروازہ کھولا۔ ''کیا شادی کے بعد بھی میں ایسا ہی کیا کروں گا؟'' اس نے سوچا۔ پھر وہ خود ہی ہڑبڑا گیا۔

یہ کیا؟ میں نے شادی کے بارے میں بھی سوچنا شروع کر دیا۔

''میرا خیال ہے، میں نے کچھ زیادہ ہی کھا لیا ہے۔'' الزبتھ نے کہا'' نیند سی آنے لگی ہے۔''

مارک کی آنکھوں میں سپنوں کے رنگ اور گہرے ہو گئے۔ کیا یہ دعوتِ قرب ہے؟

''میں تو ہر بات کے لیے تیار ہوں'' اس نے کہا۔

اب الزبتھ کے گھر کی طرف گاڑی پارک کرنے کا مرحلہ تھا۔ خوش قسمتی سے اسے قریب ہی مناسب جگہ مل گئی۔

الزبتھ نے دروازہ کھولا۔ وہ دونوں کچن میں داخل ہوئے۔ الزبتھ نے فوراً ہی کافی کا پانی رکھ دیا۔ ''خوب صورت کچن ہے'' مارک نے تبصرہ کیا۔ مگر فوراً ہی اسے احساس ہو گیا کہ یہ احمقانہ بات تھی۔ شاید وہ نروس ہو رہا تھا۔

''مجھے خوشی ہے کہ تمہیں اچھا لگا'' الزبتھ نے کہا۔

اگر اس کا تبصرہ حماقت تھا تو یہ جوابی حماقت ہے۔ مارک نے سوچا۔ شاید الزبتھ بھی نروس ہو رہی ہے۔

اب وہ نشست گاہ میں تھے۔ ''ہیلو سانتھا! یہاں آؤ۔ تمہیں مارک سے ملواؤں'' الزبتھ نے پکارا۔

مارک کا دل ڈوبنے لگا۔ کباب بننے سے پہلے ہی ہڈی موجود ہے! لیکن پھر سانتھا کو دیکھ کر اس کا دل خوش ہو گیا۔ وہ اس کی پینٹ سے سر رگڑتے ہوئے خرخر کرنے لگی

''میاؤں'' اس نے یوں کہا جیسے ہیلو کہہ رہی ہو۔

''میں کہاں بیٹھوں؟'' مارک نے پوچھا۔

''جہاں جی چاہے''

کاش وہ تھری سیٹر صوفے کی طرف اشارہ کر دیتی۔

''کافی بلیک لو گے یا کریم کے ساتھ ڈارلنگ؟''

ڈارلنگ! سپنوں کے رنگ اور کھل اُٹھے۔ ''بلیک پلیز'' وہ بھی جواب میں ڈارلنگ کہنا چاہتا تھا لیکن نہ کہہ سکا۔

''تم بیٹھو۔ میں ابھی آئی''

............☆☆............

"اور کافی لو گے ہالٹ؟" صدر صاحبہ نے پوچھا۔

"نو مادام! تھینک یو۔ آپ میری معذرت قبول فرمائیں۔ مجھے گھر پہنچنا ہے۔"

"چلو...... میں دروازے تک تمہارے ساتھ چلوں گی۔ دو باتیں ایسی ہیں، جو مجھے تم سے کرنی ہیں۔"

"جی مادام صدر، کیوں نہیں؟"

"مجھے گن کنٹرول بل کے سلسلے میں تمہاری مکمل تائید درکار ہے ہالٹ" صدر صاحبہ نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا "کمیٹی تمہاری رائے جاننے کے لیے تم پر ضرور دباؤ ڈالے گی۔ وقت بہت کم ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ آخری لمحوں میں کوئی سینیٹر اپنی رائے بدلے۔ ہمارا حامی کوئی سینیٹر"

"میں تو پوری سچائی کے ساتھ اس بل کا حامی ہوں مادام۔ آج سے نہیں، جان ایف کینیڈی کے قتل کے بعد سے۔"

"تم کسی اعتبار سے اس سلسلے میں فکرمند ہو؟"

"نہیں مادام! آپ اس کا سیاسی پہلو سنبھالیں اور اسے منظور کرالیں۔ عملدرآمد میری ذمہ داری ہے۔"

"کوئی مشورہ؟"

"نہیں۔ بس میں یہ سوچ کر اُلجھتا ہوں کہ آپ نے اس سلسلے میں اتنی تاخیر کیوں کی؟ اگر ۱۰ مارچ کو کوئی گڑبڑ ہو جائے یا آپ اگلے سال الیکشن میں ہار جائیں تو ہم پھر اسی مقام پر کھڑے ہوں گے۔"

"میں جانتی ہوں ہالٹ۔ لیکن میرا طبی فلاح کا بل اس سے زیادہ اہم تھا۔" فلورینا کین نے کہا "اور دونوں بل ایک ساتھ پیش کرنا تباہ کن ہوتا۔ شاید دونوں ہی ناکام ہو جاتے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ اب تو میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو کیا، وہی بہتر تھا۔ اگرچہ اس وقت میرا خیال کچھ اور تھا۔"

"گن کنٹرول بل کے معاملے میں یہ بات کبھی نہ بھولنا ہالٹ کہ ڈیکسٹر اور تھورنٹن نے سینیٹ کی تاریخ کی موثر ترین مزاحمتی مہم چلائی ہے۔ دس مارچ کو اس بل کو حرکت میں آئے دو سال ہو جائیں گے لیکن بہرحال میں زیادہ فکرمند نہیں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اکثریت اس بل کی تائید کرے گی۔ مجھے تو ایسا کوئی امکان نظر نہیں آتا کہ کوئی اس بل کو پاس ہونے سے روک سکے گا۔ تم بتاؤ، کیا تمہیں ایسا لگتا ہے؟"

ٹائی سن ایک لمحے کو ہچکچایا۔ پھر اس نے جلدی سے کہا "جی نہیں مادام!" وہ سوچ رہا تھا کہ یہ اس نے صدر صاحبہ سے پہلا جھوٹ بولا ہے۔ اگر اگلے تین دنوں میں وہ قتل کر دی گئیں اور اسی سلسلے میں کوئی تحقیقاتی کمیشن قائم کیا گیا تو کیا وہ یہ تسلیم کرے گا کہ اس نے بہتری کی خاطر نیک نیتی سے یہ جھوٹ بولا تھا۔

"گڈ نائٹ ہالٹ، اور شکریہ" صدر صاحبہ نے کہا۔

"گڈ نائٹ مادام صدر...... اور اس شاندار ڈنر کے لیے شکریہ"

ڈائریکٹر ٹائی سن باہر آیا اور اپنی کار میں بیٹھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اسپیشل ایجنٹ نے کہا "سر! آپ کے لیے ایک بہت اہم پیغام آیا ہے۔ آپ فوری طور پر بیورو چل سکیں گے؟"

"چلو...... بیورو چلو۔ مگر میں سوچ رہا ہوں کہ اب اپنے کمرے میں ایک بیڈ بھی رکھوانا پڑے گا۔"

ڈرائیور ہنس دیا۔

............☆☆............

الزبتھ کافی لے کر آئی اور مارک کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ مارک کا جی چاہ رہا تھا کہ اُسے چھوئے۔

"ارے...... مجھے خیال ہی نہیں رہا" الزبتھ نے اُٹھتے ہوئے کہا "برانڈی لو گے؟"

مارک نے دل میں کہا اس وقت تو تم ہی میری برانڈی ہو "نہیں، شکریہ" وہ بولا۔

وہ پیش قدمی کرنا چاہتا تھا لیکن الزبتھ کے ہاتھ میں کافی کی پیالی تھی۔ ایک لمحے کو وہ اسے میز پر رکھتی، پھر فوراً ہی اُٹھا کر ایک گھونٹ لیتی۔ اس نے بے چینی میں جلدی سے کافی ختم کر دی۔

''اور کافی دوں؟''

نہیں......نہیں۔ خدا کے لیے نہیں۔ ''نہیں لز! شکریہ''

اب وہ پھر ارادے باندھ رہا تھا۔

''مارک! میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں''

اُس کا بڑھتا ہوا ہاتھ ٹھہر گیا۔

''میں تم سے محبت کرتی ہوں''

''میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں ڈارلنگ''

اب ارادے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ کوئی رکاوٹ نہیں رہی تھی۔ اُدھر آمادگی ہی نہیں، سپردگی بھی تھی...... پھر ان کیف آور لمحوں میں وہ منحوس آواز اُبھری...... ٹرن، ٹرن، ٹرن، ٹرن...... او مائی گاڈ!

''تمہارا فون ہے مارک'' الزبتھ نے ریسیور اُس کی طرف بڑھایا۔

اُس نے ریسیور لیا ''اینڈریوز؟'' دوسری طرف ڈائریکٹر تھا۔

''یس سر''

''جو لیس''

مارک نے دل میں نعرہ لگایا...... شٹ، لیکن ماؤتھ پیس میں کہا ''میں آ رہا ہوں سر''

☆☆

منگل، ۸ مارچ...... قبل از سحر ایک بجے

چرچ یارڈ کے کارنر پر کھڑا شخص اوائل مارچ کی رات کی سردی کو ہاتھوں کی رگڑ سے دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن سردی جیسے اُس کے جوڑوں میں سرایت کر رہی تھی۔ اصل میں وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس نگرانی میں اس کا ایک شریک کار بھی تھا۔ وہ تو اسپیشل

ایجنٹ کیون اومیلی تھا، اور اس کا ساتھی اسسٹنٹ فیلڈ سپروائزر پیٹ تھامسن تھا۔ ٹائی سن نے خاص طور پر ان دونوں کو منتخب کیا تھا۔ دونوں صرف اہل ہی نہیں تھے۔ قوتِ فیصلہ کے معاملے میں بھی مالا مال تھے۔ ڈائریکٹر نے انہیں ایف بی آئی کے ایک ایجنٹ کی نگرانی پر مامور کرتے ہوئے انہیں ایلیٹ کو رپورٹ دینے کی ہدایت کی تو وہ ان کے لیے کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔ وہ سوال جواب کے نہیں، عمل کرنے کے قائل تھے۔

مارک کو الزبتھ ڈیکسٹر کے گھر سے نکلنے میں بہت دیر لگی تو اس میں بھی ان کے لیے کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔ بلکہ انہیں تو اس کے نکلنے پر حیرت ہوئی۔ الزبتھ اتنی حسین تھی کہ انہیں مارک کے صبح سے پہلے باہر آنے کی اُمید نہیں تھی۔

کیون کارنر سے ہٹا اور اپنے پارٹنر کی طرف بڑھا۔

''کیون! تم نے دیکھا، ہمارے علاوہ بھی کوئی اینڈریوز کا تعاقب کر رہا ہے۔'' پیٹ نے کہا۔

''ہاں، وہ میٹ سن ہے۔ میں اسے جانتا ہوں'' کیون نے کہا ''تمہیں حیرت کیوں ہے؟''

''میرا خیال تھا کہ وہ ریٹائر ہو چکا ہے۔''

''یہ حقیقت ہے لیکن میں نے سوچا، ممکن ہے، ڈائریکٹر نے ذاتی طور پر اس کی خدمات حاصل کی ہوں''

''یہ ناممکن ہے لیکن ہمیں اس سے بے خبر کیوں رکھا گیا؟''

''دیکھو، یہ غیر معمولی نوعیت کا کام ہے۔ اس میں کوئی کسی کو کچھ بتانا نہیں چاہتا'' کیون نے کہا ''اور تم اس سلسلے میں ایلیٹ سے پوچھ سکتے ہو۔''

''ایلیٹ سے۔ اس سے پوچھنا تو ایسا ہے، جیسے مجسمہ آزادی سے کچھ معلوم کرنا''

''تو ڈائریکٹر سے پوچھ لو''

''نہیں بھئی! شکریہ۔ میں بے خبر ہی بھلا''

چند منٹ خاموشی میں گزر گئے۔ ''کیا خیال ہے، میٹ سن سے اس سلسلے میں بات

نہ کی جائے؟''

''تم شاید خصوصی احکامات بھول بیٹھے ہو۔ ہمیں کسی سے بھی رابطہ نہیں کرنا اور میرا خیال ہے، میٹ سن کو بھی یہی ہدایت دی گئی ہوگی۔ اب تم میٹ سن سے پوچھو تو وہ فوراً ہی ڈائریکٹر سے جڑ دے گا۔ وہ بہت خبیث آدمی ہے۔''

مارک کو گھر سے برآمد ہوتے کیون نے دیکھا اور وہ قسم کھا سکتا تھا کہ مارک اینڈریوز صرف ایک جوتا پہنے ہوئے ہے۔ بعد میں اس کی تصدیق بھی ہوگئی اور یہی نہیں، مارک دوڑ بھی لگا رہا تھا۔ کیون کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اس نے سوچا، ممکن ہے وہ اس طرح سردی کے احساس کو دور کر رہا ہو۔ بہرحال وہ اس کا پیچھا کرنے لگا۔

مارک ایک فون بوتھ کے پاس رُکا۔ کیون تاریکی میں دبک کر دیکھتا رہا۔

مارک کی جیب میں اس وقت دو سکے تھے۔ باقی سکے الزبتھ کی کاؤچ کے پاس فرش پر بکھرے ہوئے تھے۔ نکلتے وقت اسے اتنا ہوش ہی کب تھا۔ اب اس کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ ڈائریکٹر نے فون کہاں سے کیا تھا؟ اپنے دفتر سے؟ لیکن یہ سوچنا اسے حماقت لگا۔ اتنی رات کو دفتر میں کیوں ہوگا؟ اسے یاد آیا کہ ڈائریکٹر کو تو صدر صاحبہ کے ڈنر میں شرکت کرنی تھی۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا ایک بج کر پندرہ منٹ! یعنی گھر پر فون کرنا چاہیے لیکن وہ وہاں نہ ہوا تو ایک سکہ ضائع ہو جائے گا اور اس کے پاس صرف ایک ہی سکہ بچے گا۔

وہ جھنجھلا گیا۔ کیا مصیبت ہے۔ ٹاس کرنا پڑے گا۔ جارج واشنگٹن کی شبیہ آئی تو وہ بیورو فون کرے گا، ورنہ ڈائریکٹر کے گھر۔ اس نے سکہ اُچھالا۔ جارج واشنگٹن کی شبیہ اُس کے سامنے تھی۔

اُس نے بیورو میں ڈائریکٹر کا پرائیوٹ نمبر ڈال کیا۔ دوسری طرف سے ڈائریکٹر کی آواز سن کر اُس نے سکون کی سانس لی، جو ڈائریکٹر نے بھی یقیناً سنی ہوگی۔

''جولیس''

''تم فوراً میرے پاس پہنچو۔''

ڈائریکٹر کا لہجہ دوستانہ ہرگز نہیں تھا اور اس وقت بلاوا! ممکن ہے، ڈائریکٹر کو صدر صاحبہ سے کوئی بہت اہم بات معلوم ہوئی ہو۔ مارک جلدی جلدی اپنی کار کی طرف بڑھا۔ پہلی بار اسے اپنی ہیئت کذائی کا احساس ہوا۔ اُس نے قمیص کے بٹن بند کیے اور اسے پینٹ کے نیچے اُڑسا۔ پھر اسے احساس ہوا کہ اس کا ایک پاؤں جوتے سے محروم ہے۔ اب وہ کیا کرے؟ الزبتھ کے گھر واپس جائے؟ لیکن نہیں، ڈائریکٹر نے کہا فوراً، تو اس کا مطلب ہے فوراً''

اس نے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسے تعاقب کرنے والوں کی موجودگی کا احساس ہو ہی نہیں سکتا تھا جو خود بھی حیران تھے۔ ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا۔

بیورو پہنچنے میں اسے چند منٹ لگے۔ سڑکیں سنسان تھیں۔ کسی سگنل پر رُکنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

اس نے کار بیسمنٹ کے گیراج میں پارک کی۔ اچانک ہی نجانے کہاں سے گمنام شخص نمودار ہو گیا۔ کیا یہ شخص سوتا بھی نہیں ہے؟ مارک نے جل کر سوچا۔

وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چل دیا۔ لفٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ اندر گئے۔ گمنام شخص نے ساتویں منزل کا بٹن دبایا۔ ایک منٹ بعد وہ ڈائریکٹر کے کمرے میں تھے۔

''مسٹر اینڈریوز حاضر ہیں جناب!'' گمنام آدمی نے کہا۔

ڈائریکٹر کا موڈ بہت خراب تھا۔ لگتا تھا وہ ڈنر پارٹی سے اُٹھ کر سیدھا وہاں آیا ہے۔ اس کا لباس بھی اس کی گواہی دے رہا تھا۔ ''بیٹھ جاؤ اینڈریوز'' اس نے کہا۔

مارک بیٹھ گیا۔ آج صبح ہی ڈائریکٹر نے اسے مارک کہہ کر پکارا تھا۔ اب یہ 'اینڈریوز' اسے تنزلی کا احساس دلا رہا تھا۔

''اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تمہیں نیچے پارکنگ لاٹ میں لے جاتا اور دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے تمہیں شوٹ کر دیتا۔''

مارک نے چہرے پر معصومیت طاری کرنے کی کوشش کی۔ نک اسٹیمز پر تو یہ حر

کارگر ثابت ہوتا تھا لیکن ڈائریکٹر پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ''تم بے وقوف، عقل سے پیدل، غیر ذمہ دار، بے پروا اور نکمے انسان ہو۔''

اب تو مارک کے خوف کی کوئی حد نہیں تھی۔

''تم نے مجھے، بیورو کو اور صدر کو...... سب کو بیچ ڈالا۔ کاش! میں تمہیں معطل، بلکہ لات مار کر بیورو سے نکال سکتا۔ کاش! بات اتنی سادہ اور آسان ہوتی'' ڈائریکٹر پورے جلال میں تھا ''یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس اب مشتبہ سینیٹرز کی تعداد کیا ہے اینڈریوز۔''

''سات جناب''

''ان کے نام بتاؤ''

''بروکس، ہیری سن، تھورن ٹن، بائرڈ، سام نن، ڈیکس...... ڈیکسٹر اور...... اور''
مارک کی آواز اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔

''ہم بھی احمق تھے'' ڈائریکٹر نے گرج کر کہا ''جب ہم نے پہلی بار تمہیں ڈاکٹر الزبتھ ڈیکسٹر کے ساتھ دیکھا تو کوئی غیر معمولی بات نہیں لگی ہمیں۔ وہ ڈاکٹر تھی جو ۳ مارچ کی شام ولسن ہاسپٹل میں ڈیوٹی دے رہی تھی، اور بس۔ ہم سمجھے کہ تم کسی سراغ کے حصول کے لیے اس کے چکر میں پڑے ہو۔ ہم احمق تھے۔ اب ہمیں پتا چلا کہ وہ ان سات مشتبہ سینیٹرز میں سے ایک کی بیٹی ہے جو ممکنہ طور پر صدر صاحبہ کے قتل کی سازش میں شریک ہے اور صرف اتنا ہی نہیں، تمہارا اس کے ساتھ معاشقہ بھی چل رہا ہے۔''

مارک احتجاج کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے ہونٹ لرز کر رہ گئے۔ آواز نہیں نکلی۔

''کیا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ تم اس کے ساتھ نہیں سوئے؟'' ڈائریکٹر نے اسے چیلنج کیا

''جی ہاں جناب! میں کہہ سکتا ہوں اور یہ سچ ہے۔'' بالآخر مارک نے کہا۔

ڈائریکٹر اس خلافِ توقع جواب پر بھونچکا رہ گیا۔ پھر اس نے خود کو سنبھالا ''سنو نوجوان! وہ پورا گھر وائرڈ (Wired) ہے۔ ہمیں وہاں کے ایک ایک لمحے کا حال معلوم ہے۔''

اب مارک کا ضبط جواب دے گیا۔ خوف ہوا ہو گیا۔ وہ اُچھل کر اپنی کرسی سے اُٹھا

''میں آپ کے اس الزام کی تردید ہرگز نہ کر پاتا......'' اُس نے چیخ کر کہا ''...... اگر آپ نے رات کے ایک بجے مداخلت نہ کی ہوتی۔ آپ شاید بھول چکے ہیں کہ محبت کیا ہوتی ہے لیکن نہیں، یہ تو شاید آپ نے اپنی جوانی میں بھی سمجھنے اور جاننے کی زحمت نہیں کی۔ اور اب سنیں، میں آپ کے اس بیورو پر بھی لعنت بھیجتا ہوں، اور آپ پر بھی۔ یہ بھی سن لیں کہ یہ لفظ لعنت میں عام طور پر استعمال نہیں کرتا۔ میں آپ کے اور اس ادارے کے لیے ۱۶ گھنٹے روز کام کر رہا ہوں۔ میری نیند بھی پوری نہیں ہوتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ لوگ میرے قتل کے درپے ہوں...... اور آپ، وہ واحد آدمی، جس پر میں نے اعتبار کیا، اس نے کیا کیا میرے ساتھ۔ میرے پیچھے جاسوس لگا دیے۔ میری نجی زندگی کا پردہ چاک کر ڈالا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سب جہنم رسید ہوں گے۔ آپ جیسوں کا ساتھ دینے سے تو بہتر ہے کہ میں مافیا جوائن کر لوں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ اتنے بدتہذیب ہرگز نہیں ہوں گے۔''

ایسا غصہ مارک کو زندگی میں پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ اتنی بکواس کے نتیجے میں شاید اس کی توانائی جواب دے گئی۔ وہ بے جان سا ہو کر کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اب وہ اس بکواس کے نتائج بھگتنے کے لیے تیار تھا، اور اسے کوئی پروا بھی نہیں تھی۔

ڈائریکٹر سکتے کی سی کیفیت میں تھا۔ پھر وہ اُٹھ کر کھڑکی کے پاس گیا اور باہر جھانکنے لگا۔ چند لمحے بعد وہ آہستہ آہستہ مڑا......

مارک منتظر تھا کہ اب شاید ڈائریکٹر اُسے سچ مچ شوٹ کر دے گا۔

ڈائریکٹر آہستہ آہستہ اُس کی طرف بڑھا اور بہ مشکل ایک گز کے فاصلے پر رُک گیا۔ اب وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ ''میں تم سے معافی کا خواستگار ہوں'' بالآخر ڈائریکٹر نے کہا ''واقعی میں نے زیادتی کی لیکن کیا کروں، اس مسئلہ نے میری نیند اُڑا دی ہے۔ میں ابھی صدر کے پاس سے آ رہا ہوں۔ انہیں صحت مند اور خوش وخرم چھوڑ کر۔ ایسے کہ وہ اس ملک کے مستقبل کی پلاننگ کر رہی ہیں اور یہاں مجھے کیا پتا چلا...... یہ کہ صدر صاحبہ کے خوابوں کو تعبیر کا امکان فراہم کرنے کے معاملے میں جو شخص ہماری

واحد اور آخری اُمید ہے وہ ایک ایسی لڑکی کے ساتھ شب باشی کر رہا ہے۔ جس کا باپ ممکن ہے کہ صدر صاحبہ کے قتل کی سازش میں ملوث ہو۔ میں اس سے آگے کچھ سوچ ہی نہیں پایا۔ میں اس پر شرمندہ ہوں''

بڑے آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ مارک نے سوچا۔ یہ شخص بیورو کا ڈائریکٹر ہے اور میں ایک معمولی اور ناتجربہ کار ایجنٹ۔ ڈائریکٹر اب بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا ''میں دعا کر رہا ہوں اور تم بھی دعا کرو مارک کہ ڈیکسٹر وہ سینیٹر نہ ہو۔ اس لیے کہ اگر وہی ہمارا مطلوبہ سینیٹر ہے تو پھر تمہاری زندگی کو بہت سنگین خطرہ لاحق ہے۔'' وہ کہتے کہتے رکا اور ایک لمحے کے توقف کے بعد بولا۔ ''اور مارک! جن جاسوسوں کی تم نے بات کی، وہ دن رات تمہاری حفاظت میں لگے رہتے ہیں...... بغیر کسی وقفے کے...... سولہ گھنٹے روزانہ اور ان میں ایسے بھی ہیں، جن کے بیوی بچے بھی ہیں۔ خیر چھوڑو، اب ہم دونوں ہی حقیقت جان گئے۔ اب ہمیں کام میں لگ جانا چاہیے۔ اور مارک! تین دن...... صرف تین مزید دن ہمیں ہوشمندی سے کام لینا ہے۔ میری بات یاد رکھو۔ ہر بات مجھے بتا دیا کرو۔''

مارک نے سوچا وہ جیت گیا لیکن دل نے کہا نہیں...... تم ہار گئے۔

''اب مشتبہ سینیٹرز صرف سات رہ گئے ہیں'' ڈائریکٹر نے تھکے تھکے لہجے میں کہا ''صدر صاحبہ سے جو میری بات ہوئی ہے، وہ اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ ان سینیٹرز اور ۱۰ مارچ کے درمیان صرف ایک تعلق ہے اور وہ ہے گن کنٹرول بل۔ ان میں سے دو آج وائٹ ہاؤس کی دعوت میں بھی شریک تھے۔ تو تمہیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ گن کنٹرول بل کے بارے میں ان مشتبہ سینیٹرز کی کیا رائے ہے۔ اب صرف تین دن رہ گئے ہیں مارک۔ میں دس تاریخ کا صدر صاحبہ کا شیڈول کینسل کرا سکتا ہوں لیکن میں اپنے منصوبے کے مطابق ہی چلوں گا۔ ضرورت پڑی تو ایسا بس آخری لمحوں میں ہی ہو گا۔ تم اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہو مارک؟''

''نو سر''

''تمہارا کیا منصوبہ ہے؟''

''میں صبح دونوں کمیٹیوں کے اسٹاف ڈائریکٹرز سے ملوں گا۔ اس کے نتیجے میں شاید میرے لیے کوئی واضح راہِ عمل متعین ہو جائے گی۔''

''گڈ۔ انہیں خوب اچھی طرح چھاننا''

''یس سر''

''ہمارے فنگر پرنٹس کے ایکسپرٹ ان ۲۸ نوٹوں پر مسلسل کام کر رہے ہیں۔ فی الحال وہ صرف مسز کیس فکس کے پرنٹ تلاش کر رہے ہیں۔ یوں ہمیں وہ نوٹ مل جائے گا، جو جعلی پادری نے اسے دیا تھا۔ پھر وہ اس پر نہایت باریک بینی سے کام کریں گے۔ اُدھر سے کچھ معلوم ہوا تو میں فوراً ہی تمہیں بتا دوں گا۔ اب ہم دونوں کو ہی آرام کی ضرورت ہے۔ آج تمہیں سات بجے صبح آنے کی ضرورت نہیں۔ اب بدھ کی صبح سات بجے میرے پاس آنا۔ پابندیٔ وقت کا خیال رکھنا کیونکہ اس دن کے بعد ہمارے پاس صرف ایک دن کی مہلت بچے گی۔''

مارک سمجھ گیا کہ یہ اس کے لیے رُخصت ہونے کا اشارہ ہے لیکن ایک بات وہ کہنا چاہتا تھا۔

ڈائریکٹر نے یہ بات بھانپ لی ''فی الوقت رہنے دو مارک'' اس نے کہا ''گھر جاؤ اور کچھ دیر آرام کرو۔ میں بوڑھا بھی ہوں اور تھکا ہوا بھی۔ لیکن میں ان خبیث سازشیوں میں سے ہر ایک کو جمعرات کی رات تک سلاخوں کے پیچھے دیکھنا چاہتا ہوں گا اور تمہاری خاطر...... صرف تمہاری خاطر میری دعا ہے کہ ڈیکسٹر اس میں ملوث نہ ہو لیکن مارک، کسی بھی طرف سے اپنی آنکھیں بند نہ کرنا۔ میں نے مانا کہ محبت اندھی ہوتی ہے لیکن اسے گونگا بہرا نہ ہونے دینا۔''

مارک نے دل میں سوچا، یہ شخص بلاشبہ بہت بڑا آدمی ہے ''شکریہ سر! اب بدھ کی صبح ملاقات ہو گی۔'' اس نے کہا۔

مارک نے اپنی گاڑی بیورو کے گیراج سے نکالی تو وہ نڈھال تھا۔ گمنام آدمی تو اسے

کہیں نظر نہیں آیا لیکن عقب نما میں دیکھنے پر اسے وہ بلیو فورڈ ضرور نظر آ گئی۔ اب وہ جانتا تھا کہ وہ ایف بی آئی والے ہیں جو دن رات اس کی حفاظت کی فکر کرتے ہیں لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ معاملہ مختلف ہو۔ بہر حال اگلے تین دن میں سب کچھ کھل جائے گا۔ خدا صدر صاحبہ کو اپنی امان میں رکھے۔

اپنے اپارٹمنٹ پہنچ کر اس نے کار کی چابیاں سائمن کو تھمائیں۔ سائمن کی خوش دلانہ باتوں کا بھی وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ دماغ اور جسم دونوں ہی شل ہو رہے تھے۔

اپنے بیڈ روم میں اس نے ریسیور اُٹھا کر نمبر ملایا۔ دوسری گھنٹی پر ہی فون اُٹھا لیا گیا۔ ''تم ابھی تک جاگ رہی ہو؟''

''ہاں، تم بھی تو جاگ رہے ہو''

''آئی لو یو'' اس نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھتے ہی بستر پر ڈھیر ہو گیا۔ اگلے لمحے وہ بے خبر سو رہا تھا۔

.... ☆☆ ....

منگل، ۸ مارچ ...... صبح ۸ بج کر ۴ منٹ

فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ مگر وہ بہت گہری نیند میں تھا لیکن گھنٹی رکنے والی نہیں تھی۔ دو سیکنڈ بعد وہ پھر بجنے لگی۔ بالآخر وہ جاگا۔ اُس نے گھڑی میں وقت دیکھا ۸ بج کر ۵ منٹ۔ ارے...... یہ تو ڈائریکٹر ہو گا اور اس کی خبر لے گا۔ مگر فوراً ہی اسے یاد آ گیا کہ آج اسے ڈائریکٹر سے نہیں ملنا ہے۔

اس نے ریسیور اُٹھا لیا۔

''تم جاگ رہے ہو؟'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''ہاں''

''میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں'' اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

وہ ریسیور رکھ کر مسکرایا۔ یہ نئے دن کا بہت خوبصورت اور مبارک آغاز تھا لیکن الزبتھ کو اگر معلوم ہوتا کہ آج پورے دن وہ اُس کے باپ کے بارے میں تفتیش کرے

گا...... تو......؟ اور یہ طے ہے کہ ڈائریکٹر ٹائی سن خود الزبتھ کے بارے میں چھان بین کرا رہا ہو گا۔

وہ شاور کے نیچے کھڑا ہوا۔ ٹھنڈا پانی سر پر گرا تو اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں لیکن عجیب بات تھی۔ وہ جب بھی جاگتا تھا اس کا دوبارہ سونے کو جی چاہنے لگتا تھا۔ شاید کئی دنوں سے نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نیند جمع ہو رہی تھی۔

تھوڑا سا اور صبر کر لو۔ اس نے خود سے کہا۔ اگلے ہفتے جی بھر کے سو لیں گے۔

وہ باہر آیا۔ ساڑھے آٹھ بجنے والے تھے۔ اُس نے ٹی وی آن کیا کہ خبریں ہی دیکھ لے۔ لگتا تھا کہ وہ دنیا سے کٹ کر جی رہا ہے لیکن یہ تو کسی کو بھی نہیں معلوم کہ وہ کیسی زبردست اور خطرناک خبر کو خبر بننے سے روکنے کے لیے سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔

کوئی بڑی خبر نہیں تھی۔ اس نے ٹی وی بند کر دیا۔

اب اتنی دیر ہو چکی تھی کہ کار لے کر نکلنا نقصان دہ تھا۔ اب تو ٹریفک کا وہ حال ہو گا کہ بمپر سے بمپر ٹکرا رہا ہو گا، وہ بغیر کار کے ہی باہر نکل آیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر واٹر فرنٹ اسٹیشن تھا۔ وہاں سے وہ میٹرو پکڑ سکتا تھا۔

یہ رش کا وقت تھا۔ ہر پانچ منٹ بعد ایک ٹرین روانہ ہوتی تھی۔ گیلری پلیس پر وہ اُترا۔ یہاں سے کیپٹل ہل کے لیے اسے یونین بس میں سوار ہونا تھا۔ سینیٹ آفس بلڈنگ میں وہ لفٹ میں داخل ہوا۔ ''فورتھ فلور'' اس نے آپریٹر سے کہا۔

بین الاقوامی تعلقات کی کمیٹی کا اجلاس شروع ہونے والا تھا۔ اس نے شیڈول کے بارے میں اخبار کا تراشا جیب سے نکالا۔ اجلاس کا آغاز ساڑھے نو بجے ہونا تھا۔ کامن مارکیٹ کے متعلق امریکی پالیسی پر ہیئرنگ ہونا تھی۔ سوئٹ نمبر ۴۲۲۹

وہ سینیٹر رالف بروکس کے پیچھے پیچھے سوئٹ نمبر ۴۲۲۹ میں داخل ہوا۔

سینیٹر دراز قد اور وجیہہ تھا۔ سینیٹر سے زیادہ وہ ہالی وڈ کا کوئی اداکار لگتا تھا۔ وہ ہر ہر قدم پر صدر فلورینا کین کے لیے رکاوٹ بنتا رہا تھا۔ صدر بنتے ہی صدر فلورینا کین نے اسے سیکرٹری آف اسٹیٹ کے عہدے سے ہٹا دیا تھا۔

لیکن رالف بروکس نے فوراً ہی اپنی سیٹ دوبارہ جیت لی تھی۔ صدر صاحبہ کی مخالفت اُس نے دوبارہ پوری تن دہی سے شروع کر دی تھی۔ پھر اسے اس کمیٹی کا چیئر مین بنا دیا گیا تھا۔ وہ ڈیموکریٹک پارٹی کا متوقع صدارتی اُمیدوار ہونے کی حیثیت سے ہی صدر صاحبہ کا حریف تھا۔

سوال یہ تھا کہ کیا وہ صدر صاحبہ کے قتل کی سازش میں شریک ہو سکتا ہے؟ بہ ظاہر تو صدر صاحبہ کی موت سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ اس صورت میں نائب صدر بل بریڈ لے کو از خود صدارت مل جاتی۔ بروکس کی صدارت کا امکان تو اور پیچھے چلا جاتا۔ لیکن بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے مارک اسے مشتبہ سینیٹرز کی فہرست سے خارج نہیں کر سکتا تھا۔ حالانکہ بروکس کے معاملے میں سازش کے محرک کی واضح کمی تھی۔

اس کمرے میں آدھی جگہ پبلک کے لیے مخصوص کی گئی تھی اور وہاں تقریباً تمام کرسیاں بھری ہوئی تھیں۔ سینیٹر بروکس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے سرگوشی میں ایک معاون سے کچھ کہا۔ معاون نے تین بار لکڑی کا ہتھوڑا میز پر مارا۔ یہ لوگوں کے لیے خاموشی اختیار کرنے کا اشارہ تھا۔

''کارروائی شروع کرنے سے پہلے میں سینیٹ کے اسٹاف ممبرز اور پریس کو شیڈول کی تبدیلی کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ آج اور کل ہم یورپین کامن مارکیٹ کے سلسلے میں اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی شہادت سنیں گے۔ اس کے بعد کارروائی آئندہ ہفتے تک کے لیے موخر کر دی جائے گی۔ تا کہ کمیٹی افریقہ کو اسلحے کی فروخت کے متنازعہ معاملے پر غور کر سکے۔

''ہم اس بل پر غور کر رہے ہیں جو نیٹو کو توڑنے کے بارے میں ہے'' سینیٹر پیٹرسن کہہ رہا تھا'' پرتگال اور اسپین نے کمیونزم کا غلبہ قبول کرنے کے بعد کامن مارکیٹ سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ادھر اٹلی کے معاشی حالات ابتر ہو گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں فرانس میں سوشلسٹوں کو انتخاب میں کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ امریکہ میں کیتھولک رائے عامہ کے دباؤ پر ہمیں اطالوی حکومت کی امداد روکنی پڑی ہے۔ اس کے جواب میں اٹلی

نے اپنے نیٹو کے اڈے بند کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

''اب میں آپ کو بتاؤں کہ نیٹو میں اگر امریکا کا کوئی سچا اتحادی ہے تو وہ برطانیہ ہے۔ اور برطانیہ کے فارن سیکرٹری کینتھ کالرک نے نیٹو کو ختم کرنے کی بڑے شد و مد سے مخالفت کی ہے۔ اب اگر ہم یہ قدم اُٹھاتے ہیں تو یورپ میں اپنے سب سے مخلص حلیف سے دور ہو جائیں گے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ ہمیں وقتی فائدے کو بھول کر اپنے حلیف کے نکتہ نظر کو اہمیت دینی چاہیے۔''

مارک مزید ایک گھنٹے تک اس کارروائی کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ وہاں سے نکل آیا اور بین الاقوامی تعلقات کی کمیٹی کے سوئٹ میں چلا گیا۔ سیکرٹری نے اسے بتایا کہ اسٹاف ڈائریکٹر اس وقت موجود نہیں ہے۔ مارک نے گزشتہ روز فون پر اس سے وقت لیا تھا۔ اس نے خود کو ایک ایسا طالب علم ظاہر کیا تھا جو فارن ریلیشنز پر ریسرچ کر رہا تھا۔

''یہاں کوئی اور ایسا ہے جو مجھے کمیٹی کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کر سکے؟'' مارک نے اس سے پوچھا۔

''میں پال روس سے بات کرتی ہوں۔''

سیکرٹری نے فون پر کچھ بات کی۔ دو منٹ بعد ایک دبلا پتلا آدمی کمرے میں آیا۔

''میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟'' اس نے شائستگی سے پوچھا۔

''میں سینیٹر سام سنن کو ایکشن میں دیکھنا چاہتا ہوں''

پال روس مسکرایا'' یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ کل شام کو یا جمعرات کو یہاں آ جائیے۔ اسلحے کی فروخت پر جو بحث ہوگی اس میں سینیٹر سنن سو فیصد شریک ہوں گے۔''

''شکریہ'' مارک نے کہا'' کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ سینیٹر سنن اور پیٹرسن ۲۴ فروری یا اس سے اگلی جمعرات کو یہاں ہونے والے اجلاس میں موجود تھے یا نہیں''

''میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ شاید مسٹر کینک کچھ بتا سکیں آپ کو''

مارک نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا'' ارے ہاں...... ایک اور بات۔ آپ مجھے سینیٹ گیلری کا پاس دے سکتے ہیں؟''

سیکرٹری نے پاس بنا کر اس کے حوالے کر دیا۔

باہر نکل کر مارک لفٹ کی طرف بڑھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جمعرات کا اجلاس اس کے لیے بے فائدہ ہے۔ اسے تو یہ دیکھنا تھا کہ ان میں سے کوئی سینیٹر کیوں صدر صاحب کی جان کے درپے ہے۔ اس کے بارے میں کیسے معلوم کیا جائے۔ مگر پھر فوراً ہی اُس نے اپنی سوچ کی تصحیح کی۔ کیوں سے زیادہ اہم کون تھا۔ اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ وہ سینیٹر کون ہے۔

وہ گراؤنڈ فلور پر آیا اور شاہراہِ آئین پر ڈرسکن بلڈنگ کی طرف چل دیا۔ سینیٹ کی سائیڈ سے وہ کیپٹل میں داخل ہوا۔ وہاں وہ لفٹ سے نیچے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

''یہ بہت مصروف دن ہے'' گارڈ نے کہا ''بڑی تعداد میں سیاح گن کنٹرول بل پر بحث سننے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔''

مارک نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ پھر پوچھا ''کیا لفٹ آنے میں بہت دیر لگے گی؟''

''جی ہاں جناب! میرا اندازہ تو یہی ہے۔''

بالآخر لفٹ نیچے آئی۔ چند منٹ بعد وہ چیمبر میں بیٹھا تھا۔ جہاں وہ بیٹھا تھا وہاں سے فلور کا محض ایک حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ سینیٹرز کی میزیں قوسی شکل میں لگی تھیں اور سب کا رُخ چیئر کی طرف تھا۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ کسی کے خطاب کے دوران بھی اسٹاف ممبرز، بلکہ بعض سینیٹرز بھی اِدھر اُدھر گھوم پھر رہے تھے۔

مقننہ کمیٹی نے دو ہفتے پہلے طویل بحث مباحثے کے بعد بل سینیٹ میں بھجوا دیا تھا۔

اس وقت سینیٹر ڈیکسٹر خطاب کر رہا تھا۔ میرا ہونے والا سسر! مارک نے سوچا۔ یہ ممکنہ قاتل تو کہیں سے نہیں لگتا لیکن سچ تو یہ ہے کہ کوئی سینیٹر بھی ایسا نہیں لگتا لیکن ان میں ایک ایسا ہے۔

سینیٹر ڈیکسٹر کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ارد گرد موجود لوگوں کو گردانتا ہی نہ ہو۔ کسی بات پر زور دینا ہوتا تو وہ میز پر گھونسہ مارتا۔ ''اس بل پر بحث کے دوران ہم ایک اہم...... بے حد اہم نکتے کو نظر انداز کر رہے ہیں اور وہ ہے فیڈرل ازم۔ گزشتہ پچاس برسوں میں

وفاقی حکومت نے ریاستوں کے بہت سے حقوق زبردستی ہتھیا لیے ہیں۔ ہمیں اپنے مسائل کے حل کے لیے صدر کی طرف اور کانگریس کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ ہمارے اجداد نے، جنہوں نے ہمیں آئین دیا، کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ مرکزی حکومت اتنی بااختیار اور خودمختار ہو گی لیکن ہمارا ملک ایسا نہیں، جہاں یہ طریقہ کامیاب ہو سکے۔ کم از کم اس طرح جمہوری انداز میں تو یہ ملک نہیں چلایا جا سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سبھی جرائم کی شرح میں کمی چاہتے ہیں لیکن مختلف مقامات پر جرائم کی نوعیت بھی مختلف ہوتی ہے۔ ہمارے آئین نے دانشمندی سے کام لیا کہ جرائم سے نمٹنے کا کام ریاست کے، مقامی انتظامیہ کے سپرد کر دیا لیکن کچھ جرائم کو وفاق کے تحت دے دیا۔ وہ سب قومی نوعیت کے جرائم ہیں لیکن جو جرائم گن کے رہین منت ہیں، وہ لوکل سطح کے ہوتے ہیں۔ تو ان کے بارے میں مقامی حکومت کو ہی سوچنا چاہیے۔ ہر ریاست اپنے ان مسائل کو خود ہی سمجھ سکتی ہے، کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔

میں جانتا ہوں۔ میرے بعض ساتھی یہ دلیل دیں گے کہ جیسے کاروں اور ڈرائیوروں کا رجسٹریشن ہوتا ہے ویسے ہی گنوں کا بھی رجسٹریشن ہونا چاہیے لیکن ذرا سوچیں، ہمارے ہاں کار اور ڈرائیور کی رجسٹریشن کا کوئی قومی معاملہ نہیں۔ یہ معاملات اسٹیٹ کے سپرد ہیں۔ ریاست ہی اپنے لوگوں کے مسائل کو بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے اور ان کے حل بھی سوچ سکتی ہے۔ یہ بات معقول بھی ہے اور ضروری بھی......''

سینیٹر ڈیکسٹر بیس منٹ تک بولتا رہا۔ اس کے بعد سینیٹر بروکس کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ اپنے ابتدائی ریمارکس کے بعد سینیٹر بروکس اپنے نوٹس دیکھ کر بولنے لگا ''ہم ہمیشہ باہر کے معاملات پر شور مچاتے ہیں'' وہ کہہ رہا تھا ''ہم نے مشرقِ وسطیٰ میں انسانی جانوں کے زیاں پر واویلا کیا۔ افریقہ، شمالی آئرلینڈ اور چلی کے بارے میں آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ ہم ویت نام میں جا کودے۔ کوئی یہ بتائے کہ ہم اپنے گھر کی اصلاح کی فکر کیوں نہیں کرتے۔ ہماری سڑکوں پر، ہمارے گھروں میں ہر روز جو لاشیں گر رہی ہیں، ان کا کیا ہوگا۔ یہ سلسلہ کبھی رُکے گا؟'' وہ کہتے کہتے رکا اور اس نے جنوبی کیرولینا کے سینیٹر ہیری سن

کی طرف دیکھا جو گن کنٹرول بل کے کٹر مخالفین میں سے تھا۔ ''کیا ہم کسی اور ایسے کا انتظار کر رہے ہیں؟ کیونکہ صدر کینیڈی کے قتل کے بعد ہی کہیں سینیٹ کمیٹی نے سینیٹر تھامس ڈوڈ کے ہینڈ گن کنٹرول بل کو سنجیدگی سے لیا تھا۔ بہرحال قانون سازی پھر بھی نہیں ہوئی۔ اگست ۶۵ء کے فسادات میں لوٹی ہوئی نہیں، خریدی ہوئی گنیں استعمال ہوئی تھیں۔ پھر بھی کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ مارٹن لوتھر کنگ کے قتل کے بعد ہمیں کچھ ہوش آیا۔ مقننہ کمیٹی نے بالآخر کرائم کنٹرول بل پاس کیا۔ مگر معاملہ رُکا رہا۔ رابرٹ کینیڈی کے قتل کے بعد سینیٹ نے اس بل کی منظوری دی۔ ۶۸ء کے فسادات کے بعد ہینڈ گن کنٹرول بل پاس ہوا۔ مگر اس میں ایک بہت بڑی کمی تھی۔ اس میں ان ہتھیاروں کی مقامی سطح پر تیاری کو ضابطوں کا پابند نہیں کیا گیا۔ ۷۲ء میں جارج ویلس کے قتل کے بعد بالآخر سینیٹ نے اس روزن کو بھرنے کی کوشش کی۔ مگر بدقسمتی سے وہ بل ایک ہاؤس کمیٹی میں فوت ہو گیا۔

اب بیس سال بعد ہم اس حقیقت کو بھلا بیٹھے ہیں کہ ۸۱ء میں واشنگٹن کی ایک سڑک پر ہینڈ گن سنبھالے ایک شخص نے صدر ریگن پر حملہ کیا اور وہ شدید زخمی ہوئے۔ نہ ہمیں ان اعداد و شمار کی فکر ہے کہ امریکہ میں ہر دو منٹ میں ایک شخص فائرنگ کے نتیجے میں زخمی یا ہلاک ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ ہم اب بھی گن کنٹرول کے سلسلے میں کسی موثر قانون سے محروم ہیں۔ آخر ہم کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ کیا اس بات کا کہ امریکا کا ایک اور صدر قتل کر دیا جائے؟'' ایک ڈرامائی توقف کے بعد اس نے سلسلہ کلام دوبارہ جوڑا ''امریکی عوام کی اکثریت گن کنٹرول بل کے حق میں ہے۔ پچھلے دس سال کے دوران ہونے والے رائے عامہ کے جائزوں کا نتیجہ دیکھ لیجیے۔ ہم نیشنل رائفل ایسوسی ایشن کو اپنے عوام پر کیوں فوقیت دے رہے ہیں۔ ان کے کھوکھلے دلائل کو ہم کیوں اہمیت دیتے ہیں۔ کیا حقائق کو سمجھنے کی ہماری صلاحیت مفلوج ہو گئی ہے؟ ہم اپنے معاشرے میں تشدد کے رجحانات کو ختم کرنے کے بجائے دوسری قوموں کو تشدد کا فلسفہ کس منہ سے پڑھاتے ہیں؟''

اس جذباتی تقریر پر مارک ہی نہیں، وہاں بیٹھے تمام لوگ حیران تھے۔ کیونکہ عام تاثر یہ تھا کہ سینیٹر بروکس صدر صاحبہ کے کسی اقدام کی کبھی حمایت نہیں کرے گا۔ اس کا سابقہ ریکارڈ بھی یہی ظاہر کرتا تھا۔

اس کے بعد سینیٹر ہیری سن کی باری تھی۔ اس نے نرم لہجے میں بات شروع کی ''یہ قانون اپنے دفاع کے بنیادی حق کے تصور کی مکمل طور پر نفی کرتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ کسی بھی شخص کے پاس ہینڈ گن، شاٹ گن یا رائفل رکھنے کا ایک ہی قانونی جواز ہے، شکار یا نشانہ بازی کے مقابلے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ دور دراز کی ریاستوں کے بارے میں بھی سوچیں۔ آیووا کے کسی فارم میں یا الاسکا کے کسی گھر میں موجود ان لوگوں کا تصور کریں جنہیں اپنے تحفظ کے لیے گن کی ضرورت ہوتی ہے اور میرے نزدیک یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ اصل میں ہمارا مسئلہ امریکہ میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت ہے، نہ کہ گنوں کی تعداد۔ لاقانونیت بڑھے گی تو جرائم بڑھیں گے اور جرائم میں گنوں کا استعمال بھی ہوگا لیکن یقین کریں گنوں کی وجہ سے جرائم نہیں ہوتے۔ جرم لوگ کرتے ہیں اگر ہمیں جرائم سے لڑنا ہے تو ہمیں اس کے بنیادی اسباب کو تلاش کر کے ختم کرنا ہوگا۔ لوگوں سے گنیں واپس لے لینے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہاں ایک کہاوت مشہور ہے...... گن رکھنا خلافِ قانون ہوگا تو ہر قانون شکن کے پاس گن ہوگی اور امن پسند لوگ بے بس ہوں گے۔ اپنے دفاع سے بھی محروم''

سینیٹر تھورن ٹن نے گن کنٹرول بل کے خلاف تقریر شروع کی ہی تھی کہ کھانے کا وقفہ ہو گیا۔ اب کارروائی ڈھائی بجے شروع ہونا تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے فلور خالی ہو گیا۔ مارک نے گارڈ سے دوسرے اسٹاف ڈائریکٹر ہنری لیکھم کے بارے میں دریافت کیا، جس سے اُس نے ملاقات کا وقت لیا تھا۔ گارڈ نے گیلری میں بیٹھے ہوئے باریک مونچھوں والے پستہ قد اور موٹے شخص کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دیکھنے میں خوش مزاج آدمی لگتا تھا۔

مارک اُس کے پاس گیا ''میں مارک اینڈریوز ہوں جناب!''

"ارے ہاں! مجھے یاد آیا۔ وہ اسٹوڈنٹ جس نے کل فون کیا تھا۔" ہنری نے خوش دلی سے کہا "ایک منٹ مسٹر اینڈریوز۔ میں چند ضروری کام نمٹا کر ابھی آیا۔"

مارک بیٹھ گیا۔ دس منٹ بعد ہنری واپس آیا۔ "اب مجھے فرصت ہے مسٹر اینڈریوز۔ لنچ کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"زبردست"

وہ نیچے سینیٹرز ڈائننگ روم میں چلے آئے۔ سائیڈ کی ایک میز انہیں مل گئی۔ مارک اس کی مدح سرائی کرتا رہا کہ اسٹاف ڈائریکٹر کی حیثیت سے اسے کتنی محنت اور بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہوگی۔

ہنری لیکھم تعریف سے خوش ہوا۔ وہاں فکس مینو تھا۔ انہوں نے اس کے مطابق آرڈر دیا۔ تین میز دور جو شخص بیٹھا ان دونوں کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا، اُس نے بھی کھانے کا آرڈر دیا۔

"دراصل میں گن کنٹرول بل پر مقالہ لکھ رہا ہوں" مارک نے اسٹاف ڈائریکٹر سے کہا "اس کے لیے مجھے اندر کی کچھ معلومات درکار ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ اس سلسلے میں آپ سے بڑھ کر میری مدد کوئی اور نہیں کر سکتا۔"

ہنری لیکھم مسکرایا "ارے...... اس بل کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں، جو میرے علم نہ ہو۔"

"اس کمیٹی کے گیارہ سینیٹرز میں سے کتنے اس کے حق میں ہیں؟"

"ڈیموکریٹس میں بروکس، برڈ کر، اسٹیون سن اور گلین اور ابورزک، بارڈ اور مونی ہان صلاح مشورے کر رہے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ بل کے حق میں جائیں گے۔ ڈیموکریٹس میں صرف تھورن ٹن اس کی مخالفت کرے گا۔ تم نے سن ہی لیا ہوگا کہ وہ ڈیکسٹر کے موقف کی تائید کرے گا۔ تھورن ٹن کے لیے یہ اصول کا مسئلہ نہیں۔ وہ دونوں طرف بنائے رکھنا چاہتا ہے۔ ٹیکساس میں تو پہلے ہی گن کنٹرول کے ضوابط موجود ہیں۔ تو وہ کہے گا کہ اسٹیٹ کو فیصلے کا حق ملنا چاہیے۔ یہ وفاق کا معاملہ نہیں۔ اس اعتبار سے وہ بل

کی مخالفت نہیں کر رہا ہوگا۔ کیونکہ اس کی اپنی ریاست تو پہلے ہی اس سلسلے میں ایکشن لے چکی ہے اور وہ بل کی حمایت بھی نہیں کر رہا ہے لیکن ٹیکساس میں اسلحے کی بڑی کمپنیاں موجود ہیں، جنہیں اس بل کی منظوری سے بڑا دھچکا لگے گا۔ یہاں پھر بے روزگاری کا مسئلہ بھی سر اُٹھائے گا۔ ابھی تو وہ کمپنیاں ٹیکساس باہر اپنا اسلحہ فروخت کر دیتی ہیں۔ تھورن ٹن اپنے حلقہ انتخاب کے لوگوں کو یہ کہہ کر بہلا رہا ہے کہ وہ بہ یک وقت گنوں پر کنٹرول بھی کر سکتے ہیں اور گنیں تیار بھی کر سکتے ہیں یعنی چت بھی اپنی اور پٹ بھی اپنی۔ یہ شخص تھورن ٹن بڑے عجیب انداز میں کام کرتا ہے۔ اب ری پبلی کنز میں میتھائس بل کے حق میں ہے۔ وہ قدامت پسند آدمی ہے۔ ہیری سن اور ڈیکسٹر کو تو تم سن ہی چکے ہو۔ میک کولسٹر اور روڈسن بل کے مخالف ہیں۔"

مارک سنتا رہا۔ ہنری لیکھم اپنی اہمیت ثابت کر کے خوش ہو رہا تھا۔ اس کی کوئی سنتا ہی نہیں تھا، نہ گھر میں نہ گھر سے باہر۔ آج ایک سامع میسر آ گیا تھا تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔

"ڈیکسٹر بہ ظاہر صاف ستھرا آدمی ہے لیکن مجھے اُس کے اصولی موقف کی سچائی اور خلوص میں شبہ ہے۔" ہنری لیکھم کہتا رہا "تمہیں پتا ہے، کینکٹی کٹ میں کتنی گن کمپنیاں ہیں؟ ریمنگٹن، کولٹ، اولن، ونچسٹر، مارلن، اسٹرم روگر! اس کے باوجود سینیٹر ربکوف گن کنٹرول بل کے حق میں ہے۔ یہ ہوتی ہے سچائی لیکن ڈیکسٹر ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ وہ ان میں سے ایک بڑی کمپنی کا بڑا اور اہم حصہ دار ہے اور اس وقت تو ایسا لگتا ہے کہ کوئی چیز اسے اندر ہی اندر بے چین کیے ہوئے ہے۔ ابھی تک اس نے گن کنٹرول بل پر ہونے والا کوئی سیشن مس نہیں کیا۔"

مارک کا دل ڈوبنے لگا۔ یہ بات الزبتھ کے باپ کے بارے میں کہی جا رہی تھی۔

"تو آپ کے خیال میں بل منظور ہو جائے گا؟" اس نے پوچھا۔

"یقیناً ہو جائے گا۔ دونوں ایوانوں پر ڈیموکریٹ قابض ہیں لیکن ۱۰ مارچ کو اقلیت اکثریت میں شامل ہو جائے گی۔ جمعرات کے بعد کوئی اس بل کو نہیں روک سکے

گا۔ اکثریتی لیڈر کو اندازہ ہے کہ صدر کے نزدیک اس بل کی کتنی اہمیت ہے۔''

اکثریتی لیڈر بائرڈ! وہ بھی مارک کی فہرست میں موجود تھا۔ ''مجھے اکثریتی لیڈر کے بارے میں کچھ بتا سکیں گے آپ؟ وہ مقننہ کمیٹی میں بھی تھے۔ ان کی کیا پوزیشن ہے؟''

''یہ ایک دلچسپ سوال ہے اینڈریوز۔ بائرڈ ایک حوصلہ مند اور بڑے خواب دیکھنے والا شخص ہے۔ وہ غربت میں پیدا ہوا تھا اور ہمیشہ اس کا حوالہ بھی دیتا ہے۔ وہ ٹیم پلیئر ہے۔ وہ دوسرے سینیٹرز کا ہمیشہ خیال رکھتا رہا ہے۔ وہ ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے۔ وہ سچا ڈیموکریٹ ہے اور بہت بااثر اکثریتی لیڈر ہے۔ وہ گن کنٹرول بل کے حق میں تو نہیں ہو سکتا لیکن ابھی تک اس نے کھل کر اس کے خلاف بات بھی نہیں کی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ سینیٹ میں صدر کی نمائندگی کر رہا ہے۔ اس نے شیڈول کا خیال رکھا ہے اور اسے التوا کا شکار نہیں ہونے دیا ہے.....''

''قطع کلامی معاف مسٹر لیکھم! یہ التوا سے آپ کی کیا مراد ہے؟''

''تکنیکی بات ہے۔ ایک دن کی کارروائی اور دوسرے دن کے درمیان وقفہ کہلاتا ہے۔ وقفے کے بعد پچھلے روز کے نامکمل معاملات پہلے نمٹائے جاتے ہیں۔ اگر لیڈر آف دی ہاؤس وقفہ کا وقت بڑھا دے تو سینیٹ کا دن طویل ہو جاتا ہے۔ اتنا طویل کہ کئی دنوں پر محیط ہو جاتا ہے۔ بائرڈ یہ تکنیک استعمال کرتا رہا ہے۔ کیونکہ ۱۰ مارچ تک اگر بل پاس نہیں ہوتا تو صدر صاحبہ اپنے ذرِ اقتدار میں اس بل کو دوبارہ سینیٹ میں رائے دہی کے لیے نہیں لا سکیں گی اور یہ بل کے مخالفین کے لیے بڑی کامیابی ہوگی۔ یہ عین ممکن ہے کہ صدر صاحبہ اگلا انتخاب نہ جیت سکیں۔ یوں یہ بل اپنی موت آپ مر جائے گا۔''

''اور ۱۰ مارچ کو اسے روکنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟''

''میرے خیال میں ایسا کچھ ہونا ممکن نہیں۔ ہاں، صدر صاحبہ کی موت کی صورت میں یہ ممکن ہے۔ کیونکہ اس طرح سینیٹ کی کارروائی میں سات دن کا وقفہ آئے گا لیکن ایسا کوئی امکان ہے نہیں۔''

مارک اس سے بروکس کے بارے میں بات کرنے والا تھا کہ اُس نے چونک کر

گھڑی میں وقت دیکھا۔ ''ارے بھئی! مجھے واپس جانا ہے۔ مجھے سب سے پہلے وہاں پہنچ کر معاملات درست کرنے ہوتے ہیں نا''

مارک نے ہنری لیکھم کا شکریہ ادا کیا۔ ہنری نے بل ادا کر دیا ''کسی بھی وقت کچھ معلوم کرنا ہو تو میرے پاس چلے آنا'' اس نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں ضرور''

ہنری لیکھم کے جانے کے بعد مارک کافی پیتے ہوئے غور کرتا رہا۔ تین میز دور نگرانی کرنے والا شخص بھی کھانے سے نمٹ چکا تھا اور اس کے اگلے قدم کا منتظر تھا۔

مارک دوبارہ ڈریسکن بلڈنگ واپس گیا۔ اس بار دوسرے اسٹاف ڈائریکٹر کینک سے اس کی ملاقات ہوگئی۔

''ہاں اینڈریوز! بتاؤ میں تمہارے کس کام آ سکتا ہوں؟'' مسٹر کینک کا انداز ایسا تھا جیسے اسے جلد از جلد نمٹانا چاہتا ہو۔

''میں سینیٹرز کی کارکردگی پر مقالہ لکھ رہا ہوں مسٹر کینک'' مارک نے کہا ''مسٹر لیکھم نے مجھے بتایا کہ اس سلسلے میں آپ سے بڑھ کر کوئی میری مدد نہیں کر سکتا۔''

''تو کہو نا، کیا جاننا چاہتے ہو؟''

یہاں خوشامد کام نہیں کر رہی تھی ''میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ۳ مارچ کو ساڑھے دس بجے سینیٹر سام نن اور سینیٹر پیٹرسن کمیٹی کی کارروائی میں شرکت کے لیے یہاں موجود تھے یا نہیں؟''

کینک نے ایک رجسٹر کھولا، اس کا جائزہ لیا اور نفی میں سر ہلایا ''نہیں، دونوں میں کوئی بھی موجود نہیں تھا اور کچھ؟''

''جی نہیں، شکریہ'' مارک نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔

اب مارک لائبریری کی طرف جا رہا تھا۔ یہ بڑی کامیابی تھی۔ اس کے پاس مشتبہ سینیٹرز کی فہرست میں اب صرف پانچ نام رہ گئے تھے۔ بروکس، بائرڈ، ڈیکسٹر، ہیری سن اور تھورن ٹن۔ یہ پانچوں گن کنٹرول بل کی مقننہ کمیٹی میں بھی تھے اور سینیٹ کے فلور پر بھی بل پر بحث کرتے رہے تھے۔ وہ لفٹ میں بیٹھ کر نیچے آیا۔ وہاں ایک فون سے اس

نے ڈائریکٹر کا نمبر ملایا ''جولیس'' رابطہ ملتے ہی اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

''نمبر بتاؤ''

اُس نے نمبر بتایا اور ریسیور لٹکا دیا۔

چند لمحے بعد فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے فون ریسیو کیا۔ ''کیا خبر ہے؟''

''پیٹرسن اور سام ٹن کلیئر ہو گئے ہیں۔ اب مشتبہ سینیٹر صرف پانچ ہیں اور وہ سب گن کنٹرول بل کی کمیٹی میں شامل ہیں۔''

''گڈ'' ڈائریکٹر نے کہا ''لیکن مارک! اب ہمارے پاس بہ مشکل ۴۸ گھنٹے رہ گئے ہیں۔''

''یس سر'' رابطہ منقطع ہو گیا۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا، پھر اس نے ولسن ہاسپٹل کا نمبر ملایا۔ نرس سے اس نے ڈاکٹر ڈیکسٹر سے بات کرانے کو کہا۔ اس دوران وہ سوچتا رہا کہ رات کے بارے میں وہ الزبتھ سے کیا وضاحت کرے گا۔ پھر اسے خیال آیا کہ ڈائریکٹر کا خدشہ درست نکلا اور الزبتھ کا باپ......

''ڈاکٹر ڈیکسٹر اسپیکنگ'' الزبتھ کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

''تمہاری ڈیوٹی کب ختم ہو گی الزبتھ؟''

''پانچ بجے۔ لیکن کیوں؟ خیر تو ہے'' دوسری طرف سے تمسخرانہ لہجے میں کہا گیا۔

''میں تمہیں پک کر لوں؟''

''کیا حرج ہے۔ جبکہ اب مجھ پر تمہاری پاک بازی ثابت ہو چکی ہے تو میں جانتی ہوں کہ مجھے تم سے کوئی خطرہ نہیں۔''

''پلیز! آج یہ بات نہیں کرو۔ کسی دن میں وضاحت بھی کر دوں گا۔''

''ٹھیک ہے مارک! پانچ بجے''

''شکریہ لز''

......☆☆......

مارک نے کوشش کر کے لز کے تصور کو ذہن سے دھکیل کر نکالا اور سڑک پار کر کے کیپٹل گراؤنڈز کی طرف چل دیا۔ سپریم کورٹ اور دی کیپٹل کے درمیان گھاس کے ایک قطعے پر ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گیا۔ اُس نے سوچا، یہاں وہ عدلیہ اور مقننہ کے تحفظ میں ہے۔ اس کے ایک طرف آزادی ہے اور دوسری طرف آئین لیکن یہاں ۱۰ مارچ کو ایک سینیٹر امریکا کی جمہوری تاریخ کو داغدار کرنے والا ہے۔ دی کیپٹل کی سیڑھیوں پر صدر صاحبہ کے خون کے دھبے......

وہاں بیٹھ کر اس نے اپنے نوٹس کا جائزہ لیا۔ دو دن میں اسے پانچ سینیٹرز میں سے اس سینیٹر کو حتمی طور پر الگ کرنا ہے جو صدر کے قتل کی سازش میں شریک ہے۔ بروکس، بائرڈ، ڈیکسٹر، ہیری سن اور تھورن ٹن۔ ۲۴ فروری کو لنچ کے وقت یہ لوگ کہاں تھے؟ اگر اس سوال کا جواب مل جائے تو دودھ کا دودھ، پانی کا پانی ہو جائے۔ چار بے قصور سینیٹرز الگ ہو جائیں اور وہ سینیٹر بے نقاب ہو جائے جو صدر صاحبہ کو قتل کرنے کے لیے بے تاب ہو رہا ہے۔

پھر اُس نے سوچا، اگر وہ سینیٹر مل بھی جائے تو اس قتل کو کیسے روکا جا سکتا ہے۔ کیونکہ سینیٹر خود تو صدر صاحبہ کو قتل کرنے سے رہا۔ ہمیں صدر صاحبہ کو دی کیپٹل جانے سے روکنا ہو گا۔ یقیناً ڈائریکٹر کے پاس اس کے لیے کوئی منصوبہ ہو گا۔ وہ بات کو اتنا آگے تو نہیں جانے دے گا۔

اُس نے اپنی فائل بند کی، اُٹھا اور میٹرو کی طرف چل دیا۔

گھر پہنچ کر اس نے کپڑے بدلے، اپنی گاڑی کی چابی لی اور گاڑی میں بیٹھ کر ولسن ہاسپٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ڈرائیو کرتے ہوئے اُس نے عقب نما میں دیکھا۔ اس بار ایک مختلف کار اُس کا تعاقب کر رہی تھی۔ وہ سیاہ بیوک تھی۔ میری حفاظت کرنے والے مستعد ہیں۔ اُس نے سوچا۔

وہ پونے پانچ بجے ہاسپٹل پہنچا۔ الزبتھ ابھی فارغ نہیں ہوئی تھی۔ وہ اپنی کار میں آیا اور ریڈیو آن کر کے خبریں سننے لگا۔ فلپائن میں زلزلے کے نتیجے میں ۱۱۱۲ افراد ہلاک

ہو گئے تھے۔ صدر فلوریناکین کو یقین تھا کہ گن کنٹرول بل پاس ہو جائے گا۔ پھر کاروباری خبریں اور اس کے بعد کھیل کی خبریں۔ الزبتھ ہاسپٹل سے باہر آئی اور کار کا دروازہ کھول کر اُس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

''اب میں رات کے بارے میں کیا کہوں؟'' مارک نے کہا۔

''کچھ بھی نہیں۔ میرے لیے وہ ایسا ناول تھا جس کے آخری صفحات نکال دیے گئے تھے۔ وہ صفحات کس نے نکالے تھے مارک''

''سمجھ لو کہ وہ آخری صفحات میرے پاس ہی ہیں'' مارک نے جواب دینے سے گریز کیا۔

''شکریہ۔ لیکن آج میں ناول پڑھنے کے موڈ میں نہیں ہوں'' الزبتھ نے کہا'' پچھلا ناول ہی میرے لیے اذیت ناک ثابت ہوا، جیسے کوئی برا خواب''۔

مارک ڈرائیو کرتا رہا۔ الزبتھ خاموش بیٹھی تھی۔ مارک کو اُلجھن ہونے لگی۔ ایک مناسب مقام پر اس نے گاڑی سائیڈ میں روک دی۔ پھر گھوم کر الزبتھ کو دیکھا'' کیا اس کھنچاؤ کی وجہ گزشتہ رات ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''جزوی طور پر۔ تم خود سوچو، جس طرح اچانک تم رُخصت ہوئے، وہ میرے لیے بہت توہین آمیز تھا۔'' الزبتھ نے کہا'' اور یہ میں جانتی ہوں کہ اصل بات تم مجھے بتاؤ گے نہیں''

''میں بتا نہیں سکتا'' مارک نے معذرت طلب لہجے میں کہا'' لیکن یقین کرو، اس کا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تمہیں اتنا بتا دوں کہ کم از کم......'' وہ کہتے کہتے رُک گیا۔

''کم از کم کیا؟ یہ بتاؤ، وہ کال اتنی اہم کیوں تھی؟''

''بھول جاؤ اس بات کو۔ کھانے کی فکر کرو۔''

الزبتھ نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔

مارک نے گاڑی اسٹارٹ کی، اسی لمحے عقب سے دو گاڑیاں نکلیں۔ ایک بلیو فورڈ تھی اور دوسری سیاہ بیوک۔ اُس نے الزبتھ کی طرف دیکھا۔ وہ اس تعاقب سے بے خبر تھی۔ ظاہر ہے، وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

مارک نے گاڑی وسکولنن ایوینیو پر ایک جاپانی ریسٹورنٹ کے سامنے روک دی۔ اب وہ الزبتھ کے گھر تو جا نہیں سکتا تھا کہ وہاں بیورو والوں نے بگ نصب کر رکھے تھے۔

کھانا لذیذ تھا۔ الزبتھ کا موڈ کچھ بہتر ہو گیا'' مجھے افسوس ہے کہ میرا رویہ اچھا نہیں تھا۔'' کھانے کے دوران اس نے معذرت کی۔'' دراصل ان دنوں میرے ذہن پر بھی بہت بوجھ ہے۔''

''مناسب سمجھو تو مجھے بتاؤ''

''نہیں بتا سکتی۔ ذاتی نوعیت کی بات ہے اور ڈیڈی نے سختی سے کہا ہے کہ اس پر کسی سے بھی بات نہ کروں۔''

مارک کا جسم تن سا گیا'' مجھے بھی نہیں بتا سکتیں؟''

''نہیں۔ ہم دونوں کو ہی صبر سے کام لینا ہوگا''

کھانے کے بعد وہ ایک ڈرائیو ان سینما میں گئے۔ وہاں نیم تاریکی میں وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے بیٹھے رہے لیکن مارک کو احساس تھا کہ الزبتھ اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہتی۔ خود وہ بھی اس موڈ میں نہیں تھا۔ کیسی عجیب بات تھی۔ ان دونوں کی فکرمندی کا سبب ایک ہی شخص تھا، البتہ دونوں کی وجوہات مختلف تھیں لیکن نہیں، یہ بھی تو ممکن ہے کہ ان کی فکرمندی کی وجہ بھی ایک ہی ہو۔ اُس نے سوچا، اگر الزبتھ کو پتا چل جائے کہ جس دن وہ اس سے پہلی بار ملا، اس دن سے آج تک ہر روز اُس کے باپ کے بارے میں چھان بین کرتا رہا ہے تو اس کا ردِعمل کیا ہوگا لیکن کیا پتا، وہ یہ بات جانتی ہو۔

مارک جھنجلا گیا۔ کیا بات ہے؟ وہ اس پر شبہ کیوں کرتا ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ وہ اسے چال میں پھانسنے کے لیے اُس سے ملتی ہو۔

فلم تو وہ دیکھ ہی نہیں سکا۔ فلم ختم ہوئی تو الزبتھ کو اس کے گھر چھوڑ کر وہ اپنے گھر چلا آیا لیکن سائمن کو گاڑی کی چابیاں دے کر وہ لفٹ کی طرف بڑھا۔ اُوپر لفٹ سے اُترتے ہوئے تاریکی میں حرکت سی محسوس ہوئی لیکن وہ محض اس کا وہم تھا۔ اعصاب پر بوجھ بہت بڑھ چکا تھا۔

اپنے کمرے میں اُس نے ڈائریکٹر سے صبح کی ملاقات کے لیے رپورٹ تیار کی اور پھر بستر میں ڈھیر ہو گیا۔ سونے سے پہلے اس کے ذہن میں آخری خیال یہ تھا کہ اب صرف دو دنوں کی مہلت رہ گئی ہے۔

..........☆☆..........

بدھ، ۹ مارچ قبل از سحر، ایک بجے

فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ مارک کی کیفیت ایسی تھی کہ وہ نیند اور بیداری کے درمیان معلق تھا۔ فون کی گھنٹی تھی کہ خاموش ہی نہیں ہو رہی تھی۔ پھر سوتے ہوئے بھی مارک کو خیال آیا کہ یہ جولیس کا فون ہو سکتا ہے۔ ڈائریکٹر کا فون!

اُس نے ریسیور اُٹھایا اور جماہی لیتے ہوئے کہا ''ہیلو؟''

''مارک اینڈریوز؟''

''ہاں! بول رہا ہوں''

''میں جارج اسٹاپوز۔ معذرت کہ میں نے تمہیں سوتے سے اُٹھایا لیکن مجھے ایک ایسی بات معلوم ہوئی تھی کہ تمہیں اس سے مطلع کرنا ضروری تھا۔''

نک کے صحافی دوست کی بات سن کر مارک پوری طرح بیدار ہو گیا ''تو بتاؤ''

''میں نے معلومات کے بدلے معلومات حاصل کی ہیں۔ اب تم پر میرا دو خبروں کا قرض ہے۔'' جارج اسٹاپوز نے کہا۔ پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد بولا ''نک اسٹیمز کی موت سے مافیا کا کوئی تعلق نہیں اور بنیادی طور پر وہ گن کنٹرول بل کے مخالف ہیں۔ لیکن وہ اسے روکنے کی کوشش ہرگز نہیں کر رہے ہیں۔ تو انہیں تم بھول جاؤ۔ اب بات سنو مارک، اگر نک اسٹیمز کا معاملہ نہ ہوتا تو میں اتنا آگے کبھی نہ بڑھتا۔ اب میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ معاملے کو احتیاط سے ہینڈل کرنا۔''

''میں سرتوڑ کوشش کر رہا ہوں'' مارک نے کہا ''معلومات کا شکریہ''

ریسیور رکھ کر وہ دوبارہ لیٹ گیا۔

..........☆☆..........

بدھ، ۹ مارچ..... صبح ۵ بج کر ۵۰ منٹ

''آپ کا فون ہے سر''

ڈائریکٹر سوتے میں منمنایا۔ ''کیا...... کیا کہا......؟''

''فون ہے سر...... آپ کے لیے''

ڈائریکٹر نے آنکھیں کھولیں۔ اس کی ہاؤس کیپر کھڑی تھی۔ ''کیا وقت ہوا ہے؟''

''چھ بجنے میں دس منٹ جناب!''

''اور فون پر کون ہے؟''

''مسٹر ایلیٹ جناب''

''ٹھیک ہے۔ میرے فون پر سوئچ کر دو کال کو۔'' ڈائریکٹر نے کہا۔ ایلیٹ نے اسے سوتے سے جگایا تو یقیناً کوئی اہم بات ہو گی۔

ریسیور پر ایلیٹ کی آواز اُبھری تو اس نے کہا ''گڈ مارننگ ایلیٹ! کیا خبر ہے؟''

پھر وہ چند لمحے سنتا رہا۔ ''کیا تم یقین سے کہہ رہے ہو؟ اگر یہ درست ہے تو پھر صورتِ حال ہی اور ہو جاتی ہے...... کس وقت؟ سات بجے؟ ٹھیک ہے، تم ساڑھے چھ بجے مجھ سے ملو۔''

ڈائریکٹر نے ریسیور رکھا اور پاؤں نیچے لٹکا لیے۔ وہ اس وقت کسی گہری سوچ میں تھا۔ بالآخر وہ اُٹھا، اس نے ڈریسنگ گاؤن پہنا اور باتھ روم میں چلا گیا۔ وہ بڑبڑا رہا تھا۔

..........☆☆..........

اسی وقت مارک کے فون کی گھنٹی بھی بجی تھی لیکن اسے گمنام شخص نے نہیں، الزبتھ نے فون کیا تھا۔

''مجھے تم سے ملنا ہے...... بہت ضروری''

''کب اور کہاں؟'' مارک نے پوچھا۔

''آٹھ بجے...... مے فیئر کی لابی میں''

"او کے"

مارک کو یقین تھا کہ مے فیئر میں کوئی اسے پہچاننے والا نہیں ہوگا لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ یہ اچانک اور بے وقت ملاقات بے سبب تو نہیں ہو سکتی۔ الزبتھ نے آخر اسی جگہ کا انتخاب کیوں کیا۔

............☆☆............

اس صبح ایک کال سینیٹر کو بھی موصول ہوئی تھی۔ کال کرنے والا نہ تو گمنام آدمی تھا، نہ الزبتھ ڈیکسٹر۔ اسے چیئرمین نے کال کیا تھا۔

"دوپہر کو شیرٹن ہوٹل میں پہنچ جاؤ فائنل بریفنگ کے لیے۔"

"میں پہنچ جاؤں گا۔" سینیٹر نے کہا۔

مگر ریسیور رکھنے کے بعد وہ مضطربانہ انداز میں ادھر سے اُدھر ٹہلتا رہا۔

............☆☆............

ڈائریکٹر نے مسز میک گریگر کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا "تین افراد کے لیے کافی مسز میک گریگر" پھر پوچھا۔ "وہ دونوں آچکے ہیں نا؟"

"یس سر"

ڈائریکٹر دروازہ کھول کر کمرے میں چلا گیا۔ "گڈ مارننگ میٹ! گڈ مارننگ مارک" اپنی کرسی پر ٹہلتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ دھماکا کب کرنا ہے۔ اس نے سوچا، پہلے مارک اینڈریوز کو موقع دیا جائے۔ "ہاں مارک! تمہاری کیا رپورٹ ہے؟"

"میں نے آپ کو بتا دیا تھا کہ اب صرف پانچ سینیٹرز مشتبہ رہ گئے ہیں۔" مارک نے کہا "اور وہ سب کے سب گن کنٹرول بل سے وابستہ ہیں۔ گن کنٹرول بل کی ۱۰ مارچ کو کامیابی یقینی ہے اور یہ بھی طے ہے کہ صرف صدر صاحبہ کا قتل ہی اس بل کو روک سکتا ہے۔"

"لیکن میں سمجھتا ہوں کہ صدر صاحبہ کا قتل اس بل کی کامیابی کی ضمانت بن جائے گا۔" میٹ راجرز نے کہا۔

"اتنے بڑے واقعے کے بعد کیا ہوگا، اس کے بارے میں کوئی یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ قیاسات تو دھرے رہ جاتے ہیں" ڈائریکٹر نے سرد لہجے میں کہا "ہاں مارک، آگے چلو"

مارک نے جو کچھ لیکھم اور جارج اسٹامپوز سے سنا تھا، دہرا دیا۔ "یہ صورتِ حال ہے جناب! مجھے لگتا ہے کہ میں کسی اندھی گلی میں اندھیرے میں کھڑا ہوا میں گھونسے چلا رہا ہوں۔" ڈائریکٹر نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

"آج میں سینیٹ میں اپنی فہرست کے ایک سینیٹر کا خطاب سنوں گا۔" مارک نے کہا "کاش! کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ ۲۴ فروری کو ان پانچوں میں سے کس نے کہاں لنچ کیا تھا تو بڑا مسئلہ حل ہو جائے۔"

"ان میں سے کسی کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔ ورنہ وہ منصوبہ چھوڑ بیٹھیں گے۔ اس کے بعد ہم صحیح معنوں میں اندھیرے میں ہوں گے۔" ڈائریکٹر نے کہا۔

"اب میں تمہیں خبردار کر دوں مارک کہ میرے پاس کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ تو بہتر ہے کہ تم خود کو اس کے لیے تیار کر لو۔ اب ہمیں ایسا لگ رہا ہے کہ ڈیکسٹر ہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔

مارک کو اپنا خون رگوں میں سرد ہوتا محسوس ہوا "کیسے جناب؟" بہ مشکل اُس نے پوچھا۔

میٹ راجرز نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا "میرے آدمیوں نے بڑی احتیاط اور رازداری کے ساتھ جارج ٹاؤن اِن میں چھان بین کی۔ ہمیں کسی قابل ذکر کامیابی کی اُمید نہیں تھی۔ اسٹاف سے پوچھ گچھ تو بے سود ثابت ہوئی لیکن آج نائٹ اسٹاف سے پوچھ گچھ پر ایک نائٹ پورٹر نے بتایا کہ اس نے ۲۴ فروری کو ڈھائی بجے کے قریب سینیٹر ڈیکسٹر کو تیز قدموں سے جاتے دیکھا تھا۔"

"اسے کیا پتا کہ وہ سینیٹر ڈیکسٹر تھا؟" مارک نے اعتراض کیا۔

"وہ کینیکٹی کٹ کا رہنے والا ہے اور ڈیکسٹر کو اچھی طرح پہچانتا ہے اور آگے کی

سنو۔اس کے ساتھ ایک جوان عورت بھی تھی۔اس کا جو حلیہ اس نے بیان کیا، وہ الزبتھ ڈیکسٹر ہی ہوسکتی ہے۔''

''یہ کوئی ثبوت تو نہیں ہے۔یہ تو واقعاتی شہادت ہے۔عدالت میں تو اسے گردانا بھی نہیں جائے گا۔'' مارک نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن مارک! سوچو۔سینیٹر ڈیکسٹر اسلحہ سازی میں ملوث ہے۔گن کنٹرول بل پاس ہوگیا تو اس کو ناقابل برداشت مالی جھٹکا لگے گا۔یوں کہو کہ وہ قلاش ہوجائے گا یعنی محرک بھی موجود ہے۔''

''لیکن جناب! کوئی سینیٹر محض اپنی کمپنی کو بچانے کے لیے صدر کے قتل کی سازش میں ملوث ہوسکتا ہے۔بل کو روکنے کے اور بھی تو طریقے ممکن ہیں۔وہ اسے کمیٹی میں پھنسائے رکھنے کی کوشش کرسکتا ہے، وہ سینیٹ میں التوا......''

''وہ یہ تمام کوششیں کرچکا ہے اور ہر کوشش ناکام ہوچکی ہے اور مارک! تم نے خود ہمیں بتایا کہ اب صدر صاحبہ کی موت ہی اس بل کو منظور ہونے سے روک سکتی ہے۔''

''ممکن ہے، دیگر چار مشتبہ سینیٹرز کے پاس اس سے زیادہ طاقتور محرکات ہوں، لیکن ہمیں ان کا علم نہ ہو۔میں نہیں سمجھتا جناب کہ سینیٹر ڈیکسٹر ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔''

''میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں مارک۔عام حالات میں میں تم سے اتفاق کرتا لیکن اس غیر معمولی صورتِ حال میں ہمیں واقعاتی اور بہت ہلکی شہادت کو بھی اہمیت دینی پڑے گی اور ایک بات اور۔جس رات اینجلو کیس فکس کا ہاسپٹل میں قتل ہوا، ڈاکٹر الزبتھ ڈیوٹی آف ہوجانے کے باوجود وہاں موجود رہی تھی۔پانچ بجے اس کی چھٹی ہوگئی تھی۔پھر بھی وہ مزید دو گھنٹے وہاں رُکی۔اینجلو اس کا مریض نہیں تھا، پھر بھی اس نے اسے ٹریٹ منٹ دیا۔پھر وہ گھر گئی۔یہ اس کی فرض شناسی بھی ہوسکتی ہے لیکن اس معاملے میں یہ اتفاق در اتفاق ایسا نہیں کہ اسے نظرانداز کیا جاسکے۔واقعات ڈیکسٹر اور اس کی بیٹی، دونوں کے خلاف جارہے ہیں۔''

مارک خاموش رہا۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

''اب میری بات دھیان سے سنو۔'' ڈائریکٹر نے کہا ''میں جانتا ہوں کہ تم واقعاتی شہادتوں کو اہمیت نہیں دینا چاہتے۔تم یہ یقین نہیں کرنا چاہتے کہ سینیٹر ڈیکسٹر ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔تم سمجھتے ہو کہ دیگر چار مشتبہ سینیٹرز میں سے کوئی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔لیکن اب سے ۲۶ گھنٹے بعد صدر صاحبہ وائٹ ہاؤس سے روانہ ہوں گی اور اس عرصے میں مجھے مطلوبہ آدمی کو پکڑنا ہے، وہ جو کوئی بھی ہے لیکن اسے پکڑنے کے لیے میں صدر صاحبہ کی زندگی کو داؤ پر نہیں لگا سکتا۔یہ بتاؤ، اب تم اس لڑکی سے کب ملوگے؟''

مارک نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا ''صبح آٹھ بجے، مے فیئر کی لابی میں''

''کیوں؟'' ڈائریکٹر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''یہ تو مجھے نہیں معلوم جناب! اس نے کہا تھا کہ یہ بہت ضروری ہے۔''

''ٹھیک ہے۔تم جاؤ اور ملو۔مگر فوری طور پر مجھے رپورٹ دینا۔''

''یس سر''

''اور اینڈریوز! اس بے وقت کی ملاقات کا مقصد میں سمجھ نہیں پارہا ہوں۔محتاط رہنا۔''

''یس سر''

''پونے آٹھ بجنے والے ہیں۔تم پھر نکل جاؤ اور ہاں، وہ نوٹوں والا معاملہ بھی کچھ بن نہیں رہا ہے۔بیس نوٹ چیک کیے جاچکے ہیں لیکن ابھی تک کوئی نشان نہیں ملا ہے۔''

مارک کو اس وقت کسی بات کی پروا نہیں تھی۔وہ چڑچڑا ہورہا تھا۔صورتِ حال سینیٹر ڈیکسٹر کے خلاف ہوتی جارہی تھی، اور وہ بے بس تھا۔زندگی میں پہلی بار اسے کسی سے محبت ہوئی تھی، لیکن لگتا تھا کہ حالات اور واقعات اس محبت کے پرخچے اُڑا دیں گے۔

وہ نیچے آیا تو اس نے مے فیئر تک پیدل جانے کا فیصلہ کیا۔تازہ ہوا شاید دماغ کے جالوں کو کسی حد تک صاف کردے۔اس نے غور نہیں کیا کہ دو آدمی اس کا تعاقب کررہے ہیں۔

.........☆☆.........

ڈائریکٹر نے ایک بٹن دبایا۔ چند لمحے بعد ایلیٹ کمرے میں داخل ہوا۔

''مے فیئر کے بارے میں تمہاری بات درست تھی ایلیٹ'' ڈائریکٹر نے کہا ''اس کے لیے کیا سوچا ہے تم نے؟''

''ہمارے دو آدمی وہاں پہلے سے موجود ہیں جناب! اور ایک اس وقت اینڈریوز کا تعاقب کر رہا ہے۔''

''۳۶ سال کی سروس میں یہ پہلا موقع ہے کہ مجھے اپنے کام سے نفرت محسوس ہو رہی ہے۔'' ڈائریکٹر نے کہا ''ویسے تم نے اپنا کام نہایت عمدگی سے کیا ہے۔ اب جلد ہی میں تمہیں بتا سکوں گا کہ یہ کیا چکر تھا۔''

''یس سر''

''ان پانچوں آدمیوں پر نظر رکھو۔''

''بہتر جناب''

''شکریہ''

ایلیٹ خاموشی سے رُخصت ہوگیا۔

کیسا مشین جیسا آدمی ہے یہ ایلیٹ۔ سینے میں جیسے دل ہے ہی نہیں۔ بہرحال اس طرح کی صورتِ حال میں ایسا آدمی کارآمد بھی بہت ہوتا ہے لیکن یہ معاملہ نمٹتے ہی میں اسے اڑا ہوا واپس بھیج دوں.....

''آپ نے کچھ کہا سر؟'' مسز میک گریگر نے اسے چونکا دیا۔

''نہیں مسز میک گریگر۔ شاید میرا ذہنی توازن بگڑنے لگا ہے۔ تم بہرحال میری فکر نہ کرو۔ پاگل خانے والے مجھے لینے آئیں تو تم فارم بھر کر دستخط کرنا اور مجھے ان کے حوالے کر کے پرسکون ہو جانا۔''

مسز میک گریگر مسکرا کر رہ گئی ''وہ آئیں گے تو مجھے بھی آپ کے ساتھ ہی لے کر جائیں گے جناب''

..........☆☆..........

مارک نے مے فیئر ہوٹل کے گھومنے والے دروازے کو دھکیلا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کی نظریں الزبتھ کو تلاش کرنے لگیں۔ وہ اس سے ملنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ وہ ذہن سے ہر شک کو جھٹک کر اسے سب کچھ سچ سچ بتا دینا چاہتا تھا۔ اس کے دماغ میں بس ایک ہی خیال تھا...... یہ تمام واقعاتی شہادتیں بے معنی ہیں۔

اس نے لابی میں نظر دوڑائی۔ مگر بیٹھنے کی کسی نمایاں جگہ اسے الزبتھ نظر نہیں آئی۔ لابی کے دور افتادہ حصے میں ایک شخص نیوز اسٹینڈ سے واشنگٹن پوسٹ کا تازہ شمارہ خرید رہا تھا۔

اچانک اسے الزبتھ اپنی طرف بڑھتی دکھائی دی۔ اس کے ساتھ سینیٹر ڈیکسٹر بھی تھا۔ مارک نے سوچا، بس یہی ایک کمی رہ گئی تھی۔

''ہیلو مارک! میرے ڈیڈی سے ملو'' الزبتھ نے کہا۔

''صبح بخیر مسٹر ڈیکسٹر'' مارک نے کہا۔

''صبح بخیر مارک! تم سے مل کر خوشی ہوئی۔ الزبتھ تمہارے بارے میں بہت باتیں کرتی ہے۔''

مارک نے سوچا کہ سینیٹر سے براہ راست پوچھ لے کہ ۲۴ فروری کو اس نے لنچ کہاں کیا تھا اور یہ کہ کل کا اس کا کیا پروگرام ہے۔ کاش یہ ممکن ہوتا!

''مارک! تم ٹھیک تو ہو؟'' الزبتھ نے اسے چونکا دیا۔

''میں...... میں ٹھیک ہوں۔ آئی ایم سوری سینیٹر، مجھے بھی آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔''

سینیٹر اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ الزبتھ کی طرف مڑا ''میں اب چلوں گا ڈیئر! آج کا دن بڑی مصروفیت کا ہے۔ کل معمول کے مطابق ساتھ لنچ کریں گے۔''

''ٹھیک ہے ڈیڈی! کل ملیں گے۔ ناشتے کا شکریہ''

''گڈ بائی مارک! اُمید ہے پھر ملاقات ہوگی۔'' سینیٹر مارک کی طرف مڑا لیکن اس

کی نگاہوں میں اب بھی اُلجھن تھی۔

''جی ضرور''

وہ سینیٹر کو رُخصت ہوتے دیکھتے رہے۔ تین افراد اور بھی تھے، جن کی نظریں جاتے ہوئے سینیٹر پر تھیں۔ ان میں سے ایک فون کال کرنے کے لیے پبلک فون کی طرف چلا گیا۔

''مارک! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ ڈیڈی کے ساتھ تمہارا رویہ اچھا نہیں تھا۔ میں تو تمہیں خاص طور پر ان سے ملوانا چاہتی تھی'' الزبتھ نے شکایتاً کہا۔

''سوری لز! دراصل تھکن سے میرا برا حال ہے۔'' مارک نے معذرت کی۔

''یا کوئی ایسی بات ہے، جو تم مجھے نہیں بتا رہے ہو؟''

''میں بھی تم سے یہی بات پوچھ سکتا ہوں؟''

''کیا مطلب؟''

''اچھا چھوڑو اس بات کو۔ یہ بتاؤ، اس وقت ملنا اتنا ضروری کیوں تھا؟''

''صرف اس لیے کہ میں تمہیں ڈیڈی سے ملوانا چاہتی تھی۔ اس میں انوکھی بات کون سی ہے۔ البتہ اب میں سوچ رہی ہوں کہ میں نے بہت بڑی حماقت کی۔'' الزبتھ نے برہمی سے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف چل دی۔

تین آدمیوں میں سے ایک اس کے پیچھے چلا گیا اور دو مارک سے چپکے رہے۔

پھر مارک بھی دھیرے دھیرے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ دروازے پر چوکی دار نے اسے سیلوٹ کیا۔ کیب بلاؤں سر؟''

''نہیں شکریہ۔ میں پیدل ہی چلا جاؤں گا۔''

مارک ڈائریکٹر کے کمرے میں داخل ہوا تو ڈائریکٹر فون پر مصروف تھا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے مارک کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ مارک بیٹھ گیا۔ اُس کا سر چکرا رہا تھا۔ الزبتھ کے ساتھ جو بدمزگی ہوئی، وہ اسے شاق گزری تھی۔

''تو تم سینیٹر ڈیکسٹر سے مل لیے۔'' ڈائریکٹر نے ریسیور رکھنے کے بعد اس سے کہا

''اور میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر الزبتھ ڈیکسٹر کو کچھ معلوم نہیں اور اگر میری یہ بات غلط ہے تو مے فیئر پرفارمنس پر اسے آسکر ایوارڈ ملنا چاہیے۔''

''تو آپ نے سب کچھ دیکھا؟''

''ظاہر ہے اور آگے کی بات بھی سن لو۔ باہر نکلنے کے دو منٹ بعد اسے کار کا حادثہ پیش آیا۔ فون پر مجھے اس کی تفصیل بتائی جا رہی تھی۔'' مارک کرسی سے یوں اُچھلا جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔

''وہ خیریت سے ہے۔ البتہ اس کی فیاٹ کار پر دو سو ڈالر کا خرچ آئے گا اور جس بس کو اس نے ٹکر ماری، اُسے خراش بھی نہیں آئی۔''

ڈائریکٹر نے کہا ''اور اب وہ کیب میں بیٹھ کر اپنی جاب پر جا رہی ہے۔ کم از کم اُس کا یہی خیال ہے کہ وہ کیب ہے۔''

مارک نے ایک سرد آہ بھری اور دوبارہ بیٹھ گیا۔ تن بہ تقدیر ہونے کے سوا وہ کیا کر سکتا تھا۔ ''اور سینیٹر ڈیکسٹر کہاں ہے؟''

''وہ دی کیپٹل چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ایک فون کیا لیکن وہ کوئی اہم کال نہیں تھی۔''

مارک اب خود کو کٹھ پتلی محسوس کر رہا تھا ''میرے لیے اب کیا حکم ہے؟''

دروازے پر دستک ہوئی اور گمنام آدمی اندر آیا۔ اس نے ایک نوٹ ڈائریکٹر کی طرف بڑھایا۔ ڈائریکٹر نے نوٹ کو پڑھا اور سر ہلاتے ہوئے کہا ''شکریہ''

گمنام آدمی بغیر کچھ کہے رُخصت ہو گیا۔

''سینیٹر تھورن ٹن نے سینیٹ کمیٹی روم نمبر ۲۲۲۸ میں ساڑھے دس بجے پریس کانفرنس بلائی ہے۔ تم وہاں پہنچو اور پریس کانفرنس ختم ہوتے ہی فون پر مجھے رپورٹ دو۔ بعد میں پریس والے جو سوال کریں گے، ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔''

☆☆

مارک سینیٹ بھی پیدل ہی گیا۔ اُس کا خیال تھا کہ چہل قدمی اور تازہ ہوا سے اُس

کا دماغ ہلکا ہو جائے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ الزبتھ کو فون کر کے اس کی مزاج پرسی کرے۔ سینکڑوں سوال تھے جو وہ اس سے کرنا چاہتا تھا۔ مگر جواب وہ بس ایک ہی سننا چاہتا تھا۔ تین آدمی اب بھی اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ وہ تینوں اس کے پیچھے پیچھے کمرا نمبر ۲۲۲۸ تک چلے آئے۔ حالانکہ ان میں سے کسی کو بھی تھورن ٹن کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

وہاں پہلے ہی ہجوم تھا۔ ٹی وی کیمروں کی وجہ سے پھیلاؤ اور بڑھ گیا تھا۔ پریس کے لوگ کرسیوں پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ابھی سینیٹر تھورن ٹن آیا بھی نہیں تھا اور کمرا بھر چکا تھا۔

مارک سوچ رہا تھا کہ سینیٹر کیا کہے گا۔ جو وہ کہے گا کیا وہ اس کے سوال کا جواب ہو سکتا ہے یا اُس کے بوجھ کو کسی حد تک کم کر سکتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ تھورن ٹن مجرم کی طرف اشارہ کرے یا کوئی محرک فراہم کرے۔

اس نے سینئر صحافیوں کی طرف دیکھا۔ یہ ناممکن نہیں تھا کہ تھورن ٹن کے اسٹاف میں سے کسی نے انہیں اشارہ دے دیا ہو کہ تھورن ٹن کس موضوع پر بات کرے گا۔ صحافت کے میدان میں رابطوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اور صحافی جتنا پرانا ہو، اس کے رابطے اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں لیکن وہ ان سے پوچھ کچھ نہیں کر سکتا تھا کہ بعد میں کوئی اسے پہچان لے اور بیورو سے اس کے تعلق کے حوالے سے بات کا بتنگڑ بن جائے۔

بالآخر سینیٹر تھورن ٹن اپنی سیکرٹری اور تین معاونین کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ ہجوم دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ وہ کمرے میں موجود سب سے اُونچی کرسی پر بیٹھ گیا۔ لائٹیں آن ہو گئیں۔ کیمرے گنگنانے لگے۔ لوگ مائیک لے کر اس کی طرف لپکے۔ تھورن ٹن پسینے میں نہا گیا لیکن وہ مسکرا رہا تھا۔ اس نے کھنکھار کر گلا صاف کیا

''لیڈیز اینڈ جینٹل مین آف دی پریس''

''وہی گھسا پٹا آغاز'' ایک صحافی نے اپنا پیڈ اور پنسل سنبھالتے ہوئے کہا۔

مارک نے اسے غور سے دیکھا۔ چند لمحوں میں اسے یاد آ گیا۔ وہ واشنگٹن پوسٹ کا

برنس ٹن تھا۔

''...... میں اس وقت صدر صاحبہ سے ذاتی ملاقات کے بعد وائٹ ہاؤس سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں۔'' سینیٹر تھورن ٹن نے کہا ''اس ملاقات کے بعد میرے لیے یہ ضروری ہو گیا کہ میں پریس اور ٹیلیوژن کے لیے بیان جاری کروں'' اس نے ایک لمحے توقف کیا ''میں گن کنٹرول بل کی مخالفت اپنے حلقہ انتخاب کے لوگوں کے بے روزگاری کے خوف کی بنیاد پر کر رہا تھا......''

''تمہیں اپنی بے روزگاری کا خوف بھی تو ستا رہا تھا'' برنس ٹن نے سرگوشی میں تبصرہ کیا ''اور یہ بھی تو بتاؤ کہ صدر نے رشوت کے طور پر تمہیں کیا پیش کیا؟''

گرد و پیش سے دبی دبی ہنسی کی آواز اُبھری۔

سینیٹر نے پھر کھنکھار کر گلا صاف کیا ''صدر صاحبہ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ یہ بل پاس ہونے کے بعد جب مقامی طور پر اسلحہ سازی ممنوع ہو گی تو وہ اسلحہ سازوں اور ان کے ملازمین کی مالی امداد کے سلسلے میں فوری طور پر قانون سازی کرائیں گی۔ تاکہ اس صنعت کا رُخ کسی دوسری صنعت کی طرف موڑا جا سکے۔ صدر صاحبہ کے اس ہمدردانہ رویے نے مجھے اس بل کی حمایت پر قائل کر لیا ہے۔ بہت عرصے سے میں اس معاملے میں دو دلی کا شکار رہا ہوں......''

''سچ کہتے ہو'' برنس ٹن نے تبصرہ کیا۔

''...... کیونکہ ایک طرف تو مجھے بنیادی حقوق کی فکر تھی اور دوسری طرف اس بات سے پریشان تھا کہ مجرموں کو بڑی آزادی اور آسانی کے ساتھ اسلحہ میسر آ جاتا ہے، جس سے شہریوں کے جان و مال کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔''

''یہ فکر تمہیں پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ سچ بتاؤ! صدر صاحبہ نے کیا کیا وعدے کیے ہیں تم سے؟'' برنس ٹن کے تبصرے جاری تھے۔

''مجھے ان دونوں مسئلوں کے درمیان توازن کی فکر تھی......''

''اور اب صدر صاحبہ کی رشوت نے توازن بگاڑ کر تمہیں دوسری طرف گرا دیا

ہے۔'' برنس ٹن نے کہا۔

''سو اب صدر صاحبہ سے گفتگو کے بعد میں اپنے ضمیر کی سچائی کے ساتھ اعلان کر رہا ہوں......''

''تمہارا ضمیر اتنا صاف ہے کہ ہم اس کے آر پار دیکھ سکتے ہیں۔''

''...... کہ میں گن کنٹرول بل پر اپنے پارٹی موقف کا حامل ہوں۔ اس لیے کل سینیٹ کے فلور پر میں صدر صاحبہ کی مخالفت نہیں کروں گا۔''

کمرے کے مختلف حصوں سے ہذیانی تالیوں کی آوازیں گونجیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں سینیٹر کے معاونین نے خاص طور پر مختلف گوشوں میں اس کام کے لیے تعینات کیا تھا۔

''......لیڈیز اینڈ جینٹل مین! آج رات بہت دنوں کے بعد میں سکون کی نیند سو سکوں گا......''

''اور دوبارہ منتخب بھی ہو سکوں گا'' تبصرہ آیا۔

''میں آپ سب کا شکر گزار ہوں......''

''اور ہم تمہارے شکر گزار ہیں۔ کیونکہ شہر میں اس وقت کوئی اور ڈراما چل ہی نہیں رہا ہے۔'' برنس ٹن نے ٹکڑا لگایا۔

اس پر ارد گرد قہقہے لگے لیکن تھورن ٹن تک آواز نہیں پہنچی۔

''آپ لوگ جو سوال کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں۔ میں جواب کے لیے حاضر ہوں'' سینیٹر نے کہا۔

''میرے پچھلے سوالوں کے جواب تو تم نے دیے نہیں'' برنس ٹن نے کہا۔

بیشتر رپورٹرز تو کمرے سے فوراً ہی نکل گئے۔ تاکہ آنے والے ایڈیشن میں یہ خبر شائع ہو سکے۔ مارک بھی ان کے ساتھ نکل آیا۔

نگرانی کرنے والے تینوں افراد بھی کمرے سے نکل آئے تھے۔ انہوں نے مارک کو پبلک فونز کی قطار کی طرف لپکتے دیکھا لیکن تمام بوتھ گھر چکے تھے۔ یہی نہیں، باہر طویل

قطاریں بھی لگ گئی تھیں۔ وہ سب رپورٹرز تھے، جنہیں اپنے اخبار کے دفتر یہ خبر ڈکٹیٹ کرانی تھی۔

مارک لفٹ میں بیٹھ کر نچلی منزل پر آیا۔ وہاں بھی یہی صورتِ حال تھی۔ اب ایک ہی صورت تھی۔ وہ سڑک پار کر کے رسل بلڈنگ میں جائے اور وہاں سے فون کرے۔

وہ سڑک پار کرنے کے لیے لپکا۔ متعاقبین اس کے پیچھے تھے۔ وہ فون بوتھ تک پہنچا۔ مگر ایک پل کے فرق سے ہار گیا۔ ایک ادھیڑ عمر عورت اس سے پہلے ہی بوتھ میں گھس گئی۔ اُس نے سکہ سلاٹ میں ڈالا اور نمبر ملایا ''ہیلو...... ہاں میں...... مجھے جاب مل گئی ہے۔ ہاں! اچھی جاب ہے۔ صرف صبح کو...... کل سے شروع ہو گی۔ تنخواہ معقول ہے۔''

مارک اس دوران بے چینی سے ٹہلتا رہا۔ بالآخر عورت باہر نکلی۔ اس کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اسے مارک کے...... اور قوم کے اہم مسائل سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ آنے والی کل اس کے لیے تو خوشگوار ہی تھی۔

مارک نے گرد و پیش کا جائزہ لیا کہ اس کے نزدیک تو کوئی موجود نہیں ہے۔ وہ قسم کھا کر کہہ سکتا تھا کہ لیڈی کیئر کے پوسٹر کا جائزہ لینے والا شخص اس کے لیے جانا پہچانا ہے لیکن وہ اس کے ایف بی آئی کے ساتھیوں میں سے ہی کوئی ہو گا۔ اسے خیال تھا کہ اس نے اس چہرے کو کہیں گہرے رنگ کے شیشوں کے چشمے کے ساتھ دیکھا ہے۔ لگتا تھا کہ اسے صدر صاحبہ جیسا تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ بوتھ میں گھس کر اس نے ڈائریکٹر کا پرائیویٹ نمبر ملایا۔ جولیس کہنے کے بعد اس نے فون نمبر بتایا۔ فوراً ہی فون کی گھنٹی بجی۔

''تھورن ٹن ہماری فہرست سے نکل گیا ہے جناب۔ کیونکہ اُس نے......''

''میں جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے۔'' ڈائریکٹر نے اس کی بات کاٹ دی۔

''اور میں جانتا تھا کہ وہ یہی کچھ کہے گا۔ میرے نزدیک وہ ہماری فہرست سے باہر نہیں نکلتا ہے۔ بلکہ وہ اور مشتبہ ہو گیا ہے۔ اگر میں ایسی کسی سازش میں ملوث ہوتا تو اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لیے یہی کچھ کرتا۔ مارک! تم ان پانچوں کے بارے میں چھان

بین کرتے رہو اور جیسے ہی کوئی کام کی بات معلوم ہو، مجھ سے فوری رابطہ کرو۔ خود آنے کی زحمت نہ کرنا۔'' اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

اس لمحے مارک کو اپنے کچے پن کا بڑی شدت سے احساس ہوا۔ اس کی سمجھ میں آیا کہ تجربہ کتنی بڑی چیز ہے۔ مارک نے رابطہ منقطع کیا، سلاٹ میں ایک اور سکہ ڈالا۔ اس بار اس نے ونسن ہاسپٹل کا نمبر ملایا۔ ڈیوٹی نرس الزبتھ کی تلاش میں گئی، لیکن ذرا دیر بعد اُس نے بتایا کہ الزبتھ کو آج اسپتال میں کسی نے بھی نہیں دیکھا ہے۔

مارک نے شکریہ کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

لفٹ میں بیٹھ کر وہ لنچ کے لیے بیسمنٹ کے کیفے ٹیریا میں آیا۔ اس کی وجہ سے کیفے ٹیریا کو دو اور گاہک نصیب ہوئے۔ تیسرے کا پہلے ہی کہیں اور لنچ طے تھا۔ بلکہ اسے خدشہ تھا کہ وہ لیٹ ہو جائے گا۔

............☆☆............

بدھ، ۹ مارچ...... دوپہر ایک بجے

شیرٹن ہوٹل کے سلور اسپرنگ میں صرف ٹونی اور ژان ہی طے شدہ وقت پر پہنچے۔ انہوں نے کئی گھنٹے ساتھ گزارے تھے، لیکن بات کیے بغیر۔ ٹونی یہ سوچتا رہا کہ اس تمام عرصے میں جاپانی کے دماغ میں کیا کچھ چلتا رہا۔ ٹونی کا شیڈول بہت ٹائٹ تھا۔ اسے آخری دن کے لیے تمام روٹس چیک کرنے تھے۔ بیوک کی مکمل ٹیوننگ کرانی تھی اور پھر چیئرمین اور میٹ سن کے لیے ڈرائیو کرنی تھی۔ کبھی کبھی اسے غصہ آتا کہ اس کے ساتھ ٹیکسی ڈرائیور کا سا برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ وہ مہارت اور ہنرمندی میں ان میں سے کسی سے کم نہیں تھا۔ بلکہ سچ تو یہ تھا کہ اس کے بغیر وہ کچھ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ وہ نہ ہوتا تو اب تک ایف بی آئی والے ان تک پہنچ چکے ہوتے۔

بہرحال کل رات تک تمام معاملات نمٹ جانے تھے۔ پھر وہ اپنی محنت کی کمائی لے کر یہاں سے نکل جاتا اور عیش کرتا۔ اسے اُلجھن بس یہ تھی کہ میامی کا رخ کیا جائے یا لاس ویگاس کا۔ یہ ٹونی کا مزاج تھا۔ رقم کمانے سے پہلے ہی وہ اسے خرچ کرنے کی فکر

شروع کر دیتا تھا۔

چیئرمین کمرے میں داخل ہوا۔ ہمیشہ کی طرح سگریٹ اس کے بھینچے ہوئے ہونٹوں کے درمیان جھول رہی تھی۔ اس نے انہیں دیکھا اور سخت لہجے میں پوچھا ''میٹ سن کہاں ہے؟''

ان دونوں نے نفی میں سر ہلا کر اپنی بے خبری ظاہر کی۔ میٹ سن اکیلا ہی کام کرنے کا عادی تھا۔ وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔ چیئرمین کو یہ ناپسند تھا اور وہ اس کا برملا اظہار بھی کرتا تھا۔

ذرا دیر بعد سینیٹر آیا۔ اس کا موڈ بہت خراب تھا۔ اسے میٹ سن کی غیر موجودگی کا احساس بھی نہیں ہوا۔ چند لمحے تو وہ انتظار کرتا رہا، پھر اس نے چڑچڑے پن سے کہا ''کارروائی شروع کیوں نہیں کرتے؟ اس میٹنگ میں شرکت میرے لیے آسان نہیں تھی۔ کیونکہ آج سینیٹ میں اس بل پر بحث کا آخری دن ہے۔''

چیئرمین نے بدمزگی سے اُسے دیکھا۔ ''ہمیں میٹ سن کا انتظار ہے۔ اس کی رپورٹ ہمارے لیے بہت اہم ہے۔''

''تو کتنی دیر انتظار کرو گے اُس کا؟''

''صرف دو منٹ''

وہ خاموشی سے انتظار کرتے رہے۔ ان کے پاس ایک دوسرے سے کہنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ ان میں سے ہر ایک اپنی وہاں موجودگی کا سبب جانتا تھا۔ ٹھیک دو منٹ بعد چیئرمین نے دوسری سگریٹ سلگائی اور ٹونی سے کہا ''تم اپنی رپورٹ پیش کرو''

''میں نے روٹس چیک کیے ہیں باس'' ٹونی نے کہا ''ایک کار ۲۲ میل فی گھنٹا کی رفتار سے چلے تو وائٹ ہاؤس کے جنوبی دروازے سے ای اسٹریٹ اور پنسلوانیا پر ایف بی آئی بلڈنگ تک پہنچنے میں اسے تین منٹ لگتے ہیں۔ وہاں سے دی کیپٹل تک پہنچنے میں مزید تین منٹ لگیں گے۔ وہاں کار سے اُتر کر دی کیپٹل کی سیڑھیاں چڑھ کر ہماری رینج سے باہر ہونے میں ۴۵ سیکنڈ لگیں گے۔ یعنی یہ کل پونے سات منٹ کا دورانیہ ہے۔ کمی

بیشی کا بھی میں نے حساب لگالیا ہے۔ ساڑھے پانچ منٹ سے پہلے وہاں نہیں پہنچا جا سکتا اور سات منٹ سے زیادہ ہرگز نہیں لگتے۔ ساڑھے پانچ منٹ اس صورت میں لگیں گے جب آپ رات ایک اور دو بجے کے درمیان یہ مسافت طے کریں۔ اب یہ ذہن میں رکھیں کہ فلورینا کین کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔''

''اور آپریشن مکمل ہونے کے بعد؟'' چیئرمین نے پوچھا۔

''کرین سے رے برن بلڈنگ کے بیسمنٹ میں پہنچنا ممکن ہے۔ وہاں سے دی کیپٹل کے جنوب میں میٹرو اسٹیشن پہنچنا کچھ دشوار نہیں۔ صورتِ حال اچھی ہو تو یہ دو منٹ کا کام ہے اور بدترین ہو تو اس میں سوا تین منٹ لگیں گے۔ اس کا انحصار لفٹوں پر اور ہجوم پر ہے۔ ژان میٹرو میں سوار ہو گیا تو کوئی اس کی گرد بھی نہیں پا سکے گا۔ چند منٹ میں ہی وہ واشنگٹن کے دوسرے سرے پر ہوگا۔''

''تمہیں اتنا یقین کیوں ہے کہ سوا تین منٹ کے اندر وہ ژان کو پکڑ نہیں سکیں گے؟'' سینیٹر نے کہا۔ اسے ژان میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے تو فکر یہ تھی کہ وہ پکڑا گیا تو اسے بے نقاب کر دے گا۔

''اس مفروضے کے تحت کہ وہ بے خبر ہیں، یہ ممکن نہیں۔ پھر جو افراتفری ہوگی، اس میں پانچ منٹ تو ان کی سمجھ میں یہ بھی نہیں آئے گا کہ انہیں کس طرف رُخ کرنا ہے۔''

ٹونی نے کہا ''اور اگر سب کچھ منصوبے کے مطابق ہو گیا تو آپ کو گاڑی کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔'' اس بار وہ چیئرمین سے مخاطب تھا ''اس صورت میں میں کار کو چھوڑ کر نو دو گیارہ ہو جاؤں گا۔''

''ٹھیک ہے۔ اس کے باوجود میں یہ چاہوں گا کہ کار بہترین کنڈیشن میں ہو۔'' چیئرمین نے کہا۔

''اس کی آپ فکر نہ کریں باس''

سینیٹر نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا۔ حالانکہ وہ مارچ کا ایک خنک دن تھا۔

''ژان! تمہاری رپورٹ کیا ہے؟''

ژان اپنے منصوبے کی تفصیل بتانے لگا۔ گزشتہ دو دنوں میں اس نے بار بار اس کی ریہرسل کی تھی۔ گزشتہ دو راتوں سے وہ کرین کے پلیٹ فارم پر سو رہا تھا۔ گن وہاں اس نے پہنچا دی تھی۔ آج شام چھ بجے سے چوبیس گھنٹے کی ہڑتال شروع ہونے والی تھی۔

''اور کل شام چھ بجے تک فلورینا کین کی کہانی ختم ہو چکی ہوگی اور میں بہت دور جا چکا ہوں گا۔'' اس نے کہا۔

''گڈ'' چیئرمین نے سگریٹ بجھائی اور ایک اور سگریٹ سلگا لی ''میں ۹ ویں اسٹریٹ اور پنسلوانیا کے کارنر پر ہوں گا۔ میں اپنے واچ بینڈ ریڈیو پر تم سے رابطہ کروں گا۔ فلورینا کین کی کار میرے سامنے سے گزرے گی تو میں سگنل دوں گا۔ تمہاری گھڑی میں ارتعاش کا مطلب یہ ہوگا کہ فلورینا کین تم سے صرف تین منٹ کے فاصلے پر ہے۔ یعنی سیڑھیوں تک کا فاصلہ ملا کر تمہارے پاس اس وقت سے پونے چار منٹ کی مہلت ہوگی۔''

''میرے لیے ڈھائی منٹ کی مہلت بہت ہے۔'' ژان نے کہا۔

''مجھے تو یہ مارجن بہت کم لگ رہا ہے۔'' سینیٹر نے کہا۔ وہ پسینے سے شرابور تھا۔

''اس صورت میں تمہیں فلورینا کین کو سیڑھیوں پر روکنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ کیونکہ ہم ژان کو غیر ضروری طور پر ایکسپوز کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ یہ جتنی دیر سامنے رہے گا، اس کے سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹرز سے دیکھے جانے کا خدشہ رہے گا۔''

سینیٹر نے ژان کی طرف دیکھا ''تم نے کہا کہ تم دو دن سے مسلسل ریہرسل کر رہے ہو؟''

''ہاں'' ژان غیر ضروری بات کرنے کا قائل نہیں تھا، خواہ وہ امریکا کے کسی سینیٹر سے مخاطب ہو۔

''تو کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے تمہیں وہ گن...... بلکہ گن باکس اُوپر لے جاتے نہیں دیکھا؟''

''کیونکہ ویانا سے واپس آتے ہی میں نے اسے کرین کے پلیٹ فارم پر ٹیپ کی

مدد سے چپکا دیا تھا۔ زمین سے ۳۲۰ فٹ اُوپر۔“

”اور اگر کرین نیچے آئی تو؟ اس صورت میں وہ نظروں سے چھپی نہیں رہ سکے گی۔“ سنیپر نے اعتراض کیا۔

”کرین کا پلیٹ فارم زرد ہے۔ اُوپر جاتے ہوئے میں زرد ڈانگری پہنتا ہوں اور گن باکس پر بھی میں نے زرد پینٹ کر دیا ہے۔ دیکھنے میں وہ کرین کا، اس کے پلیٹ فارم کا حصہ ہی لگتی ہے۔“ ژان نے وضاحت کی ”اور گن آٹھ ٹکڑوں میں ہے۔“

”اسے جوڑنے میں تمہیں کتنا وقت لگے گا؟“ سنیپر نے سوال اُٹھایا۔

”رائفل جوڑنے میں دو منٹ، اسے پرفیکٹ فائرنگ پوزیشن میں لانے کے لیے تیس سیکنڈ۔ اس کے بعد اسے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دوبارہ چپکانے میں مزید دو منٹ لگیں گے۔ وہ ۵.۶×۶۱ ملی میٹر کی سپر ایکسپریس رائفل ہے۔ میں ۷۷ گرین کا کارتوس استعمال کر رہا ہوں۔ نالی سے نکلنے کے بعد اس کی رفتار ۳۴۸۰ فٹ فی سیکنڈ ہے، اور انرجی ۲۰۰۰ فٹ پونڈز ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تیز ہوا نہ ہونے کی صورت میں میں دو سوگز کے فاصلے سے فلورینا کین کی پیشانی سے ڈیڑھ انچ اُوپر کا نشانہ لوں گا۔“

”تم مطمئن ہو؟“ چیئر مین نے سنیپر سے پوچھا۔

”ہاں! میرا تو یہی خیال ہے۔“ سنیپر نے کہا۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر پیشانی سے پسینہ پونچھتا رہا۔ اسی اثنا میں اسے ایک اور خیال آیا۔ وہ کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ دروازہ کھلا اور میٹ سن لپکتا ہوا اندر آیا ”سوری باس! میں ایک کام میں پھنس گیا تھا۔“

”کام کی افادیت ثابت ہونی چاہیے۔“ چیئر مین نے سخت لہجے میں کہا۔

”صورتِ حال خراب بھی ہو سکتی ہے باس...... بہت خراب۔“

وہ سب پرتشویش نظروں سے اُسے دیکھنے لگے۔

”ٹھیک ہے۔ تفصیل سے بتاؤ۔“ چیئر مین نے کہا۔

”اس کا نام مارک اینڈریوز ہے۔“ میٹ سن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”چلو نام تو تم نے بتا دیا۔ مگر وہ ہے کون؟“

”ایف بی آئی کا وہ ایجنٹ جو بیری کیلورٹ کے ساتھ ہاسپٹل گیا تھا۔“

”شروع سے بتاؤ۔ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔“ چیئر مین نے کہا۔

میٹ سن نے ایک گہری سانس لی ”میں شروع ہی سے کہہ رہا تھا نا کہ نک اسٹیمز کا خود ہاسپٹل جانا میرے حلق سے نہیں اُتر رہا ہے۔ اس جیسے سینئر افسر کے لیے یہ ممکن ہی نہیں تھا۔“

”ٹھیک ہے۔“

”تو ثابت ہو گیا کہ وہ گیا بھی نہیں تھا۔ اس کی بیوی نے بتایا مجھے۔ میں تعزیت کے لیے اُس کے گھر گیا تھا۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ نک اسٹیمز تو اس وقت اپنے گھر میں کھانا کھا رہا تھا۔ ایف بی آئی نے اس کی بیوی سے کہا تھا کہ وہ اس سلسلے میں کسی سے کوئی بات نہ کرے لیکن وہ سمجھتی ہے کہ میں اب بھی بیورو میں ہوں۔ اس لیے اس نے بتا دیا۔ شاید اسے یہ یاد نہیں یا معلوم ہی نہیں کہ نک کی اور میری کبھی نہیں بنی تھی۔ بہرحال مجھے اینڈریوز کے بارے میں معلوم ہوا۔ پچھلے ۴۸ گھنٹوں سے میں اُس کا تعاقب کر رہا ہوں۔ وہ واشنگٹن فیلڈ آفس کا ایجنٹ ہے لیکن فی الوقت دو ہفتے کی چھٹی پر ہے لیکن وہ یہ چھٹیاں عجیب ہی انداز میں گزار رہا ہے۔ کبھی وہ ولسن ہاسپٹل کی ایک ڈاکٹر کے ساتھ گھومتا پھرتا ہے اور کبھی دی کیپٹل میں تاکا جھانکی کرتا ہے۔“

سنیپر کے جسم میں ہلکی سی لرزش محسوس ہوئی۔

”یہ ڈاکٹر وہ ہے جو اس رات ڈیوٹی پر تھی، جب میں نے اینجلو کیس فکس اور اس سیاہ فام کو ٹھکانے لگایا تھا۔“

”اگر وہ لوگ سب کچھ جانتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم اب بھی یہاں موجود ہیں۔“ چیئر مین نے کہا۔

”یہ بات تو مجھے بھی عجیب لگی ہے۔“ میٹ سن نے کہا ”میں نے سیکرٹ سروس کے ایک پرانے دوست سے ملاقات کی۔ کل وہ فلورینا کین کی حفاظتی ڈیوٹی پر ہے۔ اس سے مجھے پتا چلا کہ صدر کے شیڈول میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ

سیکرٹ سروس والے ہمارے منصوبے سے پوری طرح بے خبر ہیں۔اب یا تو ایف بی آئی کو سب کچھ معلوم ہے یا وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔اگر انہیں معلوم ہے تو یہ بھی طے ہے کہ انہوں نے سیکرٹ سروس کو اس سے بے خبر رکھا ہے۔''

''ایف بی آئی میں بھی تو تمہارے رابطے ہیں۔ان سے کچھ معلوم کیا تم نے؟'' چیئر مین نے پوچھا۔

''نہیں، کسی کو کچھ نہیں معلوم۔ نشے میں دھت لوگوں سے بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔''

''تمہارے خیال میں اس ایجنٹ اینڈریوز کو کتنا کچھ معلوم ہوگا؟''

''میرا خیال ہے کہ اسے بہت تھوڑا معلوم ہوگا لیکن وہ اس ڈاکٹر پر بری طرح فریفتہ ہو رہا ہے اور میرا اندازہ ہے کہ وہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا پھر رہا ہے۔''

میٹ نے کہا''یہ ممکن ہے کہ اینجلو نے اسے کچھ بتایا ہو لیکن ایسا ہے، تب بھی وہ اپنے طور پر کام کر رہا ہے اور یہ ایف بی آئی کی پالیسی کے خلاف ہے۔''

''میں سمجھا نہیں'' چیئر مین نے کہا۔

''بیورو کی پالیسی ہے کہ ایجنٹ دو اور تین کی ٹکڑیوں میں کام کرتے ہیں۔اتنے بڑے کیس پر تو درجنوں ایجنٹوں کو کام کرنا چاہیے تھا۔اگر ایسا ہوتا تو ایف بی آئی میں میرے رابطوں کو اس کا کسی حد تک علم ضرور ہوتا۔مگر کسی کو کچھ پتا نہیں۔'' میٹ سن نے کہا

''میرا خیال ہے، اینڈریوز کو یہ تو معلوم ہے کہ فلورینا کین پر قاتلانہ حملے کا خدشہ ہے لیکن کب اور کہاں، یہ وہ نہیں جانتا۔دوسرے یہ کہ وہ اس پر تنہا کام کر رہا ہے۔اس نے سرکاری طور پر کسی کو کچھ نہیں بتایا۔شاید اسی لیے اس نے دو ہفتے کی چھٹی بھی لی ہے۔''

''اس یونانی ویٹر کے سامنے کسی نے تاریخ کا تذکرہ کیا تھا؟'' سینیٹر اب اور نروس ہو رہا تھا۔

''مجھے تو ایسا کچھ یاد نہیں'' چیئر مین نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا''لیکن بہر حال اس خدشے کا ایک توڑ بھی موجود ہے اور اس صورت میں ہمیں یہ بھی معلوم ہو

جائے گا کہ ایف بی آئی باخبر ہے یا نہیں''

''وہ توڑ کیا ہے باس؟''

چیئر مین نے توقف کیا، نئی سگریٹ سلگائی اور نہایت پرسکون لہجے میں بولا''اس اینڈریوز کو ختم کر دو''

چند لمحے خاموشی رہی۔ وہ سب شاک میں تھے۔ پھر میٹ سن نے خود کو سنبھالا

''کیوں باس؟''

''سیدھی سی بات ہے۔اگر وہ ایف بی آئی کی تفتیش مشینری کا پرزہ ہے تو ایف بی آئی اس کی موت کے بعد صدر کا شیڈول تبدیل کرا دے گی۔وہ اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ذرا سوچو تو، ہم کامیاب ہو گئے اور یہ بات کھلی کہ ان کو اس خطرے کا علم تھا لیکن انہوں نے سیکرٹ سروس تک کو اس سے آگاہ کرنے کی زحمت نہیں کی تو وہ کتنے بڑے وبال میں آ جائیں گے۔''

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں''

''اور اس کی موت کے بعد بھی فلورینا کین وائٹ ہاؤس کے گیٹ سے باہر آئی تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ ایف بی آئی کو کچھ بھی معلوم نہیں اور اگر وہ باہر نہیں آئی تو ہم اپنا منصوبہ موخر کر دیں گے۔'' چیئر مین سینیٹر کی طرف مڑا، جو پسینے میں نہایا ہوا تھا۔''تمہیں بس فلورینا کین کو دی کیپٹل کی سیڑھیوں پر زیادہ سے زیادہ دیر تک روکنے کی کوشش کرنا ہوگی۔باقی ہم دیکھ لیں گے۔'' اس کا لہجہ سخت تھا۔''اگر کل ہم ناکام ہو گئے تو یہ وقت اور دولت کا بہت بڑا زیاں ہوگا اور شاید دوبارہ ایسا موقع ملے گا بھی نہیں۔''

سینیٹر کی آواز کراہ سے مشابہ تھی''میرا خیال ہے کہ تم پاگل ہو لیکن میں بحث نہیں کروں گا۔اب مجھے سینیٹ واپس پہنچنا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہاں کسی کو میری غیر موجودگی کا احساس ہو۔''

''پرسکون ہو جاؤ سینیٹر۔صورتِ حال پوری طرح ہمارے قابو میں ہے۔دونوں میں سے جو بھی صورت ہو، ہم نقصان میں نہیں رہیں گے۔''

"ممکن ہے، تم نقصان میں نہ رہو لیکن مجھے ڈر ہے کہ ہر طرف سے خسارے میں میں ہی رہوں گا۔" سینیٹر نے کہا "اب میں چلتا ہوں"

اس کے جانے کے بعد چیئرمین نے کہا "اب اس بزدل کے دفع ہونے کے بعد بہتر ہے کہ ہم کام کی بات کریں۔ تم مجھے مارک اینڈریوز اور اس کی نقل و حرکت کے بارے میں بتاؤ۔"

میٹ سن نے گزشتہ ۴۸ گھنٹوں کے دوران مارک اینڈریوز کے بارے میں تفصیل بتائی۔ چیئرمین ایک ایک لفظ کو غور سے سن رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تو اب اس اینڈریوز سے نجات حاصل کرو" سب کچھ سننے کے بعد چیئرمین نے کہا "اس کے بعد ہم ایف بی آئی کے ردِعمل کا جائزہ لیں گے۔ میری بات غور سے سنو میٹ سن کہ یہ کام کیسے کرنا ہے۔ تم ابھی فوری طور پر سینیٹ واپس جاؤ، اور......"

میٹ اس کی بات توجہ سے سن رہا تھا اور نوٹس بھی لے رہا تھا۔ ساتھ ہی وہ سر بھی ہلا رہا تھا۔

"کوئی سوال؟" چیئرمین نے اپنی بات مکمل کرنے کے بعد کہا۔

"نہیں باس"

"اگر اس کے باوجود فلورینا کین اپنے قلعے سے باہر آتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں کچھ بھی معلوم نہیں اور ہاں، ایک اور اہم بات۔ اگر کل کوئی گڑبڑ ہوتی ہے تو ہمیں اپنی اپنی فکر کرنی ہوگی۔ سمجھ گئے؟ زبان بند رکھنی ہے۔ صلہ معمول کے مطابق ادا کر دیا جائے گا۔" ان سبھوں نے اثبات میں سر ہلائے۔

"اور آخری بات۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو ہم میں سے ایک شخص ایسا ہے جو خود اپنا خیال نہیں رکھ سکے گا۔ اس کا خیال بھی ہمیں رکھنا ہوگا اور اس کی صورت یہ ہے۔ ژان! جب فلورینا کین......" وہ سب خاموشی سے سنتے رہے۔ کسی کو کوئی اختلاف نہیں تھا۔

"اب ہمیں لنچ کرنا چاہیے۔ سوری میٹ سن! تم شریک نہیں ہو سکو گے۔ تم فوراً

روانہ ہو جاؤ، اور اس بات کو یقینی بناؤ کہ آج کا لنچ اینڈریوز کی زندگی کا آخری لنچ ہو۔"

میٹ سن مسکرایا "آئندہ اس کے حصے کا لنچ بھی میں ہی کیا کروں گا۔" پھر وہ اٹھ کر کمرے سے چلا گیا۔ چیئرمین نے فون اُٹھایا اور لنچ کا آرڈر دینے لگا۔

............☆☆............

بدھ، ۹ مارچ...... دوپہر سوا دو بجے

مارک سینیٹ کی طرف لپکا۔ وہ سیشن کے آغاز سے پہلے ہنری لیکھم سے ملنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید وہ مزید معلومات فراہم کر سکے گا۔ اس کے علاوہ اسے گن کنٹرول بل کی قائمہ کمیٹی کی سماعت کا جائزہ بھی لینا تھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہاں بروکس، بائرڈ، ڈیکسٹر، ہیری سن اور تھورن ٹن نے کیا نکات اُٹھائے، کیا سوالات کیے اور کن خیالات کا اظہار کیا۔ ممکن ہے، اس سے کچھ مدد مل سکے۔ اگرچہ اسے اس کا یقین تھا۔ سیاست داں کبھی کچھ ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ یہ اس کا تجربہ تھا۔

وہ سیشن سے چند منٹ پہلے پہنچا۔ خوش قسمتی سے ہنری لیکھم اسے اپنے چیمبر میں مل گیا لیکن اس وقت وہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اسے سیشن کے انتظامات کی فکر تھی۔ کمیٹی کے ریکارڈ کے بارے میں اس نے بتا دیا کہ وہ کمیٹی کے آفس میں دستیاب ہے۔

مارک اوپر وزٹرز گیلری میں چلا گیا۔ نائب صدر بریڈلے نے سینیٹر ڈیکسٹر کا نام پکارا۔

سینیٹر ڈیکسٹر نے گرد و پیش کا جائزہ لیا کہ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہیں یا نہیں۔ اس دوران اس کی نظر مارک پر پڑی۔ ایک لمحے کو اس کے چہرے پر حیرت نظر آئی۔ پھر اس نے تیزی سے خود کو سنبھال لیا۔ اگلے لمحے اس نے گن کنٹرول کی مخالفت میں دلائل شروع کر دیے۔

مارک کو شرمندگی ہوئی۔ کاش...... وہ کچھ پیچھے بیٹھتا اور سینیٹر کی نظر اس پر نہ پڑتی۔ بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا۔ وہ بیٹھ کر سنتا رہا۔ پانچوں سینیٹرز نے بل کے بارے میں اپنی

حتمی رائے موثر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اگلا روز فیصلے کا تھا...... فیصلے کا یا موت کا!

کسی نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ وہ تو اس کے لیے بند گلی تھی۔ اسے یقین تھا کہ یہی سب کچھ کمیٹی کی کارروائی کے دوران بھی کہا گیا ہوگا لیکن اس کے سامنے کوئی اور راستہ بھی تو نہیں تھا۔

وہ باہر نکل آیا۔ کمیٹی آفس میں اس نے کمیٹی کی سماعت کا مکمل ریکارڈ طلب کیا۔

''مکمل ریکارڈ؟'' سیکرٹری کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

''جی ہاں''

''چھ پورے دنوں کے سیشن ہوئے تھے'' سیکرٹری نے اسے جتایا۔

مارک نے سوچا، اس میں تو پوری رات گزر جائے گی۔ پھر بھی اس نے ریکارڈ کے حق میں فیصلہ کیا۔ ''میں گھر لے کر جاؤں گا'' اس نے کہا۔

''تو آپ کو اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ دس ڈالر'' سیکرٹری نے کہا ''لیکن اگر آپ کی سرکاری حیثیت ہوتی تو میں آپ سے محض ایک دستخط لے کر کاپی آپ کو دے دیتی۔''

مارک کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ دستخط......! یہاں ہر چیز پر دستخط ہوتے ہیں۔ سینیٹرز بھی دستخط کرتے ہیں۔ ہنری لیکھم نے لنچ کے بل پر دستخط کیے تھے۔ سینیٹرز بھی دستخط کرتے ہوں گے اور بعد میں انہیں بل کی ادائیگی کرنی ہوتی ہوگی۔ او مائی گاڈ! مجھے اس بات کا پہلے خیال کیوں نہیں آیا۔

وہ پلٹ کر دوڑا ''ارے جناب! آپ اپنی ریکارڈ کی کاپی بھولے جا رہے ہیں'' عقب سے سیکرٹری نے اُسے پکارا۔ لیکن اتنی دیر میں مارک کمرے سے نکل چکا تھا'' کچھ کھسکا ہوا لگتا ہے'' سیکرٹری بڑبڑائی۔

مارک سیدھا روم نمبر ۲۱۱-جی میں گیا، جہاں اس نے ہنری لیکھم کے ساتھ لنچ کیا تھا۔ وہاں دروازے پر ڈائننگ روم لکھا تھا۔ اس وقت وہاں دو تین ملازمین ہی نظر آ

رہے تھے۔

''کیا یہی وہ جگہ ہے جہاں سینیٹرز لنچ کرتے ہیں؟'' اس نے ان میں سے ایک سے پوچھا۔

''سوری! ہم تو محض صفائی کرنے والے ہیں۔ آپ میزبان خاتون سے بات کریں۔''

''وہ کہاں ملے گی؟''

''اس وقت تو وہ چھٹی کر کے جا چکی ہے۔ اب آپ اس سے کل ہی مل سکتے ہیں۔''

''اچھا، ایک بات بتاؤ۔ یہاں کوئی اور ڈائننگ روم بھی ہے سینیٹ کے لیے''

''ہاں! دی کیپٹل میں، بڑا والا...... نمبر ہے ۱۰۹ ایس۔ مگر وہاں آپ کو گھسنے نہیں دیا جائے گا۔''

مارک نے پھر دوڑ لگائی۔ وہ کچن کے پاس سے گزرا۔ آگے ایک دروازے پر لکھا تھا پرائیویٹ، صرف پریس کے لیے۔ وہ اور آگے گیا تو ایک دروازے پر...... سینیٹرز کے لیے...... لکھا نظر آیا۔

وہ بہت آراستہ و پیراستہ طعام گاہ تھی۔ چھتوں سے جھولتے ہوئے فانوس، فرش پر دبیز پھول دار قالین۔ فرنیچر بھی بہت خوبصورت تھا۔ ہر میز پر خوبصورت گلدستے رکھے تھے۔ بے داغ سفید میز پوش بھی تھے۔

ایک میٹرن اس کی طرف بڑھی۔ ''میں کیا خدمت کر سکتی ہوں آپ کی؟''

مارک نے اسے یونیورسٹی کا جعلی شناختی کارڈ دکھایا۔ ''میں پی ایچ ڈی کر رہا ہوں۔ مجھے سینیٹرز کی زندگی پر مقالہ لکھنا ہے۔ میں بس اس کمرے کا جائزہ لے کر اس کے ماحول کو محسوس کرنا چاہتا ہوں۔''

''اس وقت تو یہاں کوئی سینیٹر موجود نہیں ہے جناب''

مارک اس دوران کمرے کے وسط تک پہنچ گیا تھا۔ ''سینیٹر نقد ادائیگی کرتے ہیں یا بل پر دستخط کرتے ہیں؟'' اس نے پوچھا۔

"دستخط کرتے ہیں اور مہینے کے آخر میں ادائیگی کردیتے ہیں"

"تو آپ کو حساب رکھنا ہوتا ہوگا۔"

"ظاہر ہے اور یہ بڑا مسئلہ نہیں۔ ہمارے پاس ہر روز کا ریکارڈ ہوتا ہے۔"

مارک کو سینیٹرز کی سیکرٹریز نے جو کچھ بتایا تھا اس کی روشنی میں وہ جانتا تھا کہ ۲۴ فروری کو یہاں ۲۳ سینیٹرز نے لنچ کیا تھا۔ اب یہ بھی ممکن ہے کہ کسی سینیٹر نے اپنی سیکرٹری کی بے خبری میں یہاں لنچ کیا ہو۔ یعنی وہ معلومات کے دروازے پر کھڑا تھا۔

"میں کسی ایک تاریخ کا ریکارڈ دیکھ سکتا ہوں۔ یوں ہی اپنی دلچسپی کے لیے۔ یوں میرے کام سے ثابت ہوگا کہ میں نے واقعی تحقیق کی ہے۔"

"میں نہیں سمجھتی کہ میں یہ رجسٹر آپ کو دکھا سکتی ہوں۔"

"پلیز! بس ایک نظر۔ دیکھیں، طالب علم کے ساتھ تو سبھی رعایت کرتے ہیں"

میٹرن ہچکچائی، پھر بولی "ٹھیک ہے۔ مگر زیادہ دیر نہ لگانا"

"شکریہ۔ ایسا ہے کہ کوئی پرانی تاریخ چیک کرتے ہیں، مثلاً......" مارک نے ذہن پر زور دینے کی اداکاری۔ "چلیں، ۲۴ فروری کا ریکارڈ دکھا دیں مجھے۔"

میٹرن نے رجسٹر کھولا، اوراق اُلٹے۔ بالآخر ۲۴ فروری کا صفحہ سامنے آ گیا۔ میٹرن نام دوہرانے لگی۔ وہ ۲۶ سینیٹرز تھے۔ مارک کی مشتبہ فہرست کے تین سینیٹرز نے ۲۴ فروری کو یہاں ڈائننگ روم میں لنچ کیا تھا۔

وہ بہت بڑی کامیابی تھی لیکن بہت دل شکن۔ تین سینیٹرز بائرڈ، بروکس اور تھورن ٹن مشتبہ سینیٹرز کی فہرست سے خارج ہوگئے۔ اب صرف دو سینیٹرز مشتبہ تھے، اور ان میں ایک الزبتھ کا باپ تھا۔ سینیٹر ڈیکسٹر اور دوسرا سینیٹر ہیری سن تھا۔

"اب اس میں کوئی خاص بات کیا ہے؟" میٹرن نے کہا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ" مارک نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔

باہر نکل کر اس نے ٹیکسی پکڑی۔ اس کا تعاقب کرنے والے تین افراد میں سے دو اپنی گاڑی کی طرف لپکے، جبکہ تیسرے نے ایک ٹیکسی روکی۔ چند منٹ بعد وہ ایف بی آئی

ہیڈ کوارٹرز پہنچا۔ ڈائریکٹر کے دفتر کے بیرونی کمرے میں مسز میک گریگر اسے دیکھ کر مسکرائی۔ مارک نے ڈائریکٹر کے دروازے پر دستک دی اور دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

"خیریت مارک؟"

"بروکس، بائرڈ اور تھورن ٹن کی پوزیشن صاف ہوگئی ہے جناب۔ وہ اس سازش میں شریک نہیں ہوسکتے۔"

"پہلے دو کے بارے میں سن کر تو مجھے حیرت نہیں ہوئی۔ لیکن تھورن ٹن کو میں بری نہیں کرسکتا تھا۔" ڈائریکٹر نے کہا "لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم نے انہیں اس فہرست سے کس بنیاد پر خارج کیا ہے؟"

مارک نے اسے تفصیل بتائی۔

"یہ کام تو تمہیں تین دن پہلے کر لینا چاہیے تھا۔"

"سوری سر" مارک نے شرمندگی سے کہا۔

"نہیں۔ وقت کی بات ہوتی ہے۔ مجھے بھی تو یہ خیال نہیں آیا" ڈائریکٹر نے اسے دلاسہ دیا "بہرحال، بچے ہیری سن اور ڈیکسٹر اور یہ دونوں ہی کل دی کیپٹل میں ہونے والی تقریب میں شرکت کر رہے ہیں۔ اب ہم ذرا شیڈول دہرالیں۔ صدر صاحبہ صبح دس بجے وائٹ ہاؤس کے جنوبی دروازے سے نکلیں گی۔ تو ہمارے پاس ۱۷ گھنٹے کی مہلت ہے۔ فنگر پرنٹس والوں نے ۵۰ ڈالر کا وہ نوٹ نکال لیا ہے، جس پر مسز کیس فکس کی اُنگلیوں کے نشانات ہیں۔ وہ ۲۲واں نوٹ تھا۔ ۶ نوٹوں پر جو وقت لگتا، اُس کی بچت ہو گئی۔ اب اس نوٹ پر جو اور نشانات موجود ہیں ان پر کام کیا جارہا ہے۔ کاش صبح دس بجے سے پہلے کوئی سراغ وہاں سے مل جائے۔ میں رات بارہ بجے گھر پہنچوں گا۔ کوئی خاص بات ہو تو فون کرلینا۔ ورنہ صبح سوا آٹھ بجے مجھے یہاں ملنا۔ پھر دیکھیں گے۔ اگر پکا سراغ نہیں ملا تو میں صدر صاحبہ کا شیڈول منسوخ کرادوں گا۔"

"ٹھیک ہے سر! سوا آٹھ بجے۔"

"اور مارک! میرا پرزور مشورہ ہے کہ ڈاکٹر ڈیکسٹر سے ہرگز نہ ملنا۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری رومانوی زندگی کی وجہ سے آخری لمحوں میں ہمارے سب کیے کرائے پر پانی پھر جائے۔ برا مت ماننا میری بات کا۔"

"نہیں سر۔ میں چلتا ہوں"

اس بار اُس نے اپنی کار لی اور ڈرسکن بلڈنگ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ وہ کمیٹی کی کارروائی کا ریکارڈ کمیٹی کے آفس میں ہی چھوڑ آیا تھا لیکن کمیٹی آفس سے پہلے اسے فون بوتھ نظر آگیا۔ چلو ملنا نہ سہی، الزبتھ سے فون پر تو بات کی جاسکتی ہے۔

اس نے اسپتال کا نمبر ملایا۔ مگر الزبتھ کچھ دیر پہلے ہی وہاں سے رُخصت ہوئی تھی۔ گھر کے نمبر پر الزبتھ سے بات ہوئی۔

"ہیلو مارک" اس کے لہجے میں سرد مہری تھی، خوف یا تھکن؟ وہ فیصلہ نہیں کرسکا۔

"میں اسی وقت تم سے ملنا چاہتا ہوں"

"آجاؤ" اور رابطہ منقطع ہوگیا۔

مارک بوتھ سے نکلا اور لفٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے لفٹ کے باہر 'اوپر' کا بٹن دبایا اور پلٹ کر دیکھا۔ بے شمار لوگوں میں اسے وہ دو افراد نظر آئے جو اسے دیکھ رہے تھے یا وہ اُس کی حفاظت کر رہے ہیں؟ اور تاریک شیشوں والا چشمہ لگائے تیسرا آدمی میڈی کیئر کے پوسٹر کو گھور رہا تھا۔ وہ تو دیکھنے میں ہی ایجنٹ لگتا تھا۔

ڈائریکٹر نے اسے بتایا تھا کہ اس کیس پر بیس ایجنٹ کام کر رہے ہیں جنہیں کام کی نوعیت کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ تو کیا ان میں سے تین صرف اس کے لیے مخصوص کر دیے گئے ہیں؟ یہ تو بہت بڑا اعزاز ہے۔

لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ تینوں اس کا تعاقب کرتے ہوئے الزبتھ کے گھر تک پہنچیں گے، اور فوراً ہی ڈائریکٹر کو اس کی الزبتھ سے ملاقات کا علم ہوجائے گا۔ اس لمحے اس نے فیصلہ کرلیا [illegible] یہ نہیں ہونے دے گا۔ انہیں اس کی نجی زندگی میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ اسے ان [illegible] کو جھٹکنا ہوگا تا کہ وہ سکون سے الزبتھ سے بات کرسکے۔ اس

نے تیزی سے لائحہ عمل متعین کرنے کی کوشش کی۔

اس نے دونوں لفٹوں کا جائزہ لیا کہ کون سی پہلے پہنچے گی۔ دونوں ایجنٹ اب اس کی طرف آرہے تھے لیکن تیسرا بدستور میڈی کیئر کے پوسٹر میں گم تھا۔ شاید وہ ایجنٹ تھا ہی نہیں لیکن نجانے کیوں وہ مارک کو جانا پہچانا لگ رہا تھا اور اپنے انداز اور چال ڈھال سے وہ ایجنٹ ہی لگتا تھا۔ ایک ایجنٹ دوسرے ایجنٹ کو آنکھیں بند کر کے بھی پہچان لیتا ہے۔

مارک نے اپنی توجہ دوبارہ لفٹوں پر مرکوز کی۔ دائیں جانب والی لفٹ پر تیر کا نشان روشن ہوا اور اس کے دروازے آہستہ آہستہ کھلنے لگے۔ مارک تیزی سے اس میں گھسا اور بٹنوں کی طرف رُخ کر کے راہ داری کی طرف دیکھنے لگا۔ دونوں ایجنٹ لفٹ میں چلے آئے اور اُس کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ اس لمحے میڈی کیئر کے پوسٹر کے سامنے کھڑے ہوئے تیسرے آدمی نے بھی لفٹ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اس وقت لفٹ کے دروازے آہستہ آہستہ بند ہونے لگے تھے۔ مارک نے 'اوپن' کا بٹن دبایا۔ دروازے دوبارہ کھل گئے۔ مارک تیسرے آدمی کو بھی لفٹ میں آنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ وہ ان تینوں کو یکجا دیکھنا چاہتا تھا۔

لیکن تیسرے آدمی کا لفٹ میں آنے کا ارادہ نہیں تھا۔ وہ یوں کھڑا ہوگیا جیسے دوسری لفٹ کا منتظر ہو۔ شاید وہ نیچے جانا چاہتا تھا، اور شاید وہ ایجنٹ تھا ہی نہیں۔

دروازے پھر بند ہونے لگے تھے۔ عین آخری لمحے میں مارک جھپٹ کر لفٹ سے نکل آیا لیکن اومیلی نے بھی پھرتی دکھائی۔ جیسے تیسے وہ بھی مارک کے پیچھے لفٹ سے نکل آیا تھا۔ جبکہ اس کا پارٹنر لفٹ میں سوار آٹھویں منزل کی طرف جا رہا تھا۔ مارک بہرحال ایک متعاقب سے پیچھا چھڑا چکا تھا۔

دوسری لفٹ آئی اور تیسرا ایجنٹ فوراً ہی اس میں سوار ہوگیا۔ اب یا تو یہ چالاکی تھی یا...... مارک باہر ہی کھڑا رہا۔ اومیلی اس کے پیچھے تھا۔ مارک سوچ رہا تھا کہ اب کس سے پیچھا چھڑائے۔

مارک بھی لفٹ میں گھس گیا اور اس نے 'نیچے' کا بٹن دبایا۔ اویملی بھی بغیر کسی دشواری کے لفٹ میں آ گیا۔ مارک نے 'اوپن' کا بٹن دبایا اور لفٹ سے باہر آ گیا۔ اویملی بھی باہر آ گیا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ تیسرا شخص ہر بات سے بے نیاز لفٹ میں ہی موجود رہا۔ مارک تیزی سے لفٹ میں گھسا اور اس نے پوری طاقت سے 'کلوز' کا بٹن دبایا۔ دروازے بند ہونے کی رفتار بہت سست تھی لیکن اویملی دو قدم آگے جا چکا تھا۔ وہ پلٹا، مگر اس کے لیے دوبارہ لفٹ میں آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

دروازے بند ہو گئے تو مارک مسکرایا۔ دو کی چھٹی ہو گئی، باقی بچا ایک۔ ایک گراؤنڈ فلور پر بے بس کھڑا تھا اور دوسرا چھت کی طرف جا رہا تھا اور مارک تیسرے کے ساتھ اکیلا بیس منٹ کی طرف جا رہا تھا۔

............☆☆............

اویملی اور پیٹرس تھامسن پانچویں منزل پر ملے۔ دونوں کی سانس پھول رہی تھی۔

"وہ کہاں ہے؟" اویملی نے چیخ کر پوچھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ میں تو سمجھ رہا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔"

"وہ نیچے مجھے جھٹکنے میں کامیاب ہو گیا"

"شٹ! اب کیسے پتا چلے گا۔ اتنی دیر میں تو وہ کہیں بھی جا سکتا ہے۔" تھامسن نے کہا۔ پھر غصے سے بولا "کیا وہ نہیں جانتا کہ ہم اس کے ساتھی ہیں۔ خیر، یہ بتاؤ، ڈائریکٹر کو کون خبر دے گا؟ تم یا میں؟"

"میں باز آیا۔ تم سینئر ہو۔ تمہی بتاؤ" اویملی نے بے زاری سے کہا۔

"میں یہ بتاؤں، اور کریڈٹ اس منحوس میٹ سن کے حصے میں جائے۔ ارے ہاں! میٹ سن تو ہو گا اس کے ساتھ لیکن نہیں، ہمیں اس کو تلاش کرنا ہو گا۔ نیچے کی چار منزلیں تمہاری، اُوپر کی چار میری۔ اسے دیکھتے ہی بلیپ دینا مجھے۔"

............☆☆............

لفٹ بیسمنٹ پہنچی تو مارک لفٹ میں ہی کھڑا رہا۔ تیسرا آدمی باہر نکلا، پھر وہ ہچکچایا۔

اس وقت تک مارک انگوٹھے سے 'کلوز' کا بٹن دبا چکا تھا۔ دروازہ بند ہوا، اور اب وہ اکیلا تھا۔ وہ اپنے تمام دم چھلوں سے نجات پا چکا تھا۔

لفٹ سے نکل کر وہ باہر جانے والے بائی پاس کی طرف لپکا۔ باہر نکل کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ آگے پیچھے، دائیں بائیں، کہیں کوئی ایجنٹ نہیں تھا۔ وہ آزاد تھا۔ پارکنگ لاٹ میں پہنچ کر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا، اُسے اسٹارٹ کیا اور سڑک پر لے آیا۔

ڈرائیو کے دوران وہ بار بار عقب نما میں دیکھتا رہا۔ اس کے پیچھے نہ بلیو فورڈ تھی، نہ سیاہ بیوک۔ بہت دیر کے بعد وہ مسکرایا۔ اس بار اس نے ڈائریکٹر کو شکست دے دی تھی۔ اس نے سکون کی سانس لی۔

پیچھے ایک سیاہ بیوک نے سگنل کی خلاف ورزی کی۔ خوش قسمتی سے ٹریفک پولیس کا کوئی آدمی وہاں موجود نہیں تھا۔

............☆☆............

مارک جارج ٹاؤن پہنچا تو پھر نروس ہو گیا۔ اطلاعی گھنٹی کا بٹن دباتے ہوئے اس کا دل سینے میں دھڑ دھڑ کر رہا تھا۔ الزبتھ نے دروازہ کھولا۔ وہ بہت چپ چپ تھی اور تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔ وہ اسے نشست گاہ میں لے گئی۔

"حادثے میں تمہیں کوئی چوٹ تو نہیں لگی؟" مارک نے فکر مندی سے پوچھا۔

"نہیں، میں محفوظ رہی لیکن تمہیں کیسے پتا چلا؟"

مارک نے تیزی سے سوچنے کی کوشش کی۔ "میں نے ہاسپٹل فون کیا تھا۔ وہاں سے معلوم ہوا......"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ میں نے ہاسپٹل میں کسی کو کچھ بتایا ہی نہیں اور ڈیڈی کا فون سنتے ہی میں وہاں سے نکل آئی۔"

"میں جھوٹ بولنا نہیں چاہتا تھا الزبتھ۔ تم پلیز مجھ سے کچھ بھی نہ پوچھو۔ میں بہت مجبور ہوں۔"

"تم میرے ڈیڈی کا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟" الزبتھ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''ان کا کہنا تھا کہ ے فیئر میں انہوں نے تمہیں دیکھا تو تم انہیں جانے پہچانے لگے۔ تم ان کی کمیٹی میٹنگز میں بھی جاتے رہے ہو اور تم سینیٹ میں بھی ان کی تقریریں سن رہے تھے۔''

مارک نے کوئی جواب نہیں دیا۔

''ٹھیک ہے۔ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ میں اندھی نہیں ہوں۔ میں بھی سمجھ چکی ہوں۔ تمہارے لیے میں ایف بی آئی کا ایک اسائنمنٹ ہوں اور میرے لیے تمہیں اوور ٹائم کرنا پڑ رہا ہے۔ ہے نا ایجنٹ اینڈ ریوز؟ ایک سینیٹر کی بیٹی کی نگرانی کے لیے ایک خوبرو ایجنٹ کی ضرورت تھی۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس سے پہلے اور کتنے سینیٹرز کی بیٹیوں کو تم پھنسا چکے ہو؟ اس کے بعد شاید بیویوں کی باری آئے گی۔ ان پر تو تمہارا جادو سر چڑھ کر بولے گا۔ مجھے اعتراف ہے کہ مجھے بے وقوف بنانے اور پھنسانے میں تم کامیاب رہے۔ تمہارے لیے پورے نمبر......'' الزبتھ بھری بیٹھی تھی اور اس نے یہ سب کچھ بہت سرد لہجے میں کہا تھا لیکن اس کی باطنی اذیت اپنی جگہ تھی، جس کی وجہ سے دانتوں سے اپنے ہونٹ چبانے پر مجبور تھی۔

مارک میں نگاہیں اُٹھانے کی ہمت نہیں تھی۔ الزبتھ کی آواز میں برہمی کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں کی نمی بھی واضح تھی۔

لیکن اگلے ہی لمحے الزبتھ کا لہجہ پھر سرد اور سخت ہو گیا ''پلیز مارک! اب تم جاؤ۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اب میں تمہاری صورت کبھی نہیں دیکھنا چاہوں گی۔ شاید کہ میں اس طرح اپنی عزتِ نفس بحال کر سکوں۔ شاید کہ برسوں میں ہی، میرے دل کا یہ زخم یوں مندمل ہو سکے۔ جاؤ مارک! اپنی گندگی کی دلدل میں واپس چلے جاؤ۔''

''تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو الزبتھ''

''میں جانتی ہوں کہ تم کیا کہو گے۔ ایجنٹ بڑے مظلوم ہوتے ہیں۔ تم نے مجھ سے سچی محبت کی ہے۔ صرف میری خاطر۔ تمہاری زندگی میں میرے علاوہ بھی کوئی لڑکی نہیں آئی۔ میں پہلی بھی ہوں اور آخری بھی'' الزبتھ نے تلخ لہجے میں کہا ''لیکن میں سب سمجھ

چکی ہوں۔ یہ کیس نمٹانے کے بعد تم کسی اور لڑکی کو اپنی جھوٹی محبت کے جال میں پھنسا رہے ہو گے۔ جاؤ، چلے جاؤ یہاں سے۔''

مارک جانتا تھا کہ اس میں الزبتھ کا کوئی قصور نہیں اور اس وقت وہ کسی بھی طرح سمجھا نہیں سکتا۔ وہ مزید کچھ کہے بغیر اُس کے گھر سے نکل آیا۔

............☆☆............

وہ عجیب خود فراموشی کی سی کیفیت میں گاڑی چلا رہا تھا۔ اسے یہ بھی پتا نہیں تھا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں لیکن تعاقب کرنے والی گاڑی میں بیٹھے لوگ اب اس کی طرف سے بے حد چوکنا تھے۔

اپنے اپارٹمنٹ پہنچ کر مارک نے گاڑی کی چابی سائمن کو دی اور لفٹ کی طرف چلا گیا۔ سیاہ بیوک بلڈنگ سے سوگز کے فاصلے پر روکی گئی تھی۔ ان دونوں کو مارک کے اپارٹمنٹ میں روشنی نظر آئی۔

اپنے کمرے میں مارک نے الزبتھ کے فون نمبر کے سات ہندسوں میں سے چھ ڈائل کیے، مگر پھر کچھ سوچ کر ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔ پھر اس نے لائٹ آف کر دی۔ سیاہ بیوک میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے سگریٹ بجھا کر دوسری سگریٹ سلگائی، ایک گہرا کش لیا اور پھر اپنی گھڑی میں وقت دیکھا۔

............☆☆............

گن کنٹرول بل پر مہینوں اس نے محنت کی تھی۔ اس کے لیے اس نے دباؤ دھمکی سے بھی کام لیا تھا، سودے بازی بھی کی تھی، کسی پر نرمی اور کسی پر سختی کی تھی اور اب بالآخر بل حتمی منظوری کے لیے سینیٹ میں پیش ہونے والا تھا......کل!

فلورینا کین کے لیے یہ وہ دن تھا، جب وہ امریکی تاریخ پر ایک ان مٹ نقش چھوڑنے والی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگر وہ صدر کی حیثیت سے اور کچھ بھی نہ کر سکی، تب بھی صرف اس ایک کام کی وجہ سے اس کا ضمیر ہمیشہ مطمئن رہے گا۔

اب یہ بل رُک کیسے سکتا ہے؟ یہ سوال وہ اب تک خود سے ہزاروں بار کر چکی تھی اور

ہزاروں ہی بار اسے وہی ایک خوفناک اور ڈرا دینے والا جواب ملا تھا۔

ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اُس نے اس لرزا دینے والے خیال کو ذہن سے جھٹک دیا!

............☆☆............

جمعرات، ۱۰ مارچ......صبح ۵ بجے

ڈائریکٹر کی آنکھ اچانک ہی کھلی تھی۔ وہ آنکھیں کھولے لیٹا، چھت کو تکتا رہا۔ اس پر فرسٹریشن طاری تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ کچھ بھی تو نہیں کر سکتا لیکن اس سے اس کی کیفیت میں کوئی بہتری نہیں ہوئی۔

وہ گزشتہ چھ دنوں کے واقعات کو اپنے ذہن میں دہراتا رہا۔ اس نے ہمیشہ صدر کے شیڈول کی منسوخی کو آخری آپشن کے طور پر سنبھال کر رکھا تھا۔ ابھی وہ یہ آپشن استعمال کر لے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سینیٹر سمیت تمام سازشی مجرم صاف بچ نکلیں گے۔

اور یہ امکان بھی تھا کہ اب تک وہ سمجھ چکے ہوں کہ ایف بی آئی ان کی سازش سے باخبر ہو چکی ہے اور کون جانے، وہ اپنا ارادہ ترک کر کے تتر بتر ہو چکے ہوں۔ ایسا ہوا تو اور برا ہوگا۔ وہ دوبارہ سازش کریں گے اور ضروری نہیں کہ اگلی بار ایف بی آئی کو اس کی بھنک بھی پڑے۔ یہ اور خطرناک ہوگا۔

بہر حال وہ آگے کنواں اور پیچھے کھائی والا معاملہ تھا۔

............☆☆............

سینیٹر ۵ بج کر ۴۵ منٹ پر اُٹھا تو اس کا جسم پسینے میں تر بہ تر تھا۔ رات اس کی آنکھ بار بار کھلتی رہی تھی۔ ایک وقت میں وہ چند منٹ سے زیادہ کی نیند لے ہی نہیں سکا تھا۔ اسے اُمید تو تھی کہ وہ نروس ہوگا لیکن اس حد تک نروس ہونے کا اس نے نہیں سوچا تھا۔ بلکہ رات تین بجے تو اس نے سوچا کہ چیئرمین کو فون کر کے بتا دے کہ وہ یہ سب کچھ نہیں کر سکے گا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ چیئرمین اسے محض خالی خولی دھمکیاں نہیں دیتا رہا ہے۔ وہ

اس کا کیریئر اور اس کی زندگی، دونوں تباہ کر سکتا ہے۔

اب تک اس سلسلے میں پانچ افراد قتل ہو چکے تھے۔ مگر وہ پانی کی سطح پر ننھے کنکروں کے گرنے سے بننے والے چھوٹے چھوٹے دائرے تھے، جو ذرا دیر میں ہی معدوم ہو گئے تھے لیکن صدر صاحب کا قتل! وہ تو پوری دنیا کو ہلا دے گا۔

سینیٹر کچھ دیر کھڑکی سے باہر جھانکتا رہا لیکن وہ دیکھ کچھ بھی نہیں رہا تھا۔ پھر وہ وہاں سے ہٹ آیا۔ اب وہ بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ کاش وقت کو روکنا اس کے اختیار میں ہوتا لیکن بڑی سوئی تو مسلسل حرکت میں تھی بلکہ شاید اس کی رفتار ہمیشہ سے تیز تھی۔

وہ ناشتہ کرنے بیٹھا۔ صبح کا اخبار اس کے سامنے تھا۔ اس میں صدر صاحب کے بارے میں کوئی خبر نہیں تھی۔ کاش! وہ اگلے روز کا اخبار آج پڑھ سکتا...... کاش...... کاش!

............☆☆............

ڈائریکٹر کو پہلی کال ایلیٹ کی موصول ہوئی۔ اس نے بتایا کہ سینیٹر ڈیکسٹر اور سینیٹر کی نگرانی سے صورتِ حال واضح ہونے میں ابھی تک کوئی مدد نہیں مل سکی ہے۔ حالانکہ وہ بے چارہ اصل صورتِ حال سے سرے سے واقف ہی نہیں تھا۔

وہ ناشتہ کرتے ہوئے اخبار پڑھتا رہا جس میں کوئی قابل ذکر خبر نہیں تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ صدر صاحب کا شیڈول منسوخ کرانے کا آپشن استعمال کرنے سے پہلے اسے کتنی مہلت مل سکتی ہے۔ صدر صاحب کو دس بجے وائٹ ہاؤس سے نکلنا تھا۔ شیڈول کے سلسلے میں اسے سیکرٹ سروس کے سربراہ کو بریف کرنا تھا۔ یعنی اس کام کو زیادہ سے زیادہ نو بجے تک موخر کیا جا سکتا ہے۔

اس نے سوچا، نہیں، وہ آخری لمحوں میں ہی یہ آپشن استعمال کرے گا۔ وضاحت بعد میں پیش کی جا سکتی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ سازشی سینیٹر کو رنگے ہاتھوں پکڑنے کی خاطر وہ اپنی عزت، وقار اور اپنا کیریئر داؤ پر لگا رہا ہے لیکن سب سے خطرناک بات یہ تھی کہ وہ صدر صاحب کی زندگی داؤ پر لگا رہا تھا۔

چھ بجے کے بعد وہ بیورو کے لیے روانہ ہوا۔ وہ مارک اینڈریوز کی آمد سے دو گھنٹے

پہلے دفتر پہنچ جانا چاہتا تھا۔

ایلیٹ لفٹ کے باہر اس کا منتظر تھا۔ یہ شخص انسان نہیں، مشین ہے۔ ڈائریکٹر نے جھنجھلا کر سوچا۔ اگر میں اس سے پہلے خود ہی فارغ نہیں کر دیا گیا تو یہ معاملہ نمٹتے ہی سب سے پہلے اسے فارغ کروں گا۔

''اس وقت دونوں سینیٹرز کہاں ہیں؟'' ڈائریکٹر نے ایلیٹ سے پوچھا۔

''اپنے گھروں میں ناشتہ کر رہے ہیں۔ چھ ایجنٹ صبح ۵ بجے سے ان کی نگرانی پر مامور ہیں اور وہ دن بھر ان کی نگرانی کریں گے۔''

دفتر پہنچتے ہی ڈائریکٹر نے فنگر پرنٹس ایکسپرٹ کو طلب کیا۔

ڈینیل سمرٹن دُبلا پتلا تھا۔ اس کا قد پانچ فٹ چار انچ تھا۔ فنگر پرنٹس اس کے لیے دلچسپ کھلونے تھے۔ اسے اپنے کام سے محبت تھی۔ ''اس نوٹ پر سترہ مختلف انگلیوں کے نشانات اور تین مختلف انگوٹھوں کے نشانات ملے ہیں جناب۔ اب ہم ان پر کام کر رہے ہیں۔'' اس نے کہا ''دو ایسے نشانات بھی ہیں، جن کی شناخت ممکن ہے۔ ہم دو سے تین گھنٹے کے دوران آپ کو ان ۲۲ نشانات کے بارے میں رپورٹ پیش کریں گے۔''

ڈائریکٹر نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ پونے سات بجے تھے۔ یعنی پونے نو اور پونے دس کے درمیان کوئی اہم سراغ مل سکتا تھا۔ ''ویل ڈن! لیکن کوشش کرو کہ اور جلدی مجھے رزلٹ دے سکو، خواہ وہ منفی ہو۔ اور ہاں، رات بھر کام کرنے پر اپنے اسٹاف تک میرا شکریہ ضرور پہنچا دینا۔''

اس کے جانے کے بعد ڈائریکٹر نے اسسٹنٹ ڈائریکٹر پلاننگ کو طلب کر لیا۔

والٹر ولیمز کو لوگ ایف بی آئی کا دماغ کہتے تھے۔ وہ اور اس کے چھ ذہین ماتحت، جو ذہانت میں اس سے کہیں کم تر تھے، درحقیقت ایف بی آئی کے تھنک ٹینک کی حیثیت رکھتے تھے۔ جب بھی کوئی بڑا مسئلہ درپیش ہوتا تو ڈائریکٹر والٹر کو طلب کرتا۔ والٹر اس کا منطقی حل فراہم کرتا جو زیادہ تر درست ہی ثابت ہوتا تھا۔ اس وقت ڈائریکٹر نے سوچ لیا تھا کہ اگر والٹر معقول اور منطقی جواب فراہم نہ کر سکا تو وہ اس کے فوراً بعد اگلا فون صدر

صاحبہ کو کرے گا۔

''گڈ مارننگ ڈائریکٹر''

''گڈ مارننگ والٹر! میرے مسئلے کے بارے میں کس نتیجے پر پہنچے ہو تم؟''

''بہت دلچسپ جناب! مسئلے کو ہر زاویے سے دیکھنے کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ جواب بے حد سادہ ہے۔''

اس صبح پہلی بار ڈائریکٹر کے چہرے پر مسکراہٹ نظر آئی۔

''آپ نے سوال یہ کیا تھا کہ صدر صاحبہ ایک بجے وائٹ ہاؤس سے نکلتی ہیں اور دی کیپٹل کے لیے روانہ ہوتی ہیں۔ کار کے ذریعے ان کا یہ سفر چھ منٹ کا ہے۔ اب میں فرض کرتا ہوں کہ کار بلٹ پروف بھی ہے، اور اس کو سیکرٹ سروس والوں نے بہت اچھا کور فراہم کیا ہے۔ کیا ایسی صورت میں صدر صاحبہ کا قتل ممکن ہے۔ اس کا جواب ہے کہ ممکن تو ہے لیکن اس کے امکانات بہت کم ہیں۔ منطقی اعتبار سے قاتل گروہ اس کے لیے تین طریقے آزما سکتا ہے۔ نمبر ایک، دھماکا خیز مواد، نمبر دو کم فاصلے سے ہینڈ گن اور نمبر تین، رائفل۔

''بم تو راستے میں کہیں بھی ان پر پھینکا جا سکتا ہے لیکن پروفیشنل لوگ ایسا کبھی نہیں کرتے۔ کیونکہ انہیں معاوضہ مطلوبہ نتائج حاصل کرنے پر ملتا ہے قاتلانہ حملہ پر نہیں۔ اب تک کا ریکارڈ دیکھ لیجیے۔ کسی بھی صدر پر بم کا حملہ آج تک کامیاب نہیں ہوا۔ جبکہ ہمارے چار صدر اپنے عہد صدارت کے دوران قتل ہو چکے ہیں۔ پھر بم کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ غیر متعلقہ لوگ بھی مارے جاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات حملہ کرنے والا خود بھی شکار ہو جاتا ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ قتل کرنے والے پیشہ ور لوگ ہیں۔ اس لیے میں اس آپشن کو رد کرتا ہوں۔ اب ہینڈ گن کی بات کریں تو سفر کے دوران اس کا کامیاب استعمال ممکن نہیں۔ کیونکہ کوئی پروفیشنل قریب جا کر صدر صاحبہ پر گولی ہرگز نہیں چلائے گا۔ کوئی پروفیشنل اپنی زندگی کو کبھی یقینی خطرے میں نہیں ڈالتا اور صدر کی لیموزین پر کسی عام ہینڈ گن سے فائر کرنا گینڈے پر سیفٹی پن کے ذریعے حملہ کرنے کے مترادف ہے۔

''اب جس وقت صدر صاحبہ دی کیپٹل کی سیڑھیوں پر پہنچیں گی تو وہ ہجوم سے بہت دور ہوں گی۔ یہ فاصلہ ہینڈ گن کے بس کا نہیں۔ ایک تو درستی کے ساتھ نشانہ لینا تقریباً ناممکن ہوگا۔ دوسرے قاتل کے لیے بچ نکلنے کا امکان نہ ہونے کے برابر ہوگا۔

تو یہی بات معتبر پڑتی ہے کہ سربراہِ مملکت کے قتل کے لیے آزمودہ ہتھیار رائفل ہی ہے، وہ بھی لانگ رینج کی ٹیلسکوپک سائٹ کے ساتھ اور اس کے لیے مناسب ترین مقام دی کیپٹل کے سوا کوئی اور نہیں۔ وائٹ ہاؤس میں تو قاتل جھانک نہیں سکتا۔ پھر وہاں کھڑکیوں کے شیشے چار انچ موٹائی کے ہیں۔ تو اگر قاتل کو یہ کام کرنا ہے تو وہ صدر صاحبہ کے دی کیپٹل پہنچ کر لیموزین سے اُترنے کا انتظار کرے گا۔ آج میں نے عملی طور پر وہ فاصلہ طے کر کے دیکھا۔ گاڑی سے دی کیپٹل کی سیڑھیوں تک پہنچنے میں لگ بھگ پچاس سیکنڈ لگتے ہیں۔ وہاں ایسے مقامات زیادہ نہیں ہیں جہاں سے صدر صاحبہ کو نشانہ بنانا ممکن ہو۔ ہم نے اس علاقے کا بڑی دیدہ ریزی سے جائزہ لیا۔ تفصیل آپ کو میری رپورٹ میں ملے گی۔ اب یہ بھی ہے کہ سازش کرنے والوں کو یہ یقین ہی ہوگا کہ ہم ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ جانتے ہوتے تو حملہ کرنے کے ہر ممکنہ مقام کو ہم کور کر لیتے۔ بہرحال میرے خیال میں واشنگٹن کے قلب میں ایسے کسی قاتل کی موجودگی کا امکان بہت کم ہے لیکن بہرحال اگر قاتل یا قاتلوں کی ٹیم حوصلہ مند اور دلیر بھی ہو، اور اپنے کام میں ماہر بھی، تو حملہ ہو بھی سکتا ہے۔''

''شکریہ والٹر! مجھے یقین ہے کہ تمہارا تجزیہ درست ہے۔''

''شکریہ سر!''

والٹر کے جانے کے بعد ڈائریکٹر نے دوسرے اسسٹنٹ ڈائریکٹر میٹ راجرز کو طلب کر لیا۔

''میں نے رات اینڈریوز کی تازہ ترین رپورٹ پڑھی ہے سر! اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اب ہمیں سیکرٹ سروس کو اس معاملے میں شریک کرنا ہوگا۔'' میٹ راجرز نے بیٹھتے ہی کہا۔

''ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد میں یہ کام ضرور کروں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ تم نے اپنے آدمیوں کی تعیناتی کا نقشہ بنا لیا؟''

''اس کا انحصار تو اس پر ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ سب سے زیادہ خطرہ کس مقام پر ہے؟''

''تو ٹھیک ہے۔ فرض کر لو کہ وہ مقام دی کیپٹل ہے۔ وقت ۱۰ بج کر ۶ منٹ، مقام دی کیپٹل کی سیڑھیاں۔ اب بولو''

''تو سب سے پہلے تو میں اس علاقے کو ہر سمت سے چوتھائی میل تک گھیرے میں لے لوں گا۔ میٹرو سروس کو معطل کر دوں گا، اور پبلک ہو یا پرائیویٹ، ہر طرح کے ٹریفک کو روک دوں گا۔ دھمکیاں دینے والے تمام افراد کو پوچھ گچھ کے لیے طلب کر لیا جائے گا۔ اس علاقے میں ہمیں زیادہ سے زیادہ آنکھوں اور زیادہ سے زیادہ کانوں کی ضرورت ہوگی۔ اینڈریوز ایئربیس سے چار ہیلی کاپٹر مستعار لیے جائیں گے، جو فضا سے اس پورے علاقے میں ہر طرح کی نقل و حرکت پر نظر رکھیں گے اور صدر صاحبہ کے اردگرد سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کی دیوار ہوگی۔''

''ویری گڈ میٹ! یہ بتاؤ، اس نوع کے آپریشن کے لیے تمہیں کتنی نفری درکار ہوگی اور اگر میں فوری طور پر ایمرجنسی کی کال دے دوں تو اس تیاری میں کتنا وقت لگے گا؟''

میٹ نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ سات بج چکے تھے۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا، پھر بولا ''تین سو اسپیشل ایجنٹ درکار ہوں گے، ایسے جنہیں بریف کیا جا چکا ہو اور دو گھنٹے کا وقت درکار ہوگا۔''

''ٹھیک ہے۔ تم نفری کا بندوبست کر لو لیکن بریفنگ کے مرحلے کو آخری لمحوں کے لیے بچا رکھنا'' ڈائریکٹر نے کہا ''اور میٹ! دس بج کر ایک منٹ سے پہلے میں کسی ہیلی کاپٹر کو فضا میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ میں نہیں چاہتا کہ بات باہر نکلے۔ ورنہ ہم مجرموں کو نہیں پکڑ سکیں گے۔''

''آپ صدر صاحبہ کو روک کیوں نہیں دیتے سر! یہ بڑا سنگین معاملہ ہے اور ساری

ذمہ داری آپ پر ہے۔''

''اگر ہم اس وقت پیچھے ہٹتے ہیں تو کل سے ہمیں ایک نامعلوم خطرے کی فکر کرنی ہوگی جس کے بارے میں ہم پوری طرح اندھیرے میں ہوں گے۔ ایسا موقع ہمیں پھر کبھی نہیں ملے گا۔''

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جناب!''

''تم میری عزت رکھ لینا میٹ! کیونکہ میں گراؤنڈ آپریشنز کی مکمل ذمہ داری تمہیں سونپ رہا ہوں۔''

''شکریہ جناب!''

میٹ رُخصت ہوا تو ڈائریکٹر نے مسز میک گریگر سے کہا کہ وہ وائٹ ہاؤس میں سیکرٹ سروس کے چیف سے اس کی بات کرائے۔ پھر اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ۷ بج کر ۱۰ منٹ، اینڈریوز کو سوا آٹھ بجے آنا تھا۔

فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اُٹھایا ''سر! مسٹر نائٹ لائن پر موجود ہیں۔ بات کریں۔''

''اسٹوارٹ! میرے پرائیویٹ نمبر پر کال کرو۔'' ڈائریکٹر نے ماؤتھ پیس میں کہا ''اور احتیاط کرنا کہ کوئی سننے والا نہ ہو۔''

اسٹوارٹ نائٹ جانتا تھا کہ ہالٹ ٹائی سن کی یہ بات کتنی اہم ہے۔ وہ ایسے ہی اہمیت بڑھانے والا آدمی نہیں تھا۔ اس نے فوراً اپنے پرائیویٹ نمبر سے ٹائی سن کا نمبر ملایا۔

''اسٹوارٹ! مجھے فوری طور پر تم سے ملنا ہے۔ اس پرانے مقام پر صرف تیس منٹ کے لیے۔ فون پر کوئی بات نہیں۔ معاملہ بہت اہم ہے۔'' ٹائی سن نے کہا۔

کیا مشکل ہے۔ اسٹوارٹ نے سوچا۔ صدر کی روانگی میں صرف دو گھنٹے ہیں۔ ایسے میں یہ ملاقات، اور اس کے لیے وقت نکالنا لیکن وہ جانتا تھا سال میں بہ مشکل دو تین بار ہالٹ اسے اس طرح بلاتا تھا اور بلاتا تھا تو معاملہ بہت ہی اہم ہوتا تھا۔ چنانچہ

اس ملاقات کے لیے وہ ہر مصروفیت کو نظر انداز کر سکتا تھا۔ ہالٹ کے بلاوے پر وہ صرف دو شخصیات کو فوقیت دے سکتا تھا۔ ایک صدر صاحبہ اور دوسری اٹارنی جنرل۔

............☆☆............

ایف بی آئی کے ڈائریکٹر اور سیکرٹ سروس کے چیف کی ملاقات دس منٹ بعد یونین اسٹیشن کے سامنے ٹیکسیوں کی قطار کے سامنے ہوئی۔ انہوں نے قطار کی تمام ٹیکسیوں کو نظر انداز کیا اور ساتویں ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے ہیلو تک نہیں کہا تھا۔

وہ ٹیکسی ایلیٹ چلا رہا تھا۔ ٹیکسی کو دی کیپٹل کے گرد چکر لگانا تھا۔

ڈائریکٹر باتیں کر رہا تھا اور چیف سن رہا تھا۔

............☆☆............

مارک پونے سات بجے الارم کی آواز سے جاگا۔ وہ نہایا، اس نے شیو کیا۔ اس دوران اسے کمیٹی کی کارروائی کا وہ ریکارڈ یاد آیا جو وہ ساتھ لانا بھول گیا تھا۔ اب وہ یہ سوچ کر خود کو بہلا رہا تھا کہ ان سے اسے کوئی مدد نہیں ملنی تھی۔ ویسے بھی اب صرف دو سینیٹر ہی مشتبہ رہ گئے تھے اور اب وہ ڈائریکٹر سے اتفاق کرنے پر مجبور تھا کہ ہر چیز سینیٹر ڈیکسٹر کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

مارک نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ وہ کچھ جلدی اُٹھ گیا تھا۔ وہ بیڈ کی پٹی پر بیٹھ کر دُکھتی ہوئی ٹانگوں کو ہلاتا رہا۔ وہ غور کر رہا تھا...... یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کوئی اہم بات بھول تو نہیں رہا ہے۔

............☆☆............

چیئر مین نے سات بج کر بیس منٹ پر بستر چھوڑا۔ اس نے اپنی پہلی سگریٹ سلگائی۔ اسے یاد نہیں تھا کہ وہ کب جاگا تھا۔ چھ بج کر دس منٹ پر اس نے ٹونی کو فون کیا جو پہلے ہی اُٹھ چکا تھا اور اس کی کال کا منتظر تھا۔ اب انہیں صرف ایک ہی صورت میں ملنا تھا۔ اگر چیئر مین کو ایمرجنسی میں گاڑی کی ضرورت پڑے تو۔ اور اب ان کے درمیان

فون پر رابطہ ساڑھے نو بجے صبح ہونا تھا۔ یہ چیک کرنے کے لیے کہ تمام لوگ اپنی اپنی پوزیشن پر موجود ہیں۔

کال کرنے کے بعد اس نے روم سروس کو ناشتے کا آرڈر نوٹ کرایا۔ ساڑھے سات بجے کے بعد کسی وقت میٹ سن کا فون آنا تھا۔ مگر چیئر مین کا اندازہ تھا کہ شاید وہ ابھی سو رہا ہوگا۔ رات کو جو اس نے کارکردگی دکھائی تھی، اس کے بعد وہ یقیناً آرام کا مستحق تھا۔

وہ آپ ہی آپ مسکرا دیا۔ وہ آنے والے پانچ گھنٹوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے ذہن میں پورے منصوبے کو دہرایا۔ اس نے معمولی جزئیات کا بھی خیال رکھا تھا۔

آج رات......! فلورینا کین مر چکی ہوگی اور زیورخ، سوئٹزرلینڈ کے یونین بینک کے اکاؤنٹ نمبر AZL-376921-B میں اس کے نام پر دو کروڑ ڈالر جمع ہو چکے ہوں گے۔ یہ اس کے اسلحہ ساز فیکٹریوں کے مالک دوستوں کی طرف سے اس کے لیے شکر گزاری کا خفیف سا اظہار ہوگا اور یہ رقم ٹیکس سے بھی محفوظ ہوگی۔

فون کی گھنٹی بجی۔ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ یہ میٹ سن ہوگا۔

میٹ سن اور چیئر مین مارک کے اپارٹمنٹ سے پونے تین بجے کے قریب واپس آئے تھے۔ بہر حال انہوں نے کام مکمل کر لیا تھا۔

''سوری باس! ہوٹل والے مجھے جگانا بھول گئے تھے۔ میں زیادہ دیر سو گیا۔'' میٹ سن نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ یہ بتاؤ، کیا صورتِ حال ہے؟''

''سب ٹھیک ہے باس۔ ژان کرین کے ٹاپ پر موجود ہے...... کام کے لیے تیار''

''ٹھیک ہے'' چیئر مین نے فون رکھا۔ اسے یقین تھا کہ ژان کرین کے پلیٹ فارم پر اب بھی سو رہا ہوگا۔ ایک وہی تو تھا جو دیر تک سونے کا متحمل ہو سکتا تھا۔

............☆☆............

ڈائریکٹر سے ملنے کا وقت ابھی بیس منٹ دور تھا لیکن مارک اپنے اپارٹمنٹ سے نکل آیا۔ گیٹ سے سو گز دور بلیو فورڈ میں بیٹھے اومیل نے جماہی لیتے ہوئے رپورٹ دی کہ مارک اپارٹمنٹ سے باہر آیا ہے اور بلڈنگ کے سیاہ فام چوکی دار سے بات کر رہا ہے۔ اس نے اور تھامسن نے رات کو مارک کے جُل دینے کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔

مارک گھوم کر بلڈنگ کے احاطے کی طرف چلا گیا لیکن اومیلی بے فکر تھا۔ کیونکہ مارک کی مرسڈیز کہاں کھڑی ہے، یہ اسے معلوم تھا اور بلڈنگ میں باہر نکلنے کا ایک ہی دروازہ تھا۔ مارک جب بھی باہر نکلتا، اسے نظر آ جاتا...... خواہ پیدل، خواہ اپنی گاڑی میں۔

مارک احاطے میں گھوما تو اسے سرخ فیاٹ نظر آئی۔ اس نے سوچا یہ تو الزبتھ کی گاڑی لگتی ہے۔ ذرا آگے بڑھا تو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی الزبتھ اسے نظر آئی۔ وہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اب چاہے، یہ کوئی چکر ہے، چاہے الزبتھ درحقیقت ماتا ہری ہو، اسے اس کی کوئی پروا نہیں تھی۔

اس نے دروازہ کھولا اور الزبتھ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

دونوں چند لمحے خاموش رہے، پھر دونوں بہ یک وقت ہنس دیے۔ وہ ہنسی ان کے نروس ہونے کا ثبوت تھی۔

''میں اپنے رات کے رویے پر معذرت کرنے آئی ہوں'' الزبتھ نے کہا ''کم از کم مجھے تمہیں وضاحت کا موقع تو دینا چاہیے تھا لیکن یہ سچ ہے کہ میں نہیں چاہتی کہ اب تم کسی اور سینیٹر کی بیٹی سے محبت کرو'' اس نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔

''سوری تو مجھے کہنا چاہیے لز! اب ایک بات کہوں۔ شام کو مجھ سے ملو۔ میں ہر بات واضح کر دوں گا۔ مگر اس سے پہلے مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔ وعدہ کرو کہ چاہے کچھ بھی ہو، شام کو مجھ سے ضرور ملو گی اور یہ میرا وعدہ ہے کہ اس ملاقات کے بعد اگر تم نے مجھ سے نہ ملنے کا فیصلہ کیا تو میں کبھی تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا۔''

''ٹھیک ہے لیکن اس رات کی طرح تو مجھے نہیں چھوڑ بھاگو گے۔''

''اب اس رات کا طعنہ مت دو۔ میں تو ہر رات اس رات کا خواب دیکھتا ہوں۔''

مارک اُترنے لگا تو الزبتھ نے کہا ''تمہارا آفس میرے راستے میں ہی تو پڑتا ہے۔ چلو، میں تمہیں ڈراپ کر دوں گی۔''

مارک ہچکچایا۔ شک نے اس کے ذہن میں سر اُٹھایا۔ کیا یہ کوئی چال ہے...... یا کوئی جال۔ بہرحال اس نے کہا ''ٹھیک ہے''

اس لمحے سائمن نے انہیں دیکھ لیا۔ ''مارک! اب مجھے تمہاری مرسڈیز کو باہر کھڑا کرنا ہوگا لیکن تم پروا نہ کرو۔ میں گاڑی کا خیال رکھوں گا۔'' اس نے کہا پھر معنی خیز لہجے میں بولا ''تو یہ ہیں وہ خاتون؟''

الزبتھ نے گاڑی اسٹارٹ کی، موڑ کاٹا اور گیٹ سے گزار کر اسے مین روڈ کے ٹریفک میں شامل کر دیا۔ ''آج ڈنر کہاں کریں گے؟'' اس نے پوچھا۔

''اس فرینچ ریسٹورنٹ میں جہاں پچھلی بار گئے تھے تاکہ اس رات کا نامکمل ایکٹ مکمل کیا جاسکے۔''

''اس بار بل میں ادا کروں گی'' الزبتھ نے کہا ''لیکن اب کے بھاگو تو دوسرے پاؤں کا جوتا چھوڑ کر بھاگنا''

''اب کے میں کچھ اور چھوڑ کر بھاگوں گا'' مارک نے کہا۔ پھر وہ اپنی پنڈلی کھجانے لگا۔ یہ کھجلی صبح سے ہو رہی تھی۔ شاید رات کو کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہوگا۔ اب تو باقاعدہ تکلیف ہو رہی تھی۔

☆☆

ٹیکسی اب بھی دی کیپٹل کے گرد چکر لگا رہی تھی لیکن اب ہالٹ ٹائی سن کی بریفنگ اختتام کو پہنچ رہی تھی۔ ''ہمیں یقین ہے کہ صدر صاحبہ دی کیپٹل پہنچ کر گاڑی سے اُتریں گی، تو وہاں سے ان کے دی کیپٹل کی سیڑھیوں تک پہنچنے کے دوران کسی وقت ان پر حملہ ہوگا۔ دی کیپٹل کی فکر ہم کر لیں گے۔ بشرطیکہ تم صدر صاحبہ کو عافیت سے اندر لے

جاؤ۔ میرے آدمی اردگرد کی تمام چھتوں پر تعینات ہوں گے اور ہر اس بلندی پر بھی جہاں سے صدر صاحبہ کو نشانہ بنائے جانے کا امکان ہوسکتا ہے۔''

''صدر صاحبہ خود چل کر سیڑھیوں تک جانے پر اصرار نہ کرتیں تو ہمارا کام آسان ہو جاتا'' اسٹوارٹ نے آہ بھر کر کہا۔ پھر اچانک بولا ''لیکن ہالٹ! یہ تو بتاؤ کہ تم نے یہ بات مجھے پہلے ہی کیوں نہیں بتا دی۔''

''میں بعد میں ہر بات کی وضاحت کر دوں گا۔ اس وقت تو ہمیں بس صدر صاحبہ کے تحفظ کی فکر کرنی ہے۔''

''چلو ٹھیک ہے لیکن اس معاملے میں میرے آدمی تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے''

''میرے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ صدر صاحبہ کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔ اس سے مجھے ان خبیثوں کو رنگے ہاتھوں پکڑنے میں مدد ملے گی۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ انہیں کسی بھی طرح کا شبہ ہو اور وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ میں قاتل کو اسلحے سمیت پکڑنا چاہتا ہوں۔''

''ایک اور بات۔ میں صدر صاحبہ کو اس بارے میں بتاؤں یا نہیں؟''

''بس اتنا بتاؤ کہ یہ سیکورٹی کے ایک نئے معمول کی مشق ہے''

''ٹھیک ہے۔ وہ اتنی تبدیلیاں دیکھ چکی ہیں کہ اس پر یقین کر لیں گی۔''

''رُوٹ اور ٹائم ٹیبل میں کوئی تبدیل نہ ہو اور ہاں، یہ انتہائی رازداری کا معاملہ ہے۔ بات باہر نہ نکلے۔ صدر صاحبہ کے لنچ کے بعد میں تم سے ملوں گا اور تفصیل سے آگاہ کروں گا۔ اور ہاں، آج صدر صاحبہ کے لیے تمہارا کوڈ نیم کیا ہے؟''

''جولیس'' اسٹوارٹ نے کہا۔

''گڈ گاڈ۔ ناقابل یقین''

''میرا خیال ہے، تم نے مجھے ہر بات نہیں بتائی ہے۔ بہت کچھ چھپایا بھی ہے۔''

''ظاہر ہے۔ اور تم تو مجھے جانتے ہی ہو۔ سب کچھ تو میں خود کو بھی نہیں بتاتا ہوں''

ہالٹ ٹائی سن نے ایلیٹ کے کندھے پر تھپکی دی۔ ایلیٹ نے گاڑی کو دوبارہ قطار میں ساتویں پوزیشن پر لے جا کر روک دیا۔ اس کے دونوں مسافر اُترے اور خاموشی

سے بالکل مخالف سمتوں میں چل دیے۔ اسٹوارٹ کو وائٹ ہاؤس کے لیے میٹرو پکڑنی تھی۔ جبکہ ہالٹ ٹائی سن نے بیورو کے لیے ٹیکسی روکی۔ دونوں میں سے کسی نے بھی پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔

ڈائریکٹر سوچ رہا تھا کہ اسٹوارٹ خوش نصیب ہے۔ اسے میری طرح سات عذاب ناک دن نہیں گزارنے پڑے۔ بہرحال اس ملاقات کے بعد اس کا اعتماد بڑھ گیا تھا۔ یہ طے تھا کہ یہ پوری کہانی دو افراد کے درمیان ہی رہے گی۔ ایک وہ خود اور دوسرا اینڈریوز۔ تاآں کہ ان کے پاس سینیٹر پر مقدمہ چلانے کے لیے ٹھوس ثبوت اکٹھے ہو جائیں۔ اس کے لیے سازش میں شریک افراد کو زندہ گرفتار کرنا ضروری تھا۔ تاکہ وہ سینیٹر کے خلاف گواہی دے سکیں۔

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ۷ بج کر ۵۸ منٹ۔ اینڈریوز اب پہنچنے ہی والا ہوگا۔

دفتر میں مسز میک گریگر اس کا شدت سے انتظار کر رہی تھی۔ ''یہ چینل فور ہے سر...... وہ کہہ رہے ہیں کہ ارجنٹ ہے۔''

''ٹیلی فون پر منتقل کر دو'' ڈائریکٹر نے کہا اور تیزی سے اپنے کمرے میں گھس کر ریسیور اُٹھالیا۔

''میں اسپیشل ایجنٹ اومیلی بات کر رہا ہوں سر...... گشتی گاڑی سے۔''

''ہاں اومیلی! کیا بات ہے؟''

''ایجنٹ اینڈریوز کو اُڑا دیا گیا ہے جناب! خدشہ ہے کہ گاڑی میں اُس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا''

ڈائریکٹر گنگ ہو کر رہ گیا۔

''آپ موجود ہیں نا سر؟ کیا میں اطلاع دہراؤں؟''

''تم فوراً یہاں پہنچو۔'' ڈائریکٹر نے بڑی مشکل سے کہا۔ پھر اس نے ریسیور رکھا۔ اسے اپنے گلے میں گھٹن کا احساس ہو رہا تھا اور اُس کی مٹھیاں بھینچ گئی تھیں۔ چند

منٹ تک وہ اکیلا بیٹھا رہا۔ پھر اس نے مسز میک گریگر سے کہا کہ وہ وائٹ ہاؤس میں اُس کی صدر صاحبہ سے بات کرائے۔ اب تو ان کا شیڈول کینسل کرانا ضروری ہو گیا ہے۔ ایجنٹ اینڈریوز کی ہلاکت کا مطلب ہے کہ مجرموں نے اسے شکست دے دی ہے اور وہ سب کچھ جانتے ہیں۔

اومیلی کو ڈائریکٹر کے دفتر پہنچنے میں دس منٹ لگے۔ مسز میک گریگر نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

اومیلی ڈائریکٹر کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ بہت بوڑھا لگ رہا تھا۔

''یہ سب کیسے ہوا؟'' ڈائریکٹر نے اس سے پوچھا۔

''اس کی گاڑی میں دھماکہ ہوا۔ ہمارا خیال ہے، گاڑی میں اُس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔''

''کیوں؟ کیسے؟''

''شاید بم کو اگنیشن سے منسلک کر دیا گیا تھا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے گاڑی دھماکے سے اُڑ گئی۔''

اُسی وقت دروازہ کھلا اور مارک اینڈریوز کمرے میں داخل ہوا۔ ''گڈ مارننگ سر!'' اُس نے کہا ''میں مخل تو نہیں ہو رہا ہوں۔ میرا خیال ہے، آپ نے مجھے سوا آٹھ بجے بلایا تھا۔''

وہ دونوں اسے گھور رہے تھے۔ ''تم...... تم تو مر چکے ہو'' اومیلی نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں''

اومیلی نے خود کو سنبھالا۔ وہ بھوت تو نہیں ہو سکتا تھا۔ ''تو پھر تمہاری مرسڈیز کون چلا رہا تھا؟''

مارک کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ''میری مرسڈیز؟ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟''

''تمہاری مرسڈیز کے چیتھڑے اُڑ گئے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ [illegible] اس وقت اسے چھان رہے ہوں گے۔ میرے وہاں سے آنے تک ایک

سیاہ فام کا ہاتھ تو برآمد ہو چکا تھا۔"

مارک نے دیوار کا سہارا لے کر خود کو سنبھالا۔"ان خبیثوں نے سائمن کو اُڑا دیا۔" اس نے کہا"میں تو یہاں الزتھ ڈیکسٹر کی گاڑی میں اس کے ساتھ آیا ہوں۔ نکلتے وقت سائمن نے کہا تھا کہ اسے میری گاڑی باہر کھڑی کرنی ہوگی۔اس کے پاس چابی تھی میری گاڑی کی۔"

ڈائریکٹر نے پہلی بار لب کشائی کی۔"تم دونوں بیٹھ جاؤ پلیز"

اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔"صدر کی چیف آف اسٹاف جناب! وہ کہتی ہیں، آپ صرف دو منٹ بات کر سکیں گے۔" مسز میک گریگر نے بتایا۔

"معذرت کر کے کینسل کر دو۔ جینٹ سے کہنا کہ میں گن کنٹرول بل کے سلسلے میں صدر صاحبہ کو گڈ لک کہنا چاہتا تھا، اور بس۔"

"بہتر جناب!"

"تو اب ان کے خیال میں تم مر چکے ہو اینڈریوز" ڈائریکٹر نے کہا"یوں انہوں نے اپنا آخری پتا بھی کھیل لیا ہے۔تو اب ہمیں خود کو سنبھالنا ہے اور تمہارے لیے کچھ دیر مردہ رہنا ہی بہتر ہے۔"

مارک اور اومیلی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔دونوں کے چہرے پر اُلجھن تھی۔

"اومیلی! تم واپس جاؤ۔کسی سے کچھ نہ کہنا...... اپنے پارٹنر سے بھی۔تم نے اینڈریوز کو زندہ نہیں دیکھا۔وہ مر چکا ہے۔سمجھ گئے؟"

"یس سر"

"بس اب تم جاؤ" ڈائریکٹر نے کہا۔پھر فون پر مسز میک گریگر سے کہا"ایکسٹرنل افیئرز کے ہیڈ کو بلاؤ"اس اثنا میں اومیلی جا چکا تھا۔ڈائریکٹر نے محبت سے مارک کو دیکھا
"میں تو ابھی سے تمہیں مس کرنے لگا تھا۔"

"شکریہ سر"

"شکریہ کی ضرورت نہیں۔کیونکہ میں ابھی تمہیں دوبارہ قتل کرنے والا ہوں۔"

دروازے پر دستک ہوئی اور بل ہوگن اندر آیا۔وہ پبلک ریلیشنز کا آدمی تھا۔اس نے آتے ہی کہا"آپ کو ہمارے ایک ایجنٹ کی موت کی اطلاع ملی ہے سر"

"ہاں بل اور تمہیں اس سلسلے میں فوری طور پر بیان جاری کرنا ہے کہ آج ہمارا ایک ایجنٹ مارا گیا۔تفصیلی بیان گیارہ بجے جاری کیا جائے گا۔"

"اس وقت تک تو پریس والے مجھے چباڈالیں گے جناب!"

"بھگت لینا۔یہ تمہارا کام ہے۔" ڈائریکٹر نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"

"اور گیارہ بجے تم بیان جاری کرو گے کہ وہ غلط فہمی تھی۔ مذکورہ ایجنٹ زندہ ہے......" بل کے چہرے پر حیرت اُمنڈ آئی۔

"......اور یہ کہ مرنے والا ایک بلڈنگ کا چوکیدار تھا۔اس کا ایف بی آئی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"لیکن سر! ہمارا ایجنٹ......"

"میں تمہیں اس سے ملوا رہا ہوں بل۔اس سے ملو یہ ہے ایجنٹ مارک اینڈریوز۔ لیکن یہ بات باہر نہ نکلے۔کم از کم تین گھنٹے تک یہ مردہ ہی رہے گا اور یہ بات باہر نکلی تو تم اپنے لیے کوئی اور جاب ڈھونڈ رکھنا۔"

"یس سر!" بل گن نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔وہ ڈائریکٹر کے کمرے سے نکلا تو چکرایا ہوا تھا۔یہ پورا معاملہ اس کے سر کے اُوپر سے گزر گیا تھا۔لیکن وہ جانتا تھا کہ ڈائریکٹر کی کوئی بات بے معنی نہیں ہوتی۔

ڈائریکٹر مارک کی طرف متوجہ ہوا، جو ابھی تک سائمن کی اس المناک اور ناقابل یقین موت کے صدمے سے نہیں سنبھل پایا تھا۔وہ سوچ رہا تھا کہ ایک ہفتے میں یہ دوسرا آدمی ہے جو اس کی جگہ زندگی سے محروم ہوا ہے۔پہلے نک اسٹیمز اور اب سائمن!

"مارک! اب ہمارے پاس صرف دو گھنٹے رہ گئے ہیں۔مرنے والوں کا ماتم تو بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔یہ بتاؤ، کوئی نئی بات معلوم ہوئی؟"

’’جی ہاں! یہ کہ میں اب بھی زندہ ہوں‘‘

’’دو گھنٹے اور گزار لو تو مجھے اُمید ہے کہ طویل عمر جیو گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ابھی تک ہم ڈیکسٹر اور ہیری سن میں سے کسی ایک کو نہیں چن سکے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ ہمارا مطلوبہ سینیٹر ڈیکسٹر ہے۔‘‘ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا ۸:۲۹۔ ’’اور کچھ؟‘‘

’’جی۔ الزبتھ اس میں ملوث نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے میں زندہ ہوں‘‘

’’یہ مجھے تسلیم لیکن اس سے اس کے باپ کی پوزیشن کلیئر نہیں ہوتی۔‘‘

’’لیکن سر! کوئی بھی اپنے ہونے والے داماد کو قتل نہیں کرا سکتا‘‘ مارک نے دلیل دی۔

’’جو ملک کی صدر کو قتل کرا سکتا ہے، وہ تو اپنی بیٹی تک کو قتل کرانے سے نہیں چوکے گا۔‘‘

اس وقت فون کی گھنٹی بجی۔ وہ بل گن تھا۔ اس نے پریس نوٹ پڑھ کر سنایا ’’ٹھیک ہے‘‘ ڈائریکٹر نے کہا ’’یہ پریس میں دے دو‘‘ پھر وہ مارک کی طرف مڑا ’’مبارک ہو۔ اس وقت روئے زمین پر تم وہ واحد مردہ ہستی ہو، جو زندہ ہے۔‘‘ اس نے کہا۔ پھر وہ اسے دی کیپٹل کے گرد کیے جانے والے حفاظتی انتظامات کی تفصیل بتانے لگا۔

’’تو آپ اب بھی صدر صاحبہ کو نہیں روک رہے ہیں۔‘‘ مارک کے لہجے میں تعجب تھا۔

’’سنو مارک! چھ ایجنٹ دونوں سینیٹرز پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اور ہمیں ان کے ایک ایک پل کی خبر ملتی رہے گی۔ اور اب ہم خود بھی سڑک پر نکلنے والے ہیں۔ جو بھی ہو، ہم وہاں موجود ہوں گے اور ہر ذمہ داری میری ہے۔‘‘

’’ٹھیک ہے سر!‘‘

انٹر کام کا بزر چیخا ’’سر! مسٹر سمرٹن فوری طور پر آپ سے ملنا چاہتے ہیں‘‘ مسز میک گریگر نے بتایا۔

’’بھیج دو‘‘

ڈینیل سمرٹن کمرے میں داخل ہوا تو بہت خوش نظر آ رہا تھا ’’ایک نشان ہماری کرمنل فائل سے میچ کر گیا ہے جناب! نام ہے رالف میٹ سن‘‘

اس نے کہا اور میٹ سن کی آئیڈنٹی کٹ، تصویر اور انگوٹھے کا اندراج کیا ہوا نشان ڈائریکٹر کی طرف بڑھا دیا ’’اور ایک بات، جو آپ کو اچھی نہیں لگے گی۔ یہ شخص ایف بی آئی کا ایجنٹ رہ چکا ہے۔‘‘ اس نے میٹ سن کا کارڈ ڈائریکٹر کی طرف بڑھایا۔

مارک نے تصویر پر نظر ڈالی۔ وہ جعلی پادری کی تصویر تھی۔

’’اس میں کوئی بات پروفیشنلز والی ہے۔‘‘ ڈائریکٹر اور مارک نے بہ یک وقت کہا۔

پھر ڈائریکٹر نے کہا ’’شاباش سمرٹن! گڈ ورک۔ اس تصویر کی تین سو کاپیاں بنا کر اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو دے دو......فوراً۔‘‘

’’یس سر‘‘

’’مسز میک گریگر! میٹ راجرز سے بات کراؤ۔‘‘

میٹ راجرز لائن پر آیا تو ڈائریکٹر نے اسے یہ تفصیل بتائی۔ ’’کیا اسے دیکھتے ہی گرفتار کرنا ہے سر؟‘‘

’’نہیں میٹ۔ نظر آئے تو اس پر نگاہ رکھو اور اپنے آدمیوں سے کہنا کہ اسے شبہ نہ ہونے پائے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو خبردار کرے اور وہ اپنی کارروائی روک دیں۔ مجھے اس کی ہر حرکت سے باخبر رکھنا اور دس بج کر چھ منٹ پر اسے گرفتار کر لینا۔ کوئی تبدیلی ہوئی تو میں تمہیں مطلع کر دوں گا۔‘‘

’’ٹھیک ہے جناب! اور آپ نے سیکرٹ سروس کو بریف کر دیا؟‘‘

’’ہاں‘‘ ڈائریکٹر نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈائریکٹر نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ۹ بج کر ۵ منٹ ہوئے تھے۔ اس نے ایک بٹن دبایا۔ فوراً ہی ایلیٹ کمرے میں آیا۔ مارک کے لیے وہ اب بھی گمنام ہی تھا ’’دونوں سینیٹرز کہاں ہیں؟‘‘

’’ہیری سن اپنے ٹاؤن ہاؤس میں ہے۔ جبکہ ڈیکسٹر اس وقت دی کیپٹل کی طرف

جا رہا ہے۔

''تم یہاں آفس میں رکو گے۔ میں اور میٹ راجرز سڑکوں پر ہوں گے۔ تم ہم سے ریڈیائی رابطہ رکھو گے۔ اس کمرے سے ہرگز نہ نکلنا۔ سمجھ گئے؟''

''یس سر''

''میں چینل فور پر اپنا واکی ٹاکی استعمال کر رہا ہوں گا۔ آؤ اینڈریوز! چلیں۔''

وہ باہر نکلے تو ڈائریکٹر نے مسز میک گریگر سے کہا ''اگر کوئی مجھے کال کرے تو اس کی میرے آفس میں اسپیشل ایجنٹ ایلیٹ سے بات کرا دینا۔ وہ جانتا ہے کہ مجھ سے کیسے رابطہ ہو سکے گا۔''

''یس سر''

تو گمنام آدمی کا ایک نام بھی ہے۔ مارک نے سوچا۔ ایلیٹ!

............☆☆............

وہ دونوں پنسلوانیا ایونیو پر دی کیپٹل کی طرف بڑھ رہے تھے۔ مارک نے کالر اوپر کر لیا تھا اور آنکھوں پر گہرے رنگ کا چشمہ لگا لیا تھا۔ راستے میں انہیں کئی ایجنٹ ملے۔ کسی نے ڈائریکٹر کی طرف نہیں دیکھا۔ ۹ویں اسٹریٹ پر وہ چیئرمین کے پاس سے گزرے، جو سگریٹ جلاتے ہوئے گھڑی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھا۔ پیچھے سگریٹ کے مسلے ہوئے ٹوٹوں کا ڈھیر تھا۔ ڈائریکٹر نے وہ ڈھیر دیکھا تو سوچا، اس شخص پر تو سو ڈالر کا جرمانہ ہونا چاہیے۔

ساڑھے نو بج گئے تھے۔ چیئرمین اپنی گھڑی سے منہ ملا کر دھیرے دھیرے پکار رہا تھا۔ ''ٹونی! کم ان ٹونی! کم ان''

''یس باس! بیوک تیار ہے۔ ابھی میں نے کار ریڈیو پر سنا۔ وہ خوبرو ایجنٹ اینڈریوز شکار ہو گیا۔''

چیئرمین مسکرایا۔ پھر وہ ژان کو پکارنے لگا۔

''میں تیار ہوں باس۔ آپ کے سگنل کا انتظار ہے۔''

''کم ان میٹ سن''

''سب سیٹ ہے باس لیکن یہاں قدم قدم پر ایجنٹ موجود ہیں'' میٹ سن نے کہا

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ صدر کے سفر کے دوران سیکرٹ سروس والے متحرک ہوتے ہی ہیں۔ اب مجھے صرف اس صورت میں کال کرنا کہ کوئی ایمرجنسی ہو اور تینوں اپنی لائنیں کھلی رکھنا۔ اگلی کال صرف تم لوگوں کی گھڑیوں کے وائبریٹر پر ہو گی اور اس کا مطلب ہو گا کہ فلورینا کین میرے سامنے سے گزر چکی ہے۔ یعنی مہلت صرف پونے چار منٹ کی رہ گئی ہے۔''

''یس باس'' بہ یک وقت تین آوازوں نے کہا۔

چیئرمین نے ایک اور سگریٹ سلگا لی۔ وقت تھا، نو بج کر چالیس منٹ!

............☆☆............

میٹ راجرز ایک اسپیشل اسکواڈ کار میں نظر آیا۔ ڈائریکٹر تیز قدموں سے اس کی طرف بڑھا ''سب کنٹرول میں ہے میٹ؟''

''یس سر''

''گڈ۔ وقت کیا ہوا ہے؟''

''پونے دس بجے ہیں سر''

''ٹھیک ہے۔ تم یہاں سنبھالو۔ میں دی کیپٹل جا رہا ہوں''

مارک ڈائریکٹر کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ ڈائریکٹر کے واکی ٹاکی پر آواز ابھری

''ایلیٹ کالنگ دی ڈائریکٹر''

''کم ان ایلیٹ''

''میٹ سن کو میری لینڈ ایونیو اور فرسٹ اسٹریٹ کے سنگم پر دیکھا گیا ہے۔ گارفیلڈ کے مجسمے کے عقب میں''

''گڈ۔ اس علاقے میں پچاس ایجنٹوں کو چوکس کر دو۔ راجرز کو مطلع کرو۔ وہ اپنے آدمیوں سے کہے کہ اب میٹ سن نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔''

"ٹھیک ہے جناب!"

"یہ دی کیپٹل کے جنوب مغربی کارنر کی طرف کیا کر رہا ہے" مارک ہڑبڑایا "شمال مغرب کی طرف سے تو دی کیپٹل کی سیڑھیوں پر موجود کسی شخص کو صرف ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر شوٹ کیا جا سکتا ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔" ڈائریکٹر نے کہا۔

اب وہ وہاں پہنچ گئے تھے، جہاں پولیس والوں نے دی کیپٹل کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے کارڈ دکھائے۔ پولیس والوں نے دوبارہ چیک کیا، اور حیران رہ گئے۔ سچ مچ ایف بی آئی کا ڈائریکٹر ان کے سامنے تھا...... براہ راست! "سوری سر! آ جائیے۔"

واکی ٹاکی پر پھر آواز اُبھری "ایلیٹ ٹو دی ڈائریکٹر"

"یس ایلیٹ"

"ہیڈ آف دی سیکرٹ سروس آپ سے بات کریں گے"

"ہاں اسٹوارٹ! کہو"

"ایڈوانس کار باہر آ رہی ہے۔ جولیس پانچ منٹ بعد"

"شکریہ اسٹوارٹ! تم اپنا اینڈ سنبھال کر رکھو"

"بے فکر رہو ہالٹ"

............☆☆............

پانچ منٹ بعد صدر صاحبہ کی کار وائٹ ہاؤس کے جنوبی گیٹ سے نکلی اور E اسٹریٹ پر مڑی۔

پنسلوانیا ایونیو اور ۹ ویں اسٹریٹ پر چیئرمین نے ایڈوانس کار کو دیکھا اور مسکرایا۔ اس نے ایک اور سگریٹ سلگالی۔ پانچ منٹ بعد پرچموں کے ساتھ صدارتی کار اس کے سامنے سے گزری۔ گرے کلر کے شیشوں کے پیچھے عقبی نشست پر اسے تین ہیولے سے دکھائی دیے۔ اس کے پیچھے محافظ کی گاڑی تھی، جس میں صدر کا خاص ڈاکٹر بھی موجود تھا۔

چیئرمین نے اپنی گھڑی پر وائبریٹر کا بٹن دبایا۔ ارتعاش کا سگنل اسے بھی محسوس ہو رہا تھا۔ دس سیکنڈ بعد اس نے اسے بند کر دیا۔ پھر شمال کی طرف ایک بلاک پیدل چلنے کے بعد اس نے ایک ٹیکسی کو روکا۔ "نیشنل ایئر پورٹ چلو" ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد اس نے ڈرائیور سے کہا اور اپنی جیب میں موجود ٹکٹ کو طمانیت بھرے انداز میں تھپتھپانے لگا۔

............☆☆............

وائبریٹر دس سیکنڈ تک میٹ سن کی کلائی میں چبھتا رہا۔ پھر بند ہو گیا۔ میٹ سن کنسٹرکشن سائٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر وہ جھکا اور اس نے اپنے جوتوں کے تسمے کھول کر دوبارہ باندھے۔

وائبریٹر کے سگنل کے ساتھ ہی ژان نے ٹیپ ہٹانا شروع کر دیا۔ اسے خوشی تھی کہ وقت عمل آ گیا ہے۔ اس نے گن باکس کھولا۔ سب سے پہلے اس نے بیرل نکالی اور اس کے ساتھ ٹیلسکوپ سائٹ فٹ کرنے لگا۔

............☆☆............

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر ٹو ڈائریکٹر۔ میٹ سن کنسٹرکشن سائٹ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ وہ رُکا ہے۔ اس نے جھک کر اپنے جوتے کے تسمے ٹھیک سے باندھے ہیں۔ کنسٹرکشن سائٹ سنسان ہے۔ پھر بھی میں نے ہیلی کاپٹر سے چیک کرنے کو کہا ہے۔ سائٹ کے وسط میں ایک بہت بڑی کرین ہے بہ ظاہر وہ بھی خالی پڑی ہے۔"

"گڈ! تمہیں آخری لمحے تک چوکس رہنا ہے۔ میں تمہیں صدارتی کار کی آمد کی اطلاع دوں گا۔ یاد رکھو! تمہیں ان کو رنگے ہاتھوں گرفتار کرنا ہے۔ دی کیپٹل کی چھت پر موجود تمام ایجنٹوں کو الرٹ کر دو۔" ڈائریکٹر نے کہا، پھر وہ مارک کی طرف مڑا۔ اب وہ پہلے کی نسبت پرسکون تھا۔ "میرا خیال ہے، سب ٹھیک ہی ہوگا۔"

مارک کی نگاہیں دی کیپٹل کی سیڑھیوں پر جمی تھیں۔ "آپ نے دیکھا سر۔ سینیٹر ڈیکسٹر اور ہیری سن، دونوں ہی صدر کا استقبال کرنے والی کمیٹی میں موجود ہیں۔"

"ہاں! اب کار آنے میں دو منٹ رہ گئے ہیں۔ ارے...... ایک منٹ...... یہ تو عجیب سی بات ہے۔" ڈائریکٹر اپنے ہاتھ میں موجود کاغذ کو دیکھ رہا تھا۔ اُس کی اُنگلی ایک مقام پر رُک گئی تھی۔ "واقعی......شیڈول میں تحریر ہے کہ سینیٹر ڈیکسٹر کانگریس سے خصوصی خطاب کے لیے تو موجود ہوگا لیکن وہ صدر صاحبہ کے لنچ میں شریک نہیں ہوگا۔ بہت عجیب بات ہے۔ اپوزیشن کے تمام لیڈروں کو خاص طور پر اس لنچ کے لیے مدعو کیا گیا ہے۔ ڈیکسٹر کی غیر حاضری کا کیا سبب ہوسکتا ہے۔ یہ تو عجیب بات ہے۔"

"اس میں کوئی عجیب بات نہیں جناب! جمعرات کو وہ ہمیشہ اپنی بیٹی کے ساتھ لنچ کرتا ہے......" یہ کہتے ہوئے مارک کو جیسے جھٹکا سا لگا۔

"گڈ گاڈ...... یہی تو کہا تھا الزبتھ نے۔ جمعرات کو میں ہمیشہ ڈیڈی کے ساتھ لنچ کرتی ہوں۔"

"ہاں مارک۔ تو......؟"

"سر! وہ ہر جمعرات کو اپنے ڈیڈی کے ساتھ لنچ کرتی ہے...... ہمیشہ!"

"مارک! اب گاڑی کے یہاں پہنچنے میں صرف ایک منٹ رہ گیا ہے۔"

"آپ نہیں سمجھے سر! میں بہت بڑا احمق ہوں۔ ہمارا مطلوبہ سینیٹر ہیری سن ہے سر! ۲۴ فروری کو بھی جمعرات تھی۔ میں صرف ۲۴ فروری کے بارے میں سوچتا رہا۔ یہ خیال ہی نہیں آیا کہ وہ جمعرات کا دن تھا۔ جمعرات ۲۴ فروری کو سینیٹر ڈیکسٹر جارج ٹاؤن میں اپنی بیٹی الزبتھ کے ساتھ لنچ کر رہا تھا۔ اس لیے تو وہ جارج ٹاؤن میں دیکھا گیا۔ ایک عورت کے ساتھ۔ میں گدھا ہوں سر!"

"تمہیں یقین ہے پکا یقین؟ سوچ لو، یہ بہت بڑا معاملہ ہے۔"

"سازشی ہیری سن ہے سر! ڈیکسٹر ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تو مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہیے تھا۔ میں احمق ہوں جناب"

"ٹھیک ہے مارک! تم سیڑھیوں پر جاؤ، اور ہیری سن کی ہر حرکت پر نظر رکھو۔ اور ضرورت پڑنے پر اسے گرفتار کرلو۔ چاہے نتائج کچھ بھی ہوں۔" مارک کو دھکیل کر اس

نے واکی ٹاکی پر پکارا "راجرز؟"

"یس سر"

"کار آرہی ہے۔ میٹ سن کو فوراً گرفتار کرلو اور دی کیپٹل کی چھت کو چیک کرو" یہ کہتے ہوئے ڈائریکٹر نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا "او مائی گاڈ! انہیں ہیلی کاپٹر کی ضرورت نہیں۔" اس کے دماغ میں روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا۔ "یہ تو کرین ہے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا"

...........☆☆...........

ژان نے زرد رائفل کا دستہ اپنے کندھے پر رکھا اور صدر کی کار کو دیکھنے لگا۔ اُس نے رائفل کی نال کے سرے پر دھاگے کی مدد سے ایک ننھا سا پر باندھا ہوا تھا۔ یہ ترکیب اس نے اس وقت سیکھی تھی، جب وہ اولمپکس کے لیے تیاری کر رہا تھا۔ اس سے ہوا کے بارے میں پتا چلتا تھا۔

پر ساکت تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہوا نہیں تھی۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے والی تھیں۔ سینیٹر ہیری سن دی کیپٹل کی سیڑھیوں پر کھڑا تھا۔ ۳۰ پاور کے ریڈ فیلڈ اسکوپ سے اس نے اسے دیکھا تو سینیٹر کی پیشانی پر پسینے کے چمکتے ہوئے قطرے بھی صاف دکھائی دیے۔

صدر کی کار دی کیپٹل کے شمالی پہلو کی جانب رُکی۔ سب کچھ منصوبے کے مطابق ہو رہا تھا۔ ژان نے ٹیلسکوپک سائٹ کا رُخ کار کے دروازے کی طرف کیا اور فلورینا کین کے اُترنے کا انتظار کرنے لگا۔

سیکرٹ سروس کے دو گارڈ گاڑی سے اُترے اور انہوں نے وہاں جمع لوگوں کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھا۔ وہ تیسرے گارڈ کے اُترنے کا انتظار کر رہے تھے۔

ژان نے سائٹ کا رُخ پھیر کر سینیٹر کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر تشویش بھی تھی اور تعجب بھی۔ ژان نے رائفل کو پھر صدارتی کار کی طرف گھمایا۔ فلورینا کین اب بھی نہیں اُتری تھی۔ اس نے پر کو چیک کیا۔ ہوا اب بھی ساقط تھی۔ صورتِ حال قتل کے

لیے آئیڈیل تھی۔ بس مقتول ندارد تھا۔ یہ فلورینا کین کہاں ہے...... یہ ہو کیا رہا ہے۔ رائفل کا رُخ اب بھی صدارتی کار کی طرف تھا۔

گڈ گاڈ! کرین متحرک ہو گئی تھی اور فلورینا کین گاڑی میں موجود نہیں تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ میٹ سن ٹھیک کہہ رہا تھا۔ وہ لوگ منصوبے کے بارے میں سب کچھ جانتے تھے۔

ژان بہت اچھی طرح جانتا تھا کہ اس صورتِ حال میں اسے کیا کرنا ہے۔ صرف ایک شخص ان سب کو پکڑوا سکتا تھا اور اس کام میں وہ ذرا بھی نہ ہچکچاتا۔ ژان نے رائفل کا رُخ دی کیپٹل کی سیڑھیوں کی طرف کیا۔ پیشانی کے آغاز سے ڈیڑھ انچ اُوپر...... ہوا اب بھی ساکت تھی لیکن کرین حرکت کر رہی تھی۔ ژان صرف ایک لمحے کو ہچکچایا۔ پھر اس نے ٹریگر دبا دیا...... ایک بار، پھر دوسری بار لیکن دوسری بار کا شاٹ کلیئر نہیں تھا اور اگلے ہی لمحے نیچے جاتی ہوئی کرین نے دی کیپٹل کی سیڑھیوں کو اس کی نظروں سے اوجھل کر دیا۔ اس نے نیچے دیکھا سیاہ سوٹ پہنے ہوئے تقریباً پچاس مسلح افراد کرین کو گھیرے کھڑے تھے۔ ان کی گنوں کا ہدف وہ تھا۔

مارک نے جس لمحے سینیٹر ہیری سن کو چیختے سنا اور پھر اسے گرتے دیکھا، اس وقت وہ اس سے صرف ایک گز دور تھا۔ اس نے تیزی سے خود کو سینیٹر پر گرا دیا۔ دوسری گولی اس کے کندھے کو چاٹتی ہوئی گزری۔ دی کیپٹل کی سیڑھیوں پر بھگدڑ مچ گئی۔ سینیٹرز اور دیگر حکام اندر کی طرف بھاگے۔ وہاں موجود تمیس ایف بی آئی والے تیزی سے حرکت میں آئے۔ ڈائریکٹر وہاں موجود وہ واحد شخص تھا جو دی کیپٹل کی سیڑھیوں پر ڈٹ کر کھڑا رہا۔ اسے ہالٹ کا نک نیم بلاوجہ ہی نہیں دیا گیا تھا۔ وہ سر اُٹھائے کھڑا کرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔

............☆☆............

''میں پوچھ سکتی ہوں اسٹوارٹ کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟''

''جی مادام صدر! ہم دی کیپٹل جا رہے ہیں۔'' اسٹوارٹ نے جواب دیا۔

''لیکن یہ نارمل روٹ تو نہیں ہے۔'' صدر صاحبہ نے اعتراض کیا۔

''جی! ہم شاہ راہِ دستور کی طرف سے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف شاید کوئی مظاہرہ ہو رہا ہے۔ نیشنل رائفل ایسوسی ایشن کی طرف سے''

''اور میں بزدلوں کی طرح اس سے منہ چھپا رہی ہوں؟''

''نہیں مادام! ہم رسل بلڈنگ کے بیسمنٹ سے گزر کر وہاں پہنچیں گے۔ محض احتیاطاً...... اور آپ کی سہولت کی خاطر۔''

صدر صاحبہ کا موڈ کچھ خراب ہو گیا۔ وہ کار کی کھڑکی سے تیز رفتاری سے مخالف سمت جاتی ایمبولنس کو دیکھنے لگیں۔

............☆☆............

سینیٹر ہیری سن اسپتال پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو گیا۔ مارک کے زخم کی ڈریسنگ کی گئی۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ گیارہ بج کر چار منٹ۔ اس کا جی چاہا کہ قہقہے لگائے۔ وہ دوبارہ جی اُٹھا تھا، اور خدا کو منظور ہوا تو طویل زندگی جی سکتا تھا۔

''آپ کے لیے فون ہے مسٹر اینڈریوز'' نرس نے اسے چونکا دیا'' ڈائریکٹر آف ایف بی آئی''

''سر؟''

''مارک مجھے خوشی ہے کہ تم خیریت سے ہو۔ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ سینیٹر ہیری سن کے سوگ میں سینیٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے۔ صدر صاحبہ شاک میں ہیں لیکن انہیں یقین ہے کہ اس المناک واقعے کے بعد سب کی آنکھیں کھل جائیں گی، اور شاید ہی کوئی گن کنٹرول بل کی مخالفت کر سکے گا۔ ہم نے تین آدمیوں کو پکڑا ہے ایک تو وہی میٹ سن، دوسرا ویت نامی شارپ شوٹر ژان ہے اور تیسرا ٹونی لوریڈو۔ اور بھی ہو سکتے ہیں۔ تم سے بعد میں بات ہو گی۔ شکریہ مارک!''

اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

............☆☆............

جمعرات، ۱۰ مارچ......شام ۷ بجے

مارک پہلے تعزیت کے لیے سائمن کے گھر گیا۔ اس کے والدین کا بہت برا حال تھا۔ کوئی دلاسہ ان کے زخم کو مندمل نہیں کر سکتا تھا۔ مارک وہاں سے نکلا تو اُس کا دل بوجھل تھا۔

پھر وہ جارج ٹاؤن گیا۔ الزبتھ نے دروازہ کھولا۔ وہ اسی ڈریس میں تھی، جس میں پہلی بار اُس سے ملی تھی۔ اسے دیکھتے ہی الزبتھ نے بلا توقف بولنا شروع کر دیا۔ ’’میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہو کیا رہا ہے۔ ڈیڈی نے فون پر مجھے بتایا کہ تم نے سینیٹر ہیری سن کو بچانے کی کوشش کی۔ سوال یہ ہے کہ تم وہاں کیا کر رہے تھے؟ ڈیڈی بہت اپ سیٹ ہیں فائرنگ کی وجہ سے اور تم میرے ڈیڈی کا پیچھا کیوں کر رہے تھے؟ کیا انہیں کوئی خطرہ لاحق تھا؟‘‘

مارک نے اسے گھور کر دیکھا ’’تمہارے ڈیڈی کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ اب نئے سرے سے پوچھ گچھ شروع کرو۔‘‘

الزبتھ اس کی بات سمجھ ہی نہیں پائی ’’اب ہم ڈنر کے لیے چلیں؟‘‘

’’بالکل نہیں۔ اب میں باہر نہیں جانا چاہتا۔ یہیں کچھ کھلا دو۔‘‘

’’تم بھول رہے ہو۔ میں ڈاکٹر ہوں۔ میرا پکایا ہوا کھانا آسان نہیں ہوگا‘‘

’’آزما کر دیکھو‘‘

’’ٹھیک ہے لیکن تمہیں بھی میرا ساتھ دینا ہوگا‘‘

وہ ان کے لیے بہت خوشگوار وقت تھا۔ کھانے کے بعد انہوں نے کافی پی۔ پھر وہ ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔

’’ارے...... تم زخمی بھی تو ہو‘‘ الزبتھ نے اس کے کندھے کو دیکھ کر کہا ’’اب اس کا بہانہ بنا کر نہ بھاگ جانا‘‘

’’اس بار میں ٹلنے والا نہیں‘‘ مارک نے کہا اور فون کا ریسیور کریڈل سے ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا۔ ’آج رات نہیں جولیس‘ اس نے دل میں کہا۔

............☆☆............

’’ہر بار انگیج ٹون سنائی دے رہی ہے جناب!‘‘ ایلیٹ نے ڈائریکٹر سے کہا۔

’’کوشش کیے جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ وہیں موجود ہے۔‘‘

’’آپریٹر کے ذریعے کوشش کروں؟‘‘

’’کچھ بھی کرو، میری بات کراؤ اُس سے۔‘‘

دس منٹ گزر گئے۔ ’’آپریٹر کا کہنا ہے سر کہ ریسیور کریڈل سے ہٹا دیا گیا ہے۔‘‘ ایلیٹ نے بتایا۔

’’چلو ٹھیک ہے۔ تم اب جاؤ۔ میں صبح اس سے بات کر لوں گا۔‘‘

ایلیٹ کے جانے کے بعد ڈائریکٹر نے سوچا، اب ایلیٹ نام کی اس مشین سے پیچھا چھڑانا ہوگا۔ اس کی جگہ کسی انسان کو دے کر دیکھیں گے۔ اس نے روشنیاں گل کیں اور دفتر سے نکل آیا۔ اسے گھر یاد آ رہا تھا۔

............☆☆............

جمعہ، ۱۱ مارچ......۹ بجے صبح

باتھ روم سے آنے کے بعد الزبتھ کی نظر فون پر پڑی۔ ریسیور اب بھی کریڈل سے الگ رکھا تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر کریڈل پر رکھ دیا۔ اُسی لمحے فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اُٹھایا ’’ہیلو؟‘‘

’’مارک اینڈریوز سے بات کرائیے‘‘ دوسری طرف سے کسی نے بے حد شائستگی سے کہا۔

الزبتھ نے ریسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے مارک کو پکارا ’’مارک! تمہارا فون ہے‘‘ پھر وہ کچن میں چلی گئی۔

مارک ابھی اُٹھنے کے موڈ میں نہیں تھا لیکن اسے آنا ہی پڑا۔ اس نے ریسیور اُٹھایا

’’گڈ مارننگ مارک!‘‘

’’گڈ مارننگ سر!‘‘

’’تم کس وقت پہنچ سکتے ہو؟‘‘

''آپ بھول رہے ہیں سر کہ میں چھٹی پر ہوں''

''اب تو تمہیں معلوم ہو چکا ہوگا کہ آدمی کو چھٹیوں میں کتنا کام کرنا پڑتا ہے۔ اسے ہوم ورک کہتے ہیں۔''

''دماغ اور جسم، دونوں کو آرام کی ضرورت بھی ہوتی ہے سر''

''ایک بجے آجاؤ۔ اس کے بعد تمہیں ایک مہینے کی چھٹی ملے گی۔''

''او کے سر''

ناشتہ کرتے ہوئے اس نے اخبارات کا جائزہ لیا۔ سینیٹر ہیری سن مرنے کے بعد ہیرو بن چکا تھا۔ تقریباً ہر اخبار میں مارک کا بھی تذکرہ تھا کہ کس طرح اس نے ہیری سن کو بچانے کی کوشش کی اور زخمی ہوا۔ تاہم اس قتل کے محرک کے بارے میں کوئی کچھ نہیں بتا سکا تھا۔

سینیٹر ہیری سن کے سوگ میں سینیٹ کی کارروائی ایک ہفتے کے لیے موخر کر دی گئی تھی۔ تاہم صدر صاحبہ کا لنچ شیڈول کے مطابق ہوا تھا۔ اُس کا آغاز ایک منٹ کی سوگوار خاموشی سے ہوا تھا۔

اس لنچ کے دوران صدر صاحبہ کے خطاب کے بعد یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ گن کنٹرول بل بھاری اکثریت سے پاس ہو جائے گا۔

''تو اب تو تمہیں سب کچھ معلوم ہو گیا لز؟'' مارک نے کہا۔

''نہیں۔ کچھ بھی تو سمجھ میں نہیں آیا''

''اتنا تو مجھے بھی معلوم نہیں تھا، جتنا اخباروں میں شائع ہوا ہے۔''

''تمہارے ساتھ رہنا بہت دشوار کام ہوگا۔''

''یہ کس نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ رہنے کا ارادہ رکھتا ہوں''

''کسی نے نہیں کہا۔ جس رفتار سے تم میری بریڈ، مکھن اور انڈے ہڑپ کر رہے ہو، اسے دیکھ کر میں نے خود ہی جان لیا۔''

''غضب کی سمجھدار ہو'' مارک نے ستائشی لہجے میں کہا ''یہ بھی سچ ہے کہ اب میں

زندگی بھر تمہارے ساتھ رہوں گا، اور یہ بھی درست ہے کہ تمہارے لیے یہ آسان کام نہیں ہوگا۔''

..........☆☆..........

جمعہ، ۱۱ مارچ...... ایک بجے دوپہر

''یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا سر۔ ہماری محنت کا یہ صلہ ہے'' مارک نے تاسف سے کہا۔

''ہمارا کام ہی ایسا ہے مارک۔ ہم نے اپنا مقصد پالیا۔ اب کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ سینیٹر والی بات کھلی تو امریکہ کی رُسوائی ہوگی اور صدر صاحبہ کو سب کچھ بتا دیا تو کون جانے، وہ ہمیشہ کے لیے خوف زدہ ہو جائیں اور یاد رکھو، بڑے منصب پر موجود لوگوں کو خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ انہیں قوموں کے مستقبل کے بارے میں فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔''

''لیکن سر! جو قوم اپنے ولن کو ہیرو سمجھ لے، اس کا کیا مستقبل ہو سکتا ہے''

''یہ مجبوری ہے مارک''

''اور جو صحیح معنوں میں ہیرو تھے۔ نک اسٹیمز اور ہیری کیلورٹ۔ اینجلو کیس فکس اور وہ گمنام سیاہ فام اور سائمن۔ ان کی موت رائیگاں ثابت ہوگی۔ ان کا کسی کو نام بھی معلوم نہیں ہوگا اور سینیٹر ہیری سن کے لیے قصیدے لکھے جائیں گے۔''

''اس ملک کی تاریخ گمنام ہیروز سے اٹی پڑی ہے مارک۔''

''یہ تو ظلم ہے جناب''

''تم جذباتی ہو کر سوچ رہے ہو مارک''

''آپ نے بتایا تھا کہ تین افراد گرفتار ہوئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ چوتھا اپنوں ہی کے ہاتھوں مارا گیا لیکن سر! کوئی پانچواں بھی تو ہوگا جو اس سازش کا روحِ رواں تھا جو اس سازش میں پیسہ لگا رہا ہوگا۔''

''ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن اس پانچویں کے پیچھے اسلحہ ساز فیکٹریوں کے مالکان کا گروہ بھی تھا۔ اصل میں تو سرمایہ وہ لوگ فراہم کر رہے تھے۔''

''اور اتنے بہت سے لوگوں کو ہم یونہی چھوڑ دیں گے یہ جانتے ہوئے کہ وہ مجرم ہیں''

''نہیں، اب ایسا بھی نہیں'' ڈائریکٹر مسکرایا ''یہ ہماری مجبوری ہے کہ ہم اس سازش کو منظر عام پر نہیں لا سکتے لیکن ہم دوسرے انداز میں کام کر سکتے ہیں۔ جو تین افراد گرفتار ہوئے، ان میں صرف ایک رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے۔ باقی دو کے خلاف واقعاتی شہادتیں ہیں۔ وہ آسانی سے بری ہو جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ پانچواں آدمی ہر قیمت پر ژان کو ختم کرا دے گا، چاہے ہم کچھ بھی کر لیں۔ اس لیے ہم نے پہلے ژان پر ہی کام کیا۔ وہ ماہر نشانچی ہے...... بے مثل نشانہ باز۔ لیکن جسمانی طور پر کمزور ہے۔ اس کی زبان کھلوانا کچھ مشکل ثابت نہیں ہوا۔ ہمیں پانچویں آدمی کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔''

''معلوم ہونے سے کیا ہوتا ہے سر؟ وہ آزاد پھریں گے......''

''نہیں، ایسا نہیں ہوگا۔ ہم ان سے دوسرے انداز میں نمٹیں گے۔ ایف بی آئی اپنے آدمیوں کا بدلہ ضرور لیتی ہے۔'' ڈائریکٹر نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

''تو آپ کو ژان کی حفاظت کا خصوصی بندوبست کرنا ہوگا۔''

''نہیں مارک! اس کا زندہ رہنا ہمارے مفاد میں نہیں۔ وہ زندہ رہا تو سازش منظر عام پر آئے گی، جو ہم نہیں چاہتے۔''

''تو پھر باقی دونوں عدم ثبوت کی بنا پر رہا ہو جائیں گے اور پانچواں بھی عیش کرے گا۔''

''میں نے کہا نا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ ہم ان سے ان کے اسٹائل میں نمٹیں گے۔ سب جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں اسٹریٹ کرائم کتنا بڑھ گیا ہے۔ پانچویں کے بارے میں کل تم اخبار میں پڑھ لینا۔ وہ اس وقت میامی میں ہے، مطمئن اور خوش و خرم لیکن کل وہ نہیں ہوگا۔'' ڈائریکٹر نے یہ بات اتنے سرسری انداز میں کہی تھی کہ مارک جھرجھری لے کر رہ گیا۔

''اور باقی دو رہائی ملتے ہی مارے جائیں گے۔ کوئی حادثہ، رہزنی کی کوئی واردات''

''اور پانچوں کو فنانس کرنے والے؟''

''گن کنٹرول بل پاس ہونے کے بعد ان کی کمر ٹوٹ جائے گی اور ویسے بھی وہ خود کچھ کرنے والے نہیں۔ انہیں ہمیشہ پانچویں آدمی کی ضرورت رہتی ہے۔ خیر، چھوڑو ان باتوں کو۔ تمہارے لیے ایک خوشخبری ہے۔''

مارک مستفسرانہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

''میں نے ایلیٹ کا تبادلہ کر دیا ہے۔ ایک مہینے کی چھٹی گزار کر آتے ہی تم اس کی جگہ سنبھال سکتے ہو۔ میں نے تمہارے لیے خصوصی عہدہ تخلیق کیا ہے...... اسپیشل اسسٹنٹ ٹو ڈائریکٹر۔''

''شکریہ جناب''

''تم زیادہ خوش نہیں ہوئے نا'' ڈائریکٹر نے اسے چھیڑا ''آخر اب تم ایک ایسے سینیٹر کے داماد بننے والے ہو، جس کے امریکہ کا صدر بننے کے امکانات بہت روشن ہیں۔''

''آپ جانتے ہیں سر کہ یہ بات نہیں'' مارک نے کھسیا کر کہا ''میں بہت خوش ہوں جناب!''

''اب تم جاؤ اور چھٹیاں مناؤ۔ میرے نصیب میں تو چھٹیاں ہیں نہیں'' ڈائریکٹر نے حسرت سے کہا۔

''ایک بار پھر شکریہ سر'' مارک نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں۔ تم نہیں جانتے کہ صرف ایک ہفتے میں تم مجھے کتنے عزیز ہو چکے ہو۔ تمہاری موت کی خبر سن کر مجھے ایسا لگا تھا کہ جیسے خدا نے معجزانہ طور پر مجھے ایک بیٹا دیا تھا، اور بدقسمتی سے میں اسے بھی کھو بیٹھا ہوں۔ اب تم جاؤ''

............☆☆............

جمعہ، ۱۱ مارچ...... میامی، شام ۵ بجے

فونٹین بلیو ہوٹل کے سوئمنگ پول کے کنارے ایک میز پر چیئرمین بیٹھا شام کا اخبار پڑھ رہا تھا۔ میز پر کافی کی پیالی رکھی تھی۔

یہ اچھا ہوا کہ سینیٹر ہیری سن مارا گیا۔ وہی ایک تو تھا، جو سب کو لے بیٹھتا۔ چیئرمین نے طمانیت سے سوچا۔ اب وہ محفوظ ہے۔ ژان نے کم از کم ایک کام تو کر ہی دیا۔

اس نے کافی کا گھونٹ لیا۔ وہ بہت گرم تھی۔ لیکن کوئی بات نہیں۔ اس کے پاس وقت بہت تھا۔

اس نے نئے احکامات جاری کر دیے تھے۔ وہ کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ ایک خطیر رقم کے بدلے اس نے ژان کی موت کا اہتمام کرا دیا تھا۔ ابھی دس منٹ پہلے اسے اطلاع ملی تھی کہ ژان مر چکا ہے۔ اسے ایف بی آئی کی تحویل سے نکال کر پولیس ہیڈ کوارٹرز لے جایا جا رہا تھا کہ 'کسی' نے اُسے شوٹ کر دیا۔

اسے یقین تھا کہ میٹ سن اور ٹونی عدم ثبوت کی بنیاد پر رہا کر دیے جائیں گے۔ اس کے وکیل نے کہا تھا کہ یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ ہر طرح سے محفوظ تھا۔ بس یہ احتیاط ضروری تھی کہ چھ ماہ تک اسے واشنگٹن کا رُخ نہیں کرنا تھا۔

اس نے ایک اور سگریٹ سلگائی اور اخبار میز پر رکھ دیا۔ سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کی نظر اس لڑکی پر پڑی جو سوئمنگ پول سے نکلی تھی اور اب تولیے سے اپنے جسم کو خشک کر رہی تھی۔ وہ اتنی خوبصورت تھی کہ اس سے نظر ہی نہیں ہٹائی گئی۔

لڑکی نے بھی نظر اُٹھائی۔ دونوں کی نظریں ملیں۔ لڑکی مسکرا دی۔

''اے حسینہ! آج شام میرا ساتھ دو گی؟'' اس نے اسے پکارا۔

لڑکی اس کے پاس چلی آئی۔ ''میں بہت مہنگی ہوں'' اس نے اِٹھلا کر کہا۔

''اور میں بہت دولتمند ہوں'' چیئرمین کی نظریں اس کے چہرے اور بالائی جسم سے اُلجھی ہوئی تھیں۔

''تب تو خوب نبھے گی'' لڑکی نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

چیئرمین کی نظریں نیچے آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ وہ نہ اس کے ہاتھ کو دیکھ سکا اور نہ اس کی اُنگلی میں موجود انگوٹھی کو، جس کے اُوپر کا خانہ خفیف سا سرکا تھا، اور اس میں سے ایک ننھا سا قطرہ اس کی کافی میں ٹپکا تھا۔ اس نے بغیر دیکھے ہی لڑکی کا ہاتھ تھام لیا۔

''تو آؤ، بیٹھو''

''میں چینج کر کے آتی ہوں''

''کتنی دیر لگاؤ گی؟''

''نام کیا ہے تمہارا؟''

''ڈیتھ''

''تمہارے حسن نے اس نام کو بھی خوبصورت بنا دیا ہے'' چیئرمین نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ابھی تم نے میرا حسن دیکھا ہی کہاں ہے۔'' لڑکی پھر اِٹھلائی۔

''مگر دیکھنا تو چاہتا ہوں۔ تو کتنی دیر میں آ رہی ہو تم؟ میں تم سے ملنے کو بے تاب ہوں''

''زندگی رہی تو پانچ منٹ بعد ہم پھر ملیں گے۔''

''زندگی کی تم فکر نہ کرو۔ وہ بہت طویل ہے۔ جلدی سے آؤ''

چیئرمین جاتی ہوئی لڑکی کو دیکھتا رہا۔ وہ واقعی چلتی پھرتی قیامت تھی۔ وہ نظروں سے اوجھل ہوئی تو چیئرمین کو احساس ہوا کہ اس کی سگریٹ کش لیے بغیر ہی ختم ہو گئی ہے۔

اس نے دوسری سگریٹ سلگائی اور کافی کی پیالی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اب تک تو وہ بھی پینے کے قابل ہو گئی ہو گی۔

اس نے پیالی اُٹھائی، چھوٹا سا گھونٹ لیا۔ کافی اب اتنی گرم نہیں تھی۔ اس بار اس نے طویل گھونٹ لیا......